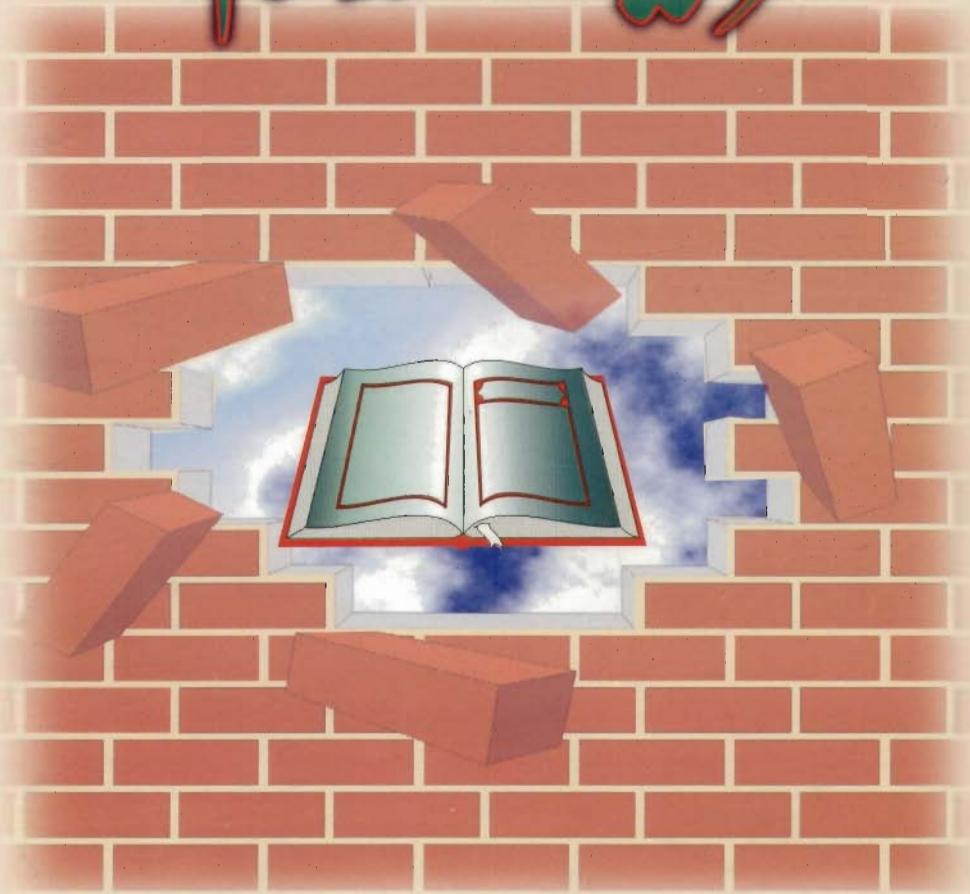


شیخ امام ناصر حنفی رحمۃ اللہ علیہ حنفیہ حنفیہ

مزائیع الدین



ادارہ ترجمان السنۃ

lahore-Pakistan

مزاراتیت اور سلام

شہرِ میڈیم امام اعلاء احسان الہی طہر حمید علیہ السلام

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا شَرِيكَ لِلَّهِ إِنَّا نَعْبُدُ
اللَّهَ وَنَسْأَلُ مُحَمَّداً رَسُولَهُ وَآلهَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پاکستان

نمبر شمار عنوان

صفحہ

۱	مقدمہ طبع ثانی	۱
۲	مقدمہ طبع اول	۲
۳	مرزا سیت اور اس کے معتقدات	۳
۴	ختم نبوت	۴
۵	نزول جبرائیل	۵
۶	قرآن مجید اور امت مستقلہ	۶
۷	مکہ مکرہ اور قادریان	۷
۸	حج	۸
۹	جہاد	۹
۱۰	انگریز کی وقار اری	۱۰
۱۱	مسلمان اور مرزا کی	۱۱
۱۲	اسلام اور مرزا سیت	۱۲
۱۳	مرزا کی اور مسلمان	۱۳
۱۴	اشتعال انگریز تحریریں	۱۴
۱۵	قتنه پرور	۱۵
۱۶	ذلیل ورسوا۔ کون؟	۱۶
۱۷	مرزا غلام احمد کا دعویٰ	۱۷
۱۸	مرزا غلام احمد اور لاہوری مرزا کی	۱۸
۱۹	مرزا کی اکابر۔ الفرقان ریوہ کے نام	۱۹

۱۵	مرزا غلام احمد	۲۰
۱۶	مرزا بشیر الدین محمود	۲۱
۱۷	مرزا غلام احمد اور شریف	۲۲
۱۸	مرزا غلام احمد اور چنده	۲۳
۱۹	پاکستان میں مرزا کی ریاست	۲۴
۲۰	مرزا محمود خلیفہ قادریان	۲۵
۲۱	اہل حدیث کا ایک اداریہ	۲۶
۲۲	قصہ مدیر الفرقان سے مناظرے کا	۲۷
۲۳	مرزا کی لڑکوں کا خط	۲۸
۲۴	مرزا غلام احمد آئینہ کے مقابل	۲۹
۲۵	خلیفہ قادریان نور الدین	۳۰
۲۶	مرزا محمود اور ایک عورت	۳۱
۲۷	اور اپنی بیوی	۳۲
۲۸	تجارتی کمیٹی گواہی نمبر ۱۷	۳۳
۲۹	بدر چلن گواہی نمبر ۳۴۵	۳۴
۳۰	گواہی نمبر ۱۷	۳۵
۳۱	مسکریزم اور بد تیزی گواہی نمبرے	۳۶
۳۲	اور اپنی بیویاں گواہی نمبر ۸	۳۷
۳۳	لڑکیاں اور لڑکے گواہی نمبر ۹	۳۸
۳۴	امراض اور چال چلن گواہی نمبر ۱۰	۳۹

۱۵۹	اگریزی خطوط گواہی نمبرا	۳۰
۱۵۰	زنا اور افعال قوم لوٹ گواہی نمبر ۲۳، ۲۴، ۲۵	۳۱
۱۵۱	بد کاری اور مبایلہ گواہی نمبر ۱۵	۳۲
۱۵۲	بقلم خود گواہی نمبر کے ا	۳۳
۱۵۳	صاجزادی بھی گواہی نمبر ۱۸	۳۴
۱۵۴	اپنا بیٹا گواہی نمبر ۱۹	۳۵
۱۵۵	ایک اور بیٹی گواہی نمبر ۲۰	۳۶
۱۵۷	ایک اطالوی حسینہ	۳۷
۱۵۹	اطالوی رقصہ کا الفضل میں اعتراف	۳۸
۱۶۰	ہوٹل سل کی رونق عربان	۳۹
۱۶۰	اطالوی حسینہ مس روفو	۴۰
۱۶۱	دشام طراز کون۔؟	۴۱
۱۶۸	اگریز کا ایجتہ کون تھا	۴۲
۲۱۳	مرزا آئی دھوکہ باز مدیر "الفرقان" روہ کے نام	۴۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ، طبع ثانی

”مرزا تیت اور اسلام“ کو پہلی مرتبہ شائع کرتے ہوئے اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ احباب اسے اس قدر پذیرائی بخشنگی کے کہ تمہاری بدلت بعد ہی اس کا حصول مشکل ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس کی شہرت پاکستان سے نکل کر سمندر پار تک جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا صد شکر کر اس نے ختم نبوت کی چونکیداری اور ساری تین نبوت کی گوشہ نامی کو شرف قولت بخشنا، کہ پاکستان بھر میں قادریانیت کا تعاقب کرنے والوں نے اس کتاب کو اپنی تقریروں میں حوالہ کے طور پر استعمال کیا اور قادریانیوں کو اس کے آئینے میں مرزا تیت اکابر کے چرے و مخلاتے رہے اور لوگ ان مقاب وار تقدس ماب“ لوگوں کے بے نقاب چڑوں کو دیکھ کر حیران و ششدندہ رہ گئے۔ اس سلسلہ میں ہانجیرا سے ایک مسلمان مبلغ نے، کہ سعودی عرب نے انہیں اپنے خرچ پر دین حنف کی تبلیغ اور مرزا تیت کے تعاقب و استعمال کے لئے بھیجا تھا، مجھے لکھا:

”آپ کی عربی اور انگریزی کتاب قادریانیوں کے لئے ضرب کلیسی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہاں خاصی بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی۔ خداوند کریم اس پر آپ کو جزاۓ خیر عطا کرے۔

لیکن آپ کی مختصر اردو کتابوں کو دیکھتے ہی پاکستان سے وارد شدہ قادریانی بیلغنوں کے چرے اس قدر تاریک ہو جاتے ہیں کہ انہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

بھرے خیال میں اس کتاب کو بھی افریقہ میں اور خصوصاً ان علاقوں میں جمال اردو بولنے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں، ضور پھیلانا چاہئے۔“

اسی بنا پر سعودی حکومت کے نشر و اشاعت اور تبلیغ و دعوت کے علاقے شعبوں نے مجھے متعدد فہرست کی اشاعت نو کے پارہ میں لکھا، لیکن میں اپنی بے شمار اور مختلف مصروفیات کی بناء پر اس کے لیے وقت نہ نکال سکا، کہ میں چاہتا تھا کہ طبع نو سے پہلے اس پر نظر ٹانی کریں جائے لیکن واہرنا! کہ قصد و ارادہ کے بلوصف آج تک وہ طائز عنقا دام میں نہ آسکا کہ فراحت کیسی ہے، کہ سیاسی و فدھی اور کاروباری مصروفیات سے جو فرصت کے لمحات میر آئے، وہ چند زیادہ اہم تقسیمات اور مشغولیات میں صرف ہو جاتے رہے۔

بعری الیخ ایسا لا یشتھی السفن

اور یہ چکر آج تک اسی طرح جل رہا ہے۔ تب میں نے سوچا مالا یورک کلہ، لا یترک کلہ، اسے اسی طرح شائع کر دیا جائے کہ شاید خداوند عالم آئندہ اس کے لیے کوئی بہتر صورت پیدا فرمادے۔ آج اس مجموعہ مفاسدیں کو دوبارہ شائع کرتے ہوئے سرت کی ایک لرمیرے روگ و پپے میں سرایت کیے ہوئے ہے، کہ جس مسئلہ کو ہمارے اکابر نے اٹھایا اور جس کے بیان اور وضاحت میں ہم نے اپنی بساط کی حد تک قلم و زبان کو کھپایا۔ اللہ الحمد کہ اس کا ایک حصہ رب کی کرم فرمائیوں اور پاکستان کے غیرو جبور مسلمانوں کی قربانیوں سے حل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں قربانیوں کو ان کی اصلیت کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دا جا چکا ہے اور دنیا بھر کے علاقے ممالک میں جمال جمال مزائلی ڈیرے جائے ہوئے اور ایک عالم کو درغلائے ہوئے تھے، وہاں وہاں کے لوگ ان کے فریب سے آگاہ ہو چکے اور انہیں اپنا بوریا بہتر سمجھنے پر

مجبور کر رہے ہیں، اور وہ دن دور نہیں، جب رب کا غصب و جلال انہیں پوری طرح اپنی لپٹ میں لے کر اسی طرح نیست و نابود کر دے گا جس طرح ان سے پہلے ان کے اسلاف ملیحہ، اسود عنیٰ اور میلہ کذاب کے پیروکار کو کیا ہے۔!
 اس مجموعہ کے آکٹھ مضمایں میں یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ مرزا تی ایک علیحدہ امت ہیں اور ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، اور آج جبکہ مرزا یوں کو پاکستان میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے، ظاہراً "اس کتاب کی چند اس ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن میں اس کی ضرورت کو آج بھی اسی طرح محسوس کرتا ہوں، جس قدر اس کی اشاعت اول کے وقت تھی، کیونکہ قادریوں نے ہنوز پاکستانی دستور ساز اسمبلی کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصروف ہیں۔

اس سے جماں ان کے اس فریب کا پردہ چاک ہو گا، وہاں اس بات کی بھی تصدیق ہو گی کہ دستور ساز اسمبلی کا فیصلہ درست تھا، اسی طرح جس طرح کہ دنیا کے آکٹھ مسلمان ممالک ایسے ہی فیصلے صادر کر چکے ہیں۔

وَمَا تُوفِيقَ إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوْكِلْتُ وَإِلَيْهِ أَنْبَبْ

احسان الٰی ظبیر

۱۹۷۲ء
۱۴ اپریل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ طبع اول

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعدي وحده وعلى
آله واصحابه امن تبعهم الى يوم الدين -

مسلمانوں کی تاریخ میں انیسویں صدی کا نصف آخر اس لفاظ سے بڑی
اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں اسلام دشمن طاقتوں نے دو ایسے فرقوں کو وجود بخشنا
چکوئے نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی،
انہوں نے اعداء اسلام کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے میں اپنی پوری
توانائیوں کو صرف کر دیا کہ مسلمانوں کو ان کے قبلہ وکعبہ اور ان کی امنگوں اور
آرزوؤں کے مراکز کمہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے منقطع کر کے انیں ان کے ان
ویسou اور وطنوں میں محصور کر دیا جائے جن کے وہ بایی اور شری ہیں تاکہ وہ
مضبوط رابطہ اور تعلق ختم ہو کر رہ جائے جو کروڑوں انسانوں کو مشرق سے مغرب
اور شمال سے جنوب تک ایک لڑی میں مسلک کیے ہوئے ہے اور جس کی بناء پر
بخارا و سرقند میں بننے والے مسلمان داوی نسل کے کلہ گوؤں کی ادنیٰ سی تکلیف
پر تڑپ اٹھتے اور حجاز و نجد کے صحراء نور و اور بادیہ نشین ہمالیہ کے دامنوں میں
رہنے والوں اور کشمیر کی بلندیوں پر بننے والوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت قصور
کرتے ہیں۔

وہ گروہ جو اس کارنیوال کو سراجام دینے کے لئے وجود میں لائے گئے ان میں سے ایک تو بر صیرپاک و ہند میں اگریزی ایجٹ قادیانی (۱) تھے، اور دوسرے روی اگریزی ذله خوار بھائی۔ (۲)

چنانچہ قادیانیت اسی غرض کے لئے وجود میں لائی گئی اور اسلام دشمن اور مسلم دشمن قوت کے ذریعہ سایہ اس کی پورش و پرواخت کی گئی اور امت محمدیہ کے تمام دشمنوں نے مال اور دیگر وسائل سے اس کی مدد و معاونت کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انہیں بے اندام مال و دولت سے نوازا گیا۔ اگریز نے بر صیرپیں ان تمام لوگوں کو اعلیٰ عدیدے دیے جنہوں نے قادیانیت کو قبول کیا اور ان کے پیچوں کو تعلیمی و فناائف پیش کیے اور اور انہیں ہر ممکن سوتیں بہم پہنچائی گئیں۔ ہندوؤں نے ان کی حمایت میں قلم اٹھائے اور تقریبیں کیں اور ہر طرح سے ان کا دفاع کیا، اسی طرح یہودیت نے انہیں اسلام کے مسلم اصولوں اور مسلمانوں کے بنیادی معتقدات کے خلاف دلائل (خواہ وہ کہتے بودے ہی کیوں نہ تھے) اور لڑپچھے سے مسلح کیا اور اب بھی یہیں الاقوای میسونیت اسرائیل میں قادیانی سنتر کے ذریعہ اور افریقہ میں ان کے مرکاز کے قوط سے ان کی بھرپور مدد و معاونت کر رہی ہے۔

۱- قادیانی افریقہ اور یورپ میں اپنے آپ کو "احمدی" کے نام سے موسم کرتے ہیں، تاکہ دہلی کے سادہ لمح، سادہ دل مسلمانوں کو گمراہ کیا جا سکدے حالانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا تعلق نہیں کہ جن کا اسم گرامی احمد بھی ہے۔ بہا ان کا متینی تو اس کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ اور اسی لئے پاکستان اور ہندوستان میں یہ اسی کے نام سے موسم کیے جاتے ہیں۔

۲- جس طرح اس کتاب میں آگے ہل کر قادیانیت کو دلائل کے ساتھ اگریزی سامرائی کا ایجٹ ثابت کیا گیا ہے، اسی طرح مولف نے اپنی کتاب "البہائیۃ" میں بہائیت کو بھی اگریزی و روی سامرائی کا خود کاشتہ پودا ثابت کیا ہے اور اس کے ثبوت میں باقاعدہ شواہد برائین پیش کیے ہیں۔

بہر حال تمام دشمنان رسالت ماب نے اپنی اپنی کوشش و کاوش ان کی ترقی و تتوسعہ میں صرف کی، اور اس سے ان کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف یہ تھا اور ہے کہ مسلمانوں کو اس مجاہد اور قائد رسولؐ سے دور کرو دیا جائے جن کا امام گرامی آج بھی کفر پر کچھی اور لرزہ طاری کر دتا ہے، جن کی بیت اور جن کے دیدبہ سے آج بھی الوان ہائے کفر میں زولہ پا ہو جاتا ہے، جبکہ انہیں سبق اعلیٰ کے پاس گئے ہوئے بھی چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔

اور وہ زندہ و تابندہ تعلیمات والا نبی حکمؐ کہ جس کی امت آج بھی اپنے دور انحطاط و نزواں میں مجرموں اور اسلام دشمنوں کے حلقوں میں کائناتی ہوئی ہے اور جن کی بیداری کا مجرد تصور ہی طھوں، مشرکوں اور لامفہبوں کی آنکھوں کی نیزد اڑا دینے کے لئے کافی ہے اور دشمنان دین اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ وہ تب تک سکون و چین حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ محمد علیہ السلام ایسے قائد، راہنماء اور راہبر کی لانزاں تعلیمات کو ختم نہیں کیا جاتا۔ وہ تعلیمات جو آج بھی مردوں میں روح پھوٹتی اور قوموں کے لئے سور اسرافیل کا درجہ رکھتی ہیں، اور اگر ان کا غائبہ ممکن نہیں تو کم از کم انہیں تبدیل کیے بغیر اور ان کی معنویت کو نیست کیے سوا انہیں اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔

اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ قادیانیت ایسے گمراہ فرقوں اور زداہب کی ہر طرح سے مساعدت و مساندت کی جائے۔ اسی بناء پر ایک نامور ہندو ڈاکٹر مختار داس اپنے ہندو بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ بیدار کیا جائے، کبھی ان کے ساتھ سو دے، معاہدے اور پیکٹ کیے جاتے ہیں، کبھی لائق دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے، کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاست کا جزو بنایا کر

پریشل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے، مگر کوئی تبدیل کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت کاتے ہیں۔ اگر ان کا بس پڑے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔ اس تاریکی میں اور اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محباں وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشاؤں کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان قادریانیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادریان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب وطن اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں قادریانی تحریک کی ترقی ہی عملی تنہب اور پان اسلام ازم کا خاتمه کر سکتی ہے۔ آؤ ہم قادریانی تحریک کا قوی نظۃ نگاہ سے مطلع کریں۔

بنجاب کی سر زمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادریانی المحتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دہتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کا ذکر کیا ہے وہ نبی میں ہوں۔ آؤ میرے جہذے تلے جمع ہو جاؤ، اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمیں قیامت کے دن نہیں بخشنے گا اور تم دوزخی ہو جاؤ گے۔“

میں مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطلالت پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے پہلے مرزائی مسلمانوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے؟
ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ:

۱۔ خدا سے سے پر لوگوں کی رہبری کے لئے ایک انسان پیدا کرتا ہے، جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۲۔ خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوت کے زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ہنا کر بھجا

۳۔ حضرت محمدؐ کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے مرزا

صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی راہنمائی کریں۔

میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان کے عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردها اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائش سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بحومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان قادریانی بن جاتا ہے، تو اس کا زادیہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمدؐ میں اس کی عقیدت کم ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پسلے عرب اور ترکستان میں تھی اب وہ خلافت قادریان میں آجاتی ہے اور کہہ مددہ اس کے لیے روایتی مقامات مقدسه رہ جاتے ہیں۔ کوئی بھی قادریانی چاہے وہ عرب ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو، وہ روحانی شخصیت کے لیے قادریان کی طرف من کرتا ہے۔ قادریان کی سرزین اس کے لیے پہنچ بھومی (سرزین نجات) ہے اور اسی میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پناہ ہے، ہر قادریانی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہو گا کیونکہ قادریان ہندوستان میں ہے۔ مرازا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور اب جتنے خلیفہ اس فرقہ کی راہبری کر رہے ہیں، وہ سب ہندوستانی ہیں۔ یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان قادریانی تحریک کو مغلوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ قادریانیت عربی تدبیب اور اسلام کی دشمن ہے۔

خلافت تحریک (۳) میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادریان میں قائم کرنا چاہتے

۳۔ ترکی خلافت کے سقط کے وقت ہندوستان مسلمانوں نے خلافت کے حق میں ایک زبردست تحریک چلائی تھی، جس کا نام انہوں نے خلافت تحریک رکھا تھا۔ ہندو رائٹر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں ہوئے کہتا ہے کہ:

”اس وقت قادریانیوں نے عام مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا“

ہیں۔ یہ بات عام مسلمان کے لیے، جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سُنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں، کتنی ہی مایوس کن ہو گرا ایک قوم پرست کے لیے باعث سرت ہے” (۳)

اور پھر جب حکیم مشرق، شاعر رسالت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے قادریانیت کے خلاف ایک مدلل اور مفصل مضمون لکھا جس میں ان کی امت اسلامیہ سے علیحدگی کو براہین کے ساتھ ثابت کیا تو سب سے پہلے جس نے جانب علامہ کی تردید میں قدم اٹھایا، وہ مشہور ہندو لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو تھے جنہوں نے کئی مضامین قادریانیوں کی تائید و حمایت اور ان کی مدافعت میں لکھے، حتیٰ کہ اس کے بعد جب ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال لاہور آئے تو قادریانی رضاکاروں نے باقاعدہ ان کا استقبال کیا اور انہیں سلامی دی اور جب اس پر اعتراض ہوا تو قادریانی خلیفہ مرزا محمود نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

”قریب کے زمانہ میں پنڈت جواہر لال صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے قادریانیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جبکہ وہ صوبہ میں سہمن کی حیثیت سے آرہا ہو، قادریانیوں کی طرف سے استقبال بنت اچھی بات ہے“ (۵)

اور پھر شاعر رسالت ڈاکٹر علامہ اقبال نے جواہر لعل کی تردید کرتے ہوئے

۳۔ مضمون ڈاکٹر فخر داس بی۔ الیس۔ ایم۔ بی۔ بی۔ الیس۔ لاہور مندرجہ اخبار ”بندے ماترم“ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء

۵۔ خطبہ جمعہ قادریان میاں محمود احمد، مندرجہ اخبار ”الفصل“ قادریان، مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء

قادیانیت کے لئے ان کی تائید کا بھی جائزہ لیا اور لکھا:

”میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی، اس سے پنڈت جی ”جو اہر لعل شرو“ اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجودوں کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جن کے سیاسی تصورات نے ان کے درست احساس کو مردہ کر دیا ہے، اس بات کو گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور خود مختاری کا خیال پیدا ہو، ان کا خیال ہے اور میری رائے میں غلط خیال ہے کہ ہندوستانی قومیت تک چکنچتے کا صرف یہی راستہ ہے کہ ملک کی مختلف تہذیبوں کو قطعی طور پر مٹا دیا جائے جن کے باہمی تعامل سے ہندوستان میں اعلیٰ اور پائیدار تہذیب ترقی پزیر ہو سکتی ہے۔ جس قومیت کی ان طریقوں سے تعبیر کی جائے گی اس کا نتیجہ باہمی تختی بلکہ تشدد کے سوا اور کیا ہو گا، اسی طرح یہ بات بھی بدیکی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول علیؐ کی امت سے قطع و بیدار کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔

حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتا دوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک دور سے وہ

گزر رہے ہیں، اس میں ان کی اندر یعنی بھجتی اور اتحاد کس قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگلیز قوتوں سے محترز رہنا کس قدر لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ پنڈت جی (جو اہر لعل نسوا) کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی ظاہر فرمادیں ”(۶)

پس قادریانیت الیک تحریک جب وجود آئی تو یہ بدیکی بات تھی کہ تمام مخالف اسلام قوتوں اس کی تائید و حمایت کریں، چنانچہ انہوں نے بالغفل اس کی امداد کی بھی، حسب منتشر اگریزی سامراج نے تو اسے افراد تک میا کیے تاکہ وہ اسکی نشوونما کر سکیں اور ان میں سے اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو اگریز سامراج کے طالب ملازم تھے یا وہ لوگ جنہیں ملک ولت سے خیانت کے صلہ میں جا کریں عطا ہوتی تھیں اور جن کا دین و مذہب ہی سامراج کی رضا جوئی اور ذله خواری ہوتا ہے اور یہ ایک الیک حقیقت ہے جس کا اعتراف خود مرزا غلام احمد مستنبی قادریان نے بھی کیا ہے، جیسا کہ وہ رقطراز ہے:

”جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکبر ان میں سے سرکار اگریزی کے معزز عمدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب ہیں، یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ اگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار اگریزی کی نوکری کرچکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اب ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اڑ پذیر ہیں، اور جادہ نشیان غریب طبع۔

۶۔ علامہ اقبال کے مضمون ”اسلام اور احمدی ازم“ سے ایک اقتباس۔ یہ مضمون کتاب صورت میں پھیپ چکا ہے۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پرورہ اور نیک ناہی حاصل کرده اور مورد مراعم گورنمنٹ ہے اور یادہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں، ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیے ہیں” (۷)

رہی بات یہودی معاونت و مساعدت کی تو خود مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب ”آور فارن مشنن“ کے صفحہ ۲۸ پر اس کا اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ :

حیفا کے ماڈنٹ کرمل میں واقع ان کے مرکز کو نہ صرف اسرائیلی حکومت ہر طرح کی سوتیں بھی پہنچاتی ہے، بلکہ اسرائیل کے سربراہ مملکت سے قادریانی مبلغوں کی ملاقاتیں بھی رہتی ہیں۔“

ان ہی وجود کی بنا پر میں نے آج سے تقریباً دس برس پہنچر جب کہ میں ابھی معمولی طالب علم تھا۔ قادریانیت کا بغور مطالعہ شروع کیا اور اسی دور میں ان کی تقریباً تمام بنیادی کتابیں دیکھے ڈالیں۔ نیز اسی زمانہ طالب علمی میں پاکستان و ہند کے کئی اردو جرنل میں ان پر مقالات بھی لکھے اور پھر جب ۲۳ء میں مجھے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں مختلف ممالک خصوصاً افریقی ملکوں کے طلبہ اور مدینہ منورہ اور نک کرمہ میں آنے والے دیگر زائرین اور حاجاج سے یہ معلوم کر کے انتہائی تجسب ہوا کہ قادریانی ہیروئی ملکوں میں عموماً اور افریقی ملکوں میں خصوصاً اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کی گمراہی کا سامان کیا کرتے ہیں۔ اور افریقی اور عرب ملکوں میں کوئی ایسی جامع کتب نہیں جس سے ان کے

۷۔ درخواست بخور نواب یقشٹ گورنر ز بہادر دام اقبالہ ہجائب مجاہب مرزا غلام احمد قادریانی مورخ ۲۲ فروری ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷، ص ۱۸۔ مرجب قاسم علی قادریانی۔

عقلائد و اعمال سے پوری آگاہی حاصل ہو سکے، چنانچہ دوستوں کی خواہش، یونیورسٹی کے استاذہ کی فرماںش اور وقت کی ضرورت کی بناء پر میں نے وہیں مہینہ منورہ میں ہی قاویانی ازم پر عربی میں مقالات لکھنے شروع کیے لیکن ان میں اس بات کو پیش نگاہ رکھا کہ کوئی بات بے سند اور بے دلیل نہ کہی جائے اور جس بات کا ذکر کیا جائے، اس کا پورا حوالہ دیا جائے۔

یہ مقالات مختلف عربی پڑھوں میں چھپتے رہے اور آخر میں مہینہ منورہ کے ایک پبلشر نے ۱۹۶۷ء میں انہیں جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کروایا۔ اللہ الحمد اس کے میثار اجھے نتائج برآمد ہوئے۔ اور افریقہ میں خصوصاً اس کتاب کی بحید مانگ رہی۔ (۸)

ان ہی ایام میں افریقہ سے کچھ احباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ اگر اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ہو جائے تو اس کی افادت بڑھ جائے، کیونکہ افریقہ میں عربی کی نسبت انگریزی زیادہ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی "ادارہ ترجمان اللہ" لاہور نے شائع کر دیا اور امید ہے کہ وہ عربی سے کچھ کم مفید نہ ہو گا (۹)

۱۹۶۸ء میں پاکستان والہی پر میں نے محسوس کیا کہ ہمارے جرائد و مجلات مرزا سیت کی طرف اس قدر توجہ نہیں دے رہے جس قدر انہیں دیتی چاہیے، چند ایک حضرات کو چھوڑ کر کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا کی اخبارات مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے بارہ میں کیا کچھ لکھتے اور کس قدر زہر پھیلاتے ہیں۔

۸۔ اس کتاب کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب اس کا پانچواں ایڈیشن ترمیم و اضافہ کے ساتھ قاہرو کے المکتبۃ اللغویہ سے شائع ہو رہا ہے۔

۹۔ اس کے بھی اب تک چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور اب نظر ثانی کے بعد اس کا پانچواں ایڈیشن زیر طبع ہے۔

خصوصاً قادریانی مرزا یوسف کا ترجمان "الفرقان" اور لاہوری مرزا یوسف کا ہفتہ وار "پیغام صلح" لاہور تو اکابرین امت پر طعن توڑنے اور عقائد اسلام کا مٹھکہ اڑانے میں اس قدر گستاخ ہو چکے ہیں کہ نہ تو انہیں پاکستان کی مسلم اکثریت کے جذبات کا کچھ پاس ہے، نہ حکومت کے مٹھکہ احتساب کا کچھ ڈر۔ جب کہ دوسری جانب حکومت اس قدر حساس تھی کہ وہ ہفت روزہ "چنان" کے ایک بے ضرر چار سطری شذرے کو بھی برداشت نہ کر سکی۔ جس میں سعودی عرب میں مرزا یوسف پر عائد کی گئی پابندیوں کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔

اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس مسلمان ملک میں کفر کی یہ تم رانی میرے لئے بڑے کرب کا باعث تھی، مرزا یوسف کے بارہ میں اپنی سابقہ معلومات اور اس کے موجودہ احوال کی بناء پر میں خاموش نہ رہ سکا، اور جمیعت اہل حدیث کے ہفتہ وار اخبار "الاعتصام" میں جو میری ادارت میں لفڑتا تھا، مرزا یوسف پر مسلسل دس گیارہ ادارے لکھے، جن میں دلائل و برائین سے مرزا یوسف کے امت مستقلہ اور اسلام دشمن ہونے کے ثبوت فراہم کیے۔ نیز مرزا یوسف اخبارات کے اس طرح و ندان ٹھکن جواب دیے کہ پھر مدتیں "الفرقان" ریوہ اور "پیغام صلح" لاہور کو جواب دینے اور اعتراض کرنے کا حوصلہ نہ ہوا، اطلاعات کے مٹھکہ احتساب نے نوش بھجوائے، لیکن ہم نے شواہد پیش کیے کہ دل آزاری اور تفرقہ پازی کی ابتداء ہماری طرف سے نہیں، امت قادریانی کی طرف سے ہوئی ہے بلکہ ان کا وجود ہی تفرقہ اور دل آزاری پر مبنی اور قائم ہے۔

رب ذوالجلال کی کریمی کہ ان مضامین کو تمام مسلمان طقوں کی طرف سے بے حد پسند کیا گیا۔ اور بلا لحاظ مکتب تمام مسلمان فرقوں کے اخبارات و رسائل نے انہیں "الاعتصام" سے نقل کیا، جن میں شیعہ حضرات کا ہفتہ وار "مشید" لاہور اور مہتممہ "المعرفہ" حیدر آباد تک شامل تھے۔

ازاں بعد جب ہم "الاعتصام" کی ادارت سے الگ ہو گئے تو مرزا یوسف نے میدان خالی دیکھ کر پھر پرپڑے نکلنے شروع کیے اور "القرآن" ربوہ تو کچھ زیادہ ہی دلیر ہو گیا، چنانچہ اس نے علماء امت کو عموماً اور اہل حدیث اکابر کو خصوصاً اپنی نازک اگذنیوں کا نشانہ بنانا شروع کیا، اور ایک رفعہ تو اس کے مدیر نے یہاں تک لکھ مارا کہ اس نے بر صیریباک و مند کے نامور عالم اور مناظر شیخ الاسلام مولانا شاء اللہ تک کو مناظرات میں بکھست دی ہوئی ہے۔

تب تملک ہم بفضل رب ذی الملن اپنا ہمنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور نکال چکے، اور جمعیۃ اہل حدیث کے ہفتہ وار "اہل حدیث" لاہور کی اواارت سنپھال چکے تھے۔ اب جو ہم نے اس کا نوش لیا تو ان تمام قرضوں کو بھی چکا ڈالا جو ہمارے میدان میں نہ ہونے کی وجہ سے مرزا یوسف سرچڑھا چکے تھے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے ہمیں حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کی توفیق عطا فرمائی کہ ان مضامین کے آتے ہی ملک بھر میں ایک غلغٹہ بیج گیا۔ اور اپنے بیگانے ان کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے اور احباب نے شدید تقاضا کیا کہ ان تمام مضامین و مقالات کو جو وقت "فوقاً" "الاعتصام" "اہل حدیث" اور "ترجمان الحدیث" میں شائع ہوتے رہے ہیں سمجھا کروں اور کتابی صورت میں چھاپ دیں، تاکہ وہ لوگ بھی ان سے استفادہ کر سکیں جو پسلے نہیں کر سکے۔ اور میں اپنی عدم الفرستی اور مختلف کاموں میں مشغولیت کے باوصف صرف اس لئے اس کام پر آمادہ ہو گیا کہ شاید اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعے کسی کی ہدایت اور گمراہی سے حفاظت کا سامان بھی فرماؤے اور آخرت میں بھی چیز نجات و فلاح کا سبب بن جائے۔

اور شاید اس سے بھی خوشنودی رب کا وہ پروانہ مل جائے جو مرزا یوسف پر علی مقالات کو جمع کرنے کے بعد ملا تھا، کہ جب ۱۹۷۸ء کے رمضان مبارک کی

ستائیسویں شب مسجد نبوی کے پڑوس میں اپنی کتاب "القادیانیہ" کو مکمل کر کے سویا تو کیا دیکھتا ہوں، "سحرگاہ دعائے شم شبی لیوں پر لے باب جبریل" کے راستے (کہ دیوار حبیب علیہ السلام میں میرا مکان اسی جانب تھا) مسجد نبوی کے اندر داخل ہوتا ہوں لیکن روضہ اطہر کے سامنے پہنچ کر نہیں جاتا ہوں کہ آج خلاف معمول روضہ مuttle کے دروازے واہیں اور پرے دار خندہ رو، استقبالیہ انداز میں فخر ہیں، میں اندر بیٹھا جاتا ہوں کہ سامنے سرور کو نین، رحمت عالم محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رعنائیوں اور زیبائیوں کے جھرمٹ میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی سعیت میں نماز ادا فرمائے ہیں۔ دل خوشیوں سے لبریز اور دماغ مسرتوں سے معمور ہو جاتا ہے اور جب میں دیر گئے باہر نکلتا ہوں تو دربان سے سوال کرتا ہوں یہ دروازے تم روزانہ کیوں نہیں کھولتے؟

اور جواب ملتا ہے:

"یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے"

"یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے"

اور آنکھ کھلی تو مسجد نبوی کے بیماروں سے یہ دلکش تراپنے گونج رہے تھے، اشہدان محمد رسول اللہ اشہدان محمد رسول اللہ اور صحیح جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کو ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا تمہیں مبارک ہو کہ ختم نبوت کی چونکھت کی چوکیداری میں خاتم النبیین کے رب نے تمہاری کاؤش کو پسند فرمایا ہے اور کون جانے میرا رب اسے بھی رسالت ماب علیہ السلام کی خدمت شمار فرمائے۔

کچھ اس کتاب کے بارہ میں!

اس مجموعہ میں سب سے پہلے ایک طویل مضمون ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مرزا ای عقاہد اور مسلمان عقاہد میں کیا فرق ہے اور نیادی طور پر مسلمانوں

اور مرزائیوں میں کس قدر دوری اور مختارت ہے۔
اس کے بعد ”الاعظام“ میں شائع شدہ مفہماں ہیں جن میں کچھ وقق اور
ہنگامی تھے اور انہیں حذف کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ”الحمدیث“ اور ”ترجمان الحدیث“ میں چھے ہوئے مقالات ہیں۔
یہ مفہماں اگرچہ جوابی ہیں لیکن ان میں مرزائیت کے بارہ میں اس قدر منشعب
مودود جمع کر دیا گیا ہے کہ شائد ہی اس کا کوئی گوشہ مخفی رہ گیا ہو۔
انداز بیان کی دلکشی کا اندازہ لگانا تو قارئین کا کام ہے لیکن مجھے امید ہے کہ
آپ اسے دلچسپ پائیں گے۔ تحریر میں درشتی اور سختی جوابی ہے اور مرزاغلام
احمد، اس کے خلفاء اور پیروکاروں کے بارہ میں عدم احترام، اس لیے کہ ہم رسول
کریم“ ان کی ازواج مطہرات“ اور ان کے اصحاب“ کی توبین کرنے والوں کا احترام
گناہ سمجھتے ہیں اور خود صاحبِ خلق عظیم نے ایسے لوگوں کو اس انداز میں مخاطب
کیا ہے من محمد رسول اللہ الی مسلیمته الکذاب اور ”لنا فی رسول
الله اسوة حسنة“

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

احسان الی ظمیر

میر ماہنامہ ”ترجمان الحدیث“ و ہفت روزہ ”الحمدیث“ لاہور

مرزا نیت اور اس کے معتقدات

قادیانیت ان باطل مذاہب میں سے ہے جن کی تکوین ہی س خاطر کی گئی ہے کہ مسلم قوت کو زک پہنچائی جائے، اسلام کے ڈھانچے میں رخنے پیدا کیے جائیں اور اس کے افکار و نظریات کو نیست کیا جائے، لیکن اس صورت میں کہ کسی کو علم تک نہ ہو، کیونکہ تجربات اور تاریخ نے یہ ثابت کروتا ہے کہ جب بھی کسی جماعت یا کسی مخالف گروہ نے اسلام کو للاکار کر میدان میں مقابلہ کرنے کی جرات کی تو وہ اس عظیم قوت کو ذرہ بھر بھی گزند نہ پہنچا سکا، بلکہ اس کے مقابلہ میں اسلام زیادہ آب و تاب سے چکا اور اجاگر ہوا، اور اس کے نام لیوا اور زیادہ دلوں اور ٹنپنے کے ساتھ اس کے شیدائی اور فدائی بن گئے۔ یہود و نصاری اور مکہ کے مشرکوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، کہ وہ اسلام کی منزلت، مرتبے اور شان کو کم کر دیں، لیکن اس کی رفتاروں پر شکوہ باندیوں اور ناقابل لگست عظتوں کے ساتھ ان کا کوئی بس نہ چل سکا اور سوائے محرومیوں کے داغوں اور ناکامیوں کے وصبوں کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ میدان جنگ میں اگر صلیبیوں نے اس مضبوط چنان سے تکرانے کی کوشش کی تو پوری قوت و طاقت کے باوجود اپنے ہی سر کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکے، جس طرح کہ کفار کہ اور یہود یہ رب اس کے ابتدائی ایام میں اپنے سر پھوڑ پکے تھے اور اگر کسی نے علمی میدان میں مناکرات و مناٹلات کے ذریعہ اس سے پنجہ آزمائی کی کوشش کی تو اس کے نتیجے میں اس کی حرتوں کا خون ہونے سے نہ رہ سکا اور پھر اعداء اسلام نے ترغیب و تحریص اور تهدید و تنویف کے حربے بھی آزمائے دیکھ لیے، لیکن نامرادیوں نے تب بھی دامن نہ چھوڑا اور اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ پھلتا پھوتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، راستے کی رکاوٹیں اور بیگانوں کی سختیاں اس کی جولانیوں میں مراحم نہ

ہو سکیں اور پھر نا امیدیوں نے ذیرے ڈال دیے اور وہ اسلام کو زک دینے، سیلاپ نور کے سامنے بند باندھنے، سورج کی روشنی کو ڈھانپنے اور چھپانے سے مایوس ہو گئے۔ جزیرہ عرب کے مشرکوں، مصر و شام اور روم و یونان کے عیسائیوں اور قرینہ و خیر کے یہودیوں نے اس کا خوب خوب تجدید کیا اور پھر اس کو اپنے اپنے وقت میں ہندوؤں، بدھ مت کے پیروؤں، آتش پرستوں اور سکھوں نے بھی دھرا کر دیکھا اور سب نے ویکھ لیا کہ یہ وہ چنان ہے جسے نہ صرف یہ کہ پاش پاش کرنا ناممکن ہے، بلکہ اسے چھیندا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں، ان تینخ و ترش تجدیبات سے دشمنان وین نے یہ سبق حاصل کیا کہ اسلام سے کھلے بندوں نکل ریتا انی موت کو دعوت دیتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات کو لانگیخت ہوتی ہے اور ان کی غیرت و حیثیت کو ٹھیس لگتی ہے، اس لئے انہوں نے طے کیا کہ آئندہ کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کو کھلے میدان میں دعوت مبارزت نہ دی جائے بلکہ ہمیشہ اسے مخفی سازش اور پوشیدہ چالوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جائے، دھوکے اور منافقت کی مکنیک کو اپنایا جائے، اسلام کے نام لیواوں میں سے اسلام ہی کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کرنے والے تیار کیے جائیں اور اس طرح بذریع اسلام کے افکار پر چھاپے مارا جائے، اور اس کی حقیقی تعلیم کو مٹایا جائے اور بالآخر اس کے وجود کو ختم کر دیا جائے۔

اسی پلان (plan) اور تنظیط کے تحت قاویانیت کا وجود عمل میں لایا گیا، چنانچہ پہلے پہل یہ ایک اسلامی فرقے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے نمودار ہوئی اور بڑی چاک دستی اور ہوشیاری سے اپنے زہریلے افکار و خیالات کا مسلمانوں میں پرچار کرنے لگی کہ عام لوگوں کو اس کی اصلیت کا علم نہ ہو سکا، پھر آہستہ آہستہ اور باقاعدہ ترتیب کے ساتھ کچھ اندروں خانہ باتوں کو سامنے لایا گیا اور جب دیکھا کہ چند ”بے وقوف“ اور کچھ ”غرض مند“ اچھی طرح جال میں پھنس

گئے ہیں اور اب ان کے لیے فرار کا کوئی چارہ نہیں رہا تو اچانک اپنے اصلی خدو خال کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ بہت سے لوگ جو اس تحریک کے ساتھ ناواقتیت کی بناء پر وابستگی اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کے سینے میں ہنوز ایمان کی کوئی کرن باقی تھی، اس تحریک کو ایک مستقل مذہب کی صورت میں ڈھلتے دیکھ کر اپنی نادانی پر پریشانی کا انکھیار کر کے چھوڑ گئے اور بہت سے ”جالل“ ”فریب خورود“ اور ”خود غرض“ دین اسلام اور محمد علی مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر قادریانیت اور مستینی ہندی سے رشتہ جوڑ بیٹھے۔

یہیں سے قادریانیوں نے اپنے ولی نعمت انگریز کے اشارے پر ان تمام مراضی کو اپنی تبلیغ اور پر اپوگنڈے کی بنیاد بنا لیا، کہ پہلے پہل تو مرتضیٰ غلام احمد کو مجدد کہیں، پھر مسیح اور رسول اللہ اور آخر میں تمام انبیاء سے افضل و برتر نبی، تاکہ عام مسلمانوں کو فریب کا وکار بنایا جاسکے اور اسلام کے حقائق کو مسخ کیا جاسکے، اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے اصل عقائد لوگوں کے سامنے رکھے جائیں، تاکہ انہی پر ان کی حقیقت آفکارا ہو۔ چنانچہ ہم ان کے حقیقی معتقدات کو انہی کی کتابوں اور انہی کی عبارات میں پیش کر رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو اور بعض ناواقف قادریانیوں کو مرتضیٰ ایت کی اصل صورت نظر آسکے گی اور انہیں علم ہو سکے گا کہ یہ لوگ کس قدر چلاک، منافق اور مفسد ہیں اور کس طرح یہ بے دریغ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ و
با اللہ التوفیق

بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر تم کے عیوب و انفعالات بشریہ سے پاک اور منزہ ہے، نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے اور نہ اس نے کسی کو جتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ وہ تشییہ و تجسم سے بمرا ہے، اسی طرح ان کا عقیدہ ہے کہ محمد اکرم مصطفیٰ اللہ علیہ

وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، رسالتیں ان پر ختم ہو گئیں، وہی ان پر منقطع ہو گئی، ان کی کتاب آخری کتاب، ان کی امت آخری امت اور ان کا دین آخری دین ہے، اور جو کوئی بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور مفتری ہو گا، کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے

ما كانَ مُحَمَّداً هَا أَهْدَمْنِ رِجَالَكُمْ وَلَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّنَ (۱)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن

اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں“

اور باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمْ

الاسلامَ دِينَنَا (۲)

آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین (ناقص نہیں رکھا کہ اور کو سچ کر اس کی تحریک کروں) اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے دین اسلام کو پسند کر لیا (کہ اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں رہی)۔

اور باطق وحی نے فرمایا کہ:

مثْلِي وَمِثْلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمُثْلِ لَقْرَبِ اَحْسَنِ بَنِيَّانِهِ تُرَكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لِبِتَّهِ

فَطَافَ بِهِ الْنَّظَارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حَسْنِ بَنِيَّانِهِ الْأَمْوَاصُ تِلْكَ الْلِّبِتَّهُ خَتَمَ فِي

الْبَنِيَّانِ وَخَتَمَ بِالرَّسُلِ وَلِيَ رَوَاهُتَهُ فَإِنَّا لِلْبَتَّهِ وَإِنَّا خَاتَمُ النَّبِيِّنَ (۳)

میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسی ایک محل کی کہ اسے بڑا

خوبصورت بنایا گیا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی گئی ہو دیکھنے

۱- سورۃ الاحزاب ۳۰

۲- سورۃ المائدہ ۳

۳- بخاری و مسلم۔

والے اسے دیکھیں اور اس کی خوبصورتی و سجاوٹ کی توصیف و تعریف کریں، مساوائے اس جگہ کے کہ جس میں ایک اینٹ لگنا باقی ہے۔ پس میرے ساتھ اس جگہ کو پر کر دیا گیا اور اب اس محل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ بناء میرے ساتھ مکمل کر دی گئی اور رسولوں کی ترسیل مجھ پر ختم کر دی گئی، اور ووسری روایت میں فرمایا، میں ہی وہ محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اور آپ کی امت آخری امت ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے:

انا اخرا الانباء وانتم اخرا الام (۳)

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

نیز فرمایا:

لا ہنی بعدی ولا امته بعد کم (۵)

میرے بعد کوئی نیانی نہیں اور تمہارے بعد کوئی نبی امت نہیں۔

اور ایک روایت میں فرمایا:

لا امت بعد امتی (۶)

میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔

اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ جماد قیامت تک باقی رہے گا اور یہ عبادات میں سے افضل تین عبادات اور حسنات میں سے اعلیٰ تین نیکی ہے، نیزان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا کوئی شر اور کوئی بستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کہ مکرمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن مدینہ منورہ کے ہم پلہ نہیں اور دنیا کی کوئی مسجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد

۳۔ عماری و مسلم۔

۴۔ ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، متندرک حاکم۔

۵۔ مسند احمد۔

۶۔ طبرانی و بیہقی۔

اقصیٰ کے ہم پایہ نہیں اور نہ ان سے منزلت و مرتبہ میں بڑھ سکتی ہے۔ یہ تو ہیں مسلمانوں کے عقائد! لیکن قادیانیوں کے عقائد یہ ہیں:

ذات خداوندی مرزاًی عقائد کی رو سے

اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، سوتا ہے اور جائتا ہے، لکھتا ہے اور دستخط کرتا ہے، یا درکھتا ہے اور بھول جاتا ہے، مجامعت کرتا ہے اور جتنا ہے اس کا تحریک ہو سکتا ہے، اسے تشیہ دی جاسکتی ہے اور اس کی تحریک جائز ہے
(العیاز باللہ)

چنانچہ قادیانی نبی مرزا غلام احمد کرتا ہے، مجھ پر وحی نازل ہوئی:

قالَ لِيَ اللَّهُ أَنِّي أَصْلِي وَأَصُومُ وَأَصْحُوا وَأَنَامُ (۷)

”مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں جائتا بھی ہوں اور سوتا بھی“

یہ ہے مرزاًی عقیدہ اور قادیانی نبی کی وحی والہام، مگر وہ کلام حق جسے الہ الحق نے نبی برحق پر بذریعہ رسول امین نازل کیا وہ یوں ہے:-

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُومُ لَا تَأْخُذْهُ سُنْتُهُ وَلَا نُومٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَلِكَ الَّذِي يَشْفَعُ عَنْهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَعْلَمُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَمْسُدُ حَفْظَهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (۸)

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبد برحق نہیں وہ جو حی اور قیوم ہے۔ جو

۷۔ ”ابشری“، ج ۱۲، ص ۷۶، مرزاًی قادیانی کے عہلہ المام کا مجموعہ مرتبہ منظور الہی قادیانی۔

۸۔ سورۃ البقرہ۔ آیت الکرسی

اوْنَجْتَاهُ اور نہ سوتا ہے۔ آسمان اور زمین جس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو سفارش کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔

جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور جس کے علم کا کوئی دوسرا احاطہ نہیں کر سکتا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انَّ اللَّهَ لَا يَنْعَمُ وَلَا يَنْبَغِي لِدَانِ يَنْعَمْ (۹)

نہ خدا سوتا ہے، اور نہ ہی سونا اس کے لیے روا ہے۔

اسی طرح باری تعالیٰ اپنا وصف بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

لَدَاهُ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (۱۰)

”میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں اور مجھ سے کوئی شے مخفی نہیں“

اور فرمایا:

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۱۱)

”اللہ وہی ہے جس کے علاوہ کوئی مالک و خالق نہیں جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں قسم کی اشیاء کا علم رکھتا ہے۔“

اور فرشتوں کی زبانی کہا:

وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَالِكَ

وَمَا كَانَ رَبِّكَ نَسِيَا (۱۲)

”کہ ہم تیرے رب کے علم کے بغیر آسمانوں سے نہیں اترتے کہ اس کے لیے ہے جو ہمارے آگے پیچھے اور اس کے ور میان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔“

۹۔ مسلم، ابن ماجہ، داری

۱۰۔ التحریم: ۳۵

۱۱۔ الحشر: ۷۲

۱۲۔ مریم: ۳۳

اور بیان موسیٰ علیہ السلام فرمایا:

لا يضل ربي ولا ينسى (۱۳)

نہ بھکتا ہے میرا رب اور نہ بھوتا ہے۔

لیکن قادریانی اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا غلطی بھی کرتا ہے اور صواب کو بھی پہنچتا ہے، اور یہ بدیکی بات ہے کہ غلطی جمل اور نیان کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہوئے کہ پناہ بخدا باری تعالیٰ جاہل اور جملائے نیان ہے۔

چنانچہ قادریانی کے اپنے عربی الفاظ ہیں:

قال اللہ انی مع الرسول اجمیب اخطی واصبب انی مع الرسول معجیط (۱۴)
”خدا نے کہا ہے کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں۔ میں رسول کا احاطہ کیے ہوئے ہوں“

نیز گوہر انشاں ہے:

”ایک دفعہ میں نے کشف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے بہت سے کاغذات رکھے، تاکہ وہ ان کی تصدیق کروے اور ان پر اپنے دستخط ثبت کروے۔ مطلب یہ تھا، کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لیے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرفی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرفی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معا جھائرنے کے اس سرفی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ (مرزا قادریانی کا ایک مرید) کے کپڑوں پر پڑے اور جب حالت کشف ختم ہوئی تو میں نے اپنے اور عبداللہ کے کپڑوں کو سرفی کے قطروں سے تر

بہ تردیکھا اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی اختیال ہوتا، اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاؤی تھی، اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی” (۱۵)

ایک اور مقام پر بھی قادریانی امت کا آقا و مولیٰ خالق و متعال کو، کہ وہ تشبیہ سے مبراہے، تیندوے سے مشابہت دیتے ہوئے ذات باری سے مذاق کرتا ہے:

”هم تخلیقی طور پر فرض کر سکتے ہیں کہ قوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر، اور ہر ایک عصو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریخ بھی ہیں، جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں“ (۱۶)

اور اس طرح خداوند کریم کے اس قول کی تکذیب کی جاتی ہے

لیس كمثله شی و هو السميع البصير۔ (۱۷)

نسیم ہے اس طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتے والا دیکھنے والا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر قادریانی، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور تمام اسلامی ادبیان کے بالکل بر عکس یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں:

”اللہ مباشرت و مجامعت بھی کرتا ہے، اور وہ اولاد بھی جتنا ہے“

اور اس سے عجیب تر کہ:

”خدا نے ان ہی کے نبی مرزاۓ غلام سے مباشرت و مجامعت کی

۱۵۔ (تربیاق القلوب ص ۳۳ و حقیقتہ الوجی ص ۲۵۵، مصنفہ مرزاۓ قادریانی)

۱۶۔ (توضیح المرام، ص ۵۷، مصنفہ مرزا غلام احمد)

۱۷۔ (الشوریٰ: ۱۱)

اور پھر فتح عجتہ" پیدا بھی وہی ہوئے، یعنی:
۔۔۔ مرتضیٰ قادریانی ہی سے جماعت کیا گیا،
۔۔۔ اور وہی حاملہ ٹھہرے،

۔۔۔ اور پھر خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہوئے۔
اب ذرا قادریانیوں ہی کی زبان سے سنئے۔ قاضی یار محمد قادریانی رقطراز ہے:
”حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر
فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوتی، کہ گویا آپ
عورت ہیں اور اللہ نے رحولت کی قوت کا اظہار فرمایا“ (۱۸)

اور خود مرزا نے قادریان کہتا ہے:

”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں لفظ کی گئی اور استغفار کے
رُنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کمی میئنے کے بعد جو دس مینے
سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا۔ پس
اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (۱۹)

اور پھر:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں میرا نام ہی وہ مریم رکھا جو عیسیٰ کے
سامنے حاملہ ہوتی اور میں ہی اس فرمان باری کا مصدقہ ہوں۔
وَمِنْهُمْ أَبْنَتُهُ عُمَرَانَ الَّتِي أَحْصَنْتُ فُرْجَهَا فَنَفَخْنَا لَهُمْ مِنْ رُوْحِنَا
میرے علاوہ کسی اور نے اس بات کا دعویٰ (۲۰) نہیں کیا۔“ (۲۱)

۱۸۔ ”اسلامی قریانی“ ص ۳۲۲، مصنفہ قاضی یار محمد قادریانی۔

۱۹۔ ”کشتنی نوح“ ص ۷۲، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۲۰۔ ایسا امتحانہ دعویٰ اور کہ بھی کون سکا تھا؟

۲۱۔ حاشیہ ”حقیقت الوعی“ ص ۷۳۳، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد۔

اور اسی بناء پر قادریانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:
”علام احمد خدا کے بیٹے ہیں، بلکہ یعنی خدا ہی ہیں۔“

چنانچہ متنبی قادریان کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا ہے:
انت من ماء نا و هم من فشل۔ (۲۲)

تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بڑوی سے۔
اور اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے:

اسمع باؤلدی (۲۳)

من اے میرے بیٹے۔

اور فرمایا:

باقسم بآفرا نت منی و آنامنکد۔ (۲۴)
اے سورج اے چاند! تو مجھے سے ہے، میں تجھ سے۔
اور خدا نے فرمایا کہ:

”میں تیری حفاظت کروں گا، خدا تیرے اندر اتر آیا، تو مجھ میں
اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے“ (۲۵)

اور ایک مقام پر تو یہاں تک کہہ رہتا ہے:
”میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ
میں وہی ہوں“ (۲۶)

اور:

۲۲۔ ”انجام آئم“ ص ۵۵، مصنفہ مرزا قادریانی

۲۳۔ ”ابشری“ جلد ۱، ص ۳۹۔

۲۴۔ ”حقیقت الوجی“ ص ۷۳۔

۲۵۔ ”كتاب البرية“ ص ۷۵۔

۲۶۔ ”آئینہ کمالات اسلام“ ص ۵۲۳، مصنفہ مرزا قادریانی۔

انت منی بمنزلتہ بروزی۔ (۲۷)

تو مجھ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا، یعنی تیرا ظہور بعینہ
میرا ظہور ہو گیا۔

یہ ہیں، خدا نے ذوالجلال کے بارہ میں قادری عقائد۔

سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون۔ (۲۸)

”اللہ ان صفات سے منزہ اور پاک ہے جن سے وہ متصف کرتے ہیں“
درآں حائیکہ باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں
صراء
”یا ان عقائد باطلہ کی تردید کر دی ہے، ارشاد
خداوندی ہے

قل هو اللہ واحد○ اللہ الصمد○ لم يلد ولم يولد○ ولم يكن له

کفوا احد○ (۲۹)

”تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور
نہ اسے کسی نے جنا، اور جس کے جوڑ کا کوئی نہیں“
اور فرمایا:

لقد كثروا الذين قالوا إن الله هو المسيح ابن مريم (۳۰)
تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے سچ ابن مریم کو خدا کہا۔
اور فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تُقْلِنُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا
الْحَقُّ۔ إِنَّمَا الْمُسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلْمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَيْهِ مَرْيَمَ

۲۷۔ وہی مقدس، ص ۵۳۵

۲۸۔ سورۃ النعماں۔

۲۹۔ سورۃ اخلاص

۳۰۔ سورۃ المائدہ: ۱۷۸

وَرُوحٌ مِنْهُ لَا مِنْهَا بِاللَّهِ وَرَسُولُهُ لَا تَقُولُوا ثُلَّهُ انتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ
الْوَاحِدُ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكُلُّ
بِاللَّهِ وَكُلُّا - (۳۱)

اے کتاب والو! اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ کے بارے میں کچی
بات کے علاوہ اور کچھ مت کو، نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر اللہ کے رسول کے
اور اس کے کلام، جس کو مریم کی طرف ڈالا اور روح اس کے ہاں کی، سوال اللہ کو
مانو اور اس کے رسولوں کو اور یہ نہ کرو کہ خدا تمیں ہیں، اس بات کو کہنے سے
رک جاؤ اس میں تمہاری بھتری ہے۔ خدا صرف ایک ہی ہے، اس کو لاائق نہیں
کہ اس کی اولاد ہو، زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے اور کافی ہے
اللہ کارساز۔

نیز ارشاد فرمایا:

قَالَتِ الْهَوْدُودُ عَزِيزُ اَبْنِ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمُسِيحُ اَبْنُ اللَّهِ ذَلِكَ
قُولُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يَضَاهِئُونَ قَوْلَ الظَّنِّ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِ قَاتِلِهِمُ اللَّهُ اَنِّي
يَوْمَكُونُ - (۳۲)

یہودیوں نے کہا کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا
ہے ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں (حقیقت سے جن کا کوئی تعلق نہیں) جیسے
پسلے کافروں کی ریس میں کہہ رہے ہیں۔ خدا کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بھیکلے پھر
رہے ہیں۔

ہم بھی قادریوں کو ان عقائد پر اس کے سوا کچھ نہیں کہتے:

قَاتِلِهِمُ اللَّهُ اَنِّي يَوْمَكُونُ

ختم نبوت

دو سرا بنیادی عقیدہ جو مسلمانوں سے انہیں نمایاں طور پر الگ امت قرار دیتا ہے، وہ عقیدہ ختم نبوت ہے۔ مرتضائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

نبوت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم نہیں ہوئی، بلکہ آپ کے بعد بھی جاری ہے۔ چنانچہ مرتضیٰ غلام احمد کا بیٹا اور خلیفہ ثانی میاں محمود احمد رقطراز ہے:

ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجنے رہے گا (۳۳)

اور

”انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کوئی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی تو کیا میں کہتا ہوں ہزار نبی ہوں گے۔“ (۳۴)

نیز اس سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے تو جواب میں کہا:

”ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے، اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔“ (۳۵)

۳۳۔ ”الفضل“ قاریان ۲۲، ۱۹۷۵ء

۳۴۔ ”الفضل“ قاریان ۲۲، مئی ۱۹۷۵ء

۳۵۔ ”انوار خلافت“ ص ۲۲، مصنفہ مرتضیٰ محمود احمد، ”الفضل“ ۷۷ فروری ۱۹۷۷ء

حالانکہ اس کج فہم کو یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بیماریوں کی نشاندہی فرمائی کر ان کا علاج تجویز کر دیا ہے، اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، کہ وہ آئے اور امراض کی تشخیص و علاج کرے۔
”آپ کے اس فرمان گرامی کا بھی یہی معنی ہے

کانت بنو اسرائیل تسوسهم ال انبياء كلما هلك نبی خلفه نبی اخر
وانہ لا نبی بعدی و سکون الخلفاء فيكترون۔ (۳۶)

”کہ بنی اسرائیل کی تغمد اشت انبياء کی ذمہ داری تھی، جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا، دوسرا اس کی جگہ لے لیتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ میرے نائبین کثرت سے ہوں گے“

یعنی پہ ذمہ داری کہ ہر دور میں اسلام کی نشوشاًعات اور دین حنیف کی سرپلندی کے لئے کام کیا جائے اور قوم کو ان غلطیوں پر ٹوکا جائے جن پر سرو رکابات صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیر فرمائی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین پر عائد ہوتی ہے، اور آپ کے حقیقی نائبین علماء ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، آپ نے فرمایا:

ان العلماء ورثتم الا نبیاء (۳۷)

علماء انبياء کے وارث ہیں۔

اور رب کریم نے بھی کلام حکیم میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فُرْقَاتِهِ مِنْهُمْ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيَنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذْ

أَرْجِعُوا إِلَيْهِمْ لِعِلْمِهِمْ يَعْذِرُونَ (۳۸)

۳۶۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، احمد

۳۷۔ بخاری، ترمذی۔ ۳۸۔ سورہ توبہ، بیت ۱۲۲

اور کیوں نہ لگلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ، تا سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاخیر پنچا دیں اپنی قوم کو جب پھر پاویں ان کی طرف، شاید وہ بچتے رہیں۔
(ترجمہ شاہ عبدالقدار)

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا یوں نے اس نظریے کو کہہ:

”جب تک فساد باقی ہے نبی کی ضرورت باقی ہے“

صرف مرزا غلام احمد کی نبوت کے اثبات کے لیے فروغ دیا ہے و گرنہ وہ کونا فساد ہے جس کی مرزا غلام احمد نے اصلاح کی ہے، جب کہ وہ خود سرچشمہ فساد اور نفع شر ہے۔ اور یہ نہیں کہ اس عقیدہ کی اختراع مرزا یوں کے سر ہے خود مرزا غلام احمد کا یہ نظریہ نہ تھا، بلکہ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ:

”انعام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ

ہو۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے، جسے تم توڑ نہیں سکتے۔“ (۲۹)

اور پھر جب باب نبوت (اگرچہ نبوت کاذبہ ہی سی) کھل گیا تو اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والا خود مرزا غلام احمد ہی تھا، اسی لیے مرزا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نہ صرف نبی اللہ اور رسول اللہ ہے، بلکہ تمام انبیاء و مرسیین سے افضل و اعلیٰ بھی ہے اور نبی الاولین والاخرين کے لقب سے ملقب بھی ہے۔ چنانچہ خود قادریانی اپنے اوصاف بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کھتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے صحیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک بچتے ہیں۔“ (۳۰)

۳۹۔ مفہوم از یکبر سیاکلوٹ، ص ۴۴

۴۰۔ تتمہ حقیقت الوجی، ص ۲۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادریان میں اپنا رسول بھیجا اور خدا تعالیٰ ہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا،“ گو ستر سال تک رہے قادریان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا (۲۱) کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے، اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے (۲۲) اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلاتے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔“ (۲۳)

اور مرا ای جریدے ”الفصل“ میں تو صاف طور پر لکھ دیا گیا:

”حضرت مسیح موعود ”مرزا غلام احمد“ من جیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے، جن معنوں میں آیات سے ویگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔“ (۲۴)

۲۱۔ قادریان کو طاعون نے اپنی پیٹ میں لے لیا۔ باوجود یہکہ ملک کے دوسرے حصے اس دیا سے محفوظ رہے اور اس طرح رب قدس نے قادریان کی خانہ ساز نبوت کے تاریخ پر بکھیر کر رکھ دیئے چنانچہ خود غلام احمد اپنے داماد کے نام اس خط میں اس بات کا اعتراض و اقرار کرتا ہے کہ ”اس جگہ طاعون نخت تیزی پر ہے، ایک طرف انسان بخار میں بھلا ہوتا ہے، اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے (مکتب مرزا غلام احمد ہنام نواب محمد علی مندرجہ مکتبات احمدیہ، ج ۵، ص ۲۲) اور پھر طاعون صرف قادریان تک محدود ہی رہی، بلکہ خود مرزا غلام احمد کا گھر بھی اس سے نہ فیک سکا۔ چنانچہ محمد علی کے نام لکھتا ہے ”بڑی غوٹان کو تپ ہو گیا تھا، اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ اور ماشر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گھٹی بھی نکل آئی، اس کو بھی باہر نکال دیا۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دلی سے آئی تھی، بخار ہو گیا۔ (مکتبات احمدیہ، ج ۵، ص ۲۵)

۲۲۔ ”دافت البلاء“ ص ۱۰، ”مصنفہ غلام احمد“ ۲۳۔ ”چشمہ معرفت“ ص ۳۷، للظالم القاریانی ۲۲۔ اخبار ”الفصل“ قادریان، مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۸۷ء

اور اسی اخبار میں مسلمانوں کے نام ایک اپلی بھی شائع ہوئی:

اے مسلمان کملانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور
باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود پچے اسلام کی طرف آجائو جو
مُسْكِح موعود (مرزا غلام احمد) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج برو
تفویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل
محصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ (غلام) وہی غفار لین و آخرین ہے جو آج
سے تیرہ سو برس پہلے رحمتہ للعالمین بن کر آیا تھا۔” (۲۵)

نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ“

اور مرزا غلام احمد کا بڑا فرزند اور مرزا یوسف کا راہنما مرزا بشیر احمد ”کلمۃ
الفضل“ میں لکھتا ہے:

”غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مُسْكِح موعود (غلام قادریان) اللہ
تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہ نبی تھا جسے خود اللہ تعالیٰ اپنی ولی میں
”یا سخا النبی“ کے الفاظ سے مخاطب کیا۔“ (۲۶)

اور میں نے ایک مستقل مقالہ میں مرزا یوسف سے یہ ثابت کیا ہے کہ
مرزا یوسف کے نزدیک مرزا غلام احمد تمام انبیاء درسل بشمول سرور کو نین صلی اللہ
علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔
متینبی قادریان بنفسہ لکھتا ہے:

وَاتَّانِي مَا لَمْ يُوتَ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ (۲۷)

۲۵۔ اخبار ”الفضل“ قادریان ۲۶ ستمبر ۱۹۸۷ء

۲۶۔ ”کلمۃ الفضل“ مندرجہ رسالہ رویوں آف ریلیجنز، قادریان، ص ۱۱۳، ج ۱۳

۲۷۔ ”ضیغم حقیقت الوہی“ ص ۸۳ غلام قادریانی۔

کہ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی
نہیں دی گئی”

اوون

من عرفان نہ کترز کے داد آں جام را مرابہ تمام ہر کہ گوید دروغ ہست لعین (۳۸)	انبیاء گرچہ بودہ اند بے آنچہ داد است ہر نبی راجام کم شم زال ہمہ ہر وے یقین
--	--

نزول جبریل

وہ عقائد جو مرتضیوں کو مسلمانوں سے اُنگ اور جدا کرتے ہیں، ان میں سے
تیرا عقیدہ مرتضی غلام احمد پر جبریل امین علیہ السلام کے نزول کا بھی ہے، کیونکہ
تمام مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ سورہ کاتات علیہ السلام کے ملاء اعلیٰ
کے پاس منتقل ہو جانے کے بعد جبریل امین کسی کے لئے وحی لے کر نازل نہیں
ہوئے اور نہ ہوں گے۔ اوہ مرتضیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرتضی غلام احمد کا فرزند
مرتضی محمود کہتا ہے:

”میری عمر جب نو یادس برس کی تھی، میں اور ایک اور طالب علم
ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی
تھی جس پر نیلا جزو ان تھا، وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔
خیلے ہم پڑھنے لگے تھے، اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا
تھا کہ اب جبریل نازل نہیں ہوتا، میں نے کہا، یہ غلط ہے، میرے ابا
پر تو نازل ہوتا ہے، مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبریل نہیں آتا، کیونکہ

اس کتاب میں لکھا ہے، ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے، اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا، آپ نے فرمایا، کتاب میں غلط لکھا ہے، جبریل اب بھی آتا ہے (۴۹)

اور خود مرزا غلام احمد رقطراز ہے:

”آمد نزد من جبریل علیہ السلام و مرا بر گزید و گردوش داد انگشت خود مراد اشاره کرد خدا ترا از دشمنان گلہ خواهد داشت۔“ (۵۰)

یعنی میرے پاس جبراً تل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردوش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا، پس مبارک وہ جو اس کو پاؤے اور دیکھے (۵۱)

اور مرزا تی صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبریل امین علیہ السلام مرزا غلام احمد پر نازل ہوتے تھے، بلکہ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ وحی یا کلام ربیانی لے کر نازل ہوتے۔ بالکل اسی طرح کی وحی اور اسی طرح کا کلام جس طرح کا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا، اس لیے غلام قادریان پر نازل شدہ وحی کو مانتا بھی اسی طرح ضروری اور لازمی ہے جس طرح قرآن حکیم مانا ضروری تھا، چنانچہ مرزا تی قاضی یوسف قادریانی لکھتا ہے:

”حضرت سعیج موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) اپنی وحی، اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے، ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہو گا، جبکہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔“

۴۹۔ ”الفضل“ قادریان، سورخ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء

۵۰۔ ”مواهب الرحمن“ ص ۳۲۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۵۱۔ ”حقیقت الوحی“ ص ۳۶۳، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

یہ شان بھی صرف انجیاء کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا غلام احمد) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ (مرزا غلام احمد) کی نبوت کی دلیل ہے۔”^(۵۲)

اور خود غلام قادریان کہتا ہے:

”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کھتا ہوں،“ میں ان امامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔”^(۵۳)

نیز:

”مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر۔“^(۵۴)

اور مرزا یہوں کا نامور بلیغ جلال الدین شش مرزا غلام احمد کے دعاویٰ و اقاویں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

”ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اپنے امامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بمحاذ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے، جیسا کہ قرآن مجید، تورات اور انجیل کا۔“^(۵۵)

۵۲۔ ”النبوة في الالام“ ص ۲۸، قاضی محمد یوسف قادریانی۔

۵۳۔ ”حقیقت الوجی“ ص ۲۸، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

۵۴۔ ”تلیغ رسالت“ ج ۶، ص ۴۳، مصنفہ غلام احمد۔

۵۵۔ ”مکرین صداقت کا انجام“ ص ۲۹، مصنفہ جلال الدین شش۔

اور چونکہ مرزا غلام احمد کے ہفوات کو کلامِ الہی کا درجہ دیتے اور قرآن حکیم کے مماش قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے اس نظریہ کو عقائد اساسی میں داخل کر لیا ہے کہ ہر وہ حدیث رسول ہاشمی علیہ السلام جو مرزا غلام احمد کے مخالف ہو مردود اور غیر صحیح ہے، اگرچہ وہ بالذات صحیح ہی کیوں نہ ہو اور اس کے بر عکس اگر کسی موضوع حدیث سے بھی مرزا غلام احمد کے کسی قول کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ حدیث صحیح اور مقبول قرار پائے گی۔ چنانچہ مرزا محمود گوہر انشاں ہے:

”صحیح موعود (مرزا غلام احمد) سے جو باشیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت کے منہ سے نہیں سنی۔ پس پچھی حدیث اور صحیح موعود کا قول مخالف نہیں ہو سکتے۔“ (۵۶)

اور انہی کے اخبار ”الفضل“ کے ۲۹ اپریل ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں یہ بھی شائع ہوا، کہ:

ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ احادیث، جنہیں ہم نے اپنے محدود ناقص علم سے صحیح سمجھا ہے، ان کے مقابلہ میں صحیح موعود (غلام قادریانی) کی وحی روکر دینے کے قابل ہے، اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا، کہ اس طرح تو اسے صحیح موعود کے دعاوی صادقة سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعوے کا صدق الہامات کے ذریعے، پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو پھر ہم نے آپ

کو عدل و حکم مان لیا اور جس حدیث کو آپ (مرزا غلام احمد) نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور ہے آپ نے قتابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کر لیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑی، کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعے ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت کیا فرمایا مگر خدا کا زندہ رسول (غلام قادریانی) جو ہم میں موجود تھا، اس نے خدا سے یقینی علم پا کر امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قاتل تاویل سمجھیں گے، اس لیے کہ جو باتیں ہم نے صحیح موعود (غلام احمد) سے نہیں، وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے حدیث نبی بتایا جاتا ہے" (۵۷)

اور مرزا کے دوسرے خلیفہ اور غلام احمد کے فرزند مرزا محمود نے تو قادریان میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے داشکاف الفاظ میں یہاں تک کہ دیا:

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا عالم بھی اس کے ذریعہ ملتا ہے، یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لیے بنزٹہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے، یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت صحیح موعود (غلام قادریانی) نے پیش کیا، اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت صحیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو

حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لیے یہدی من یشاء والا قرآن نہ ہو گا، بلکہ یفضل من یشاء والا قرآن ہو گا۔

اسی طرح اگر حدیشوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پنارے سے زیادہ وقت نہیں رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے، حدیشوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پنارے کی ہے، جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے تو اس طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔” (۵۸)

قرآن مجید اور امت مستقلہ

ان مرزائی عقائد کے بیان سے مقصود اس بات کو آشکار کرنا ہے کہ ان کا اور ان کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ بہت سے جدید تعلیم یافتہ حضرات اور بے خبر لوگ حتیٰ کہ بعض مرزائی بھی اس بات سے لاعلم ہیں کہ مرزائی معتقدات اور اسلامی عقائد میں نہیں و آسمان کا فرق ہے اور ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں، بہر حال اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ دین اسلام ایک کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن پاک اس ضابطہ حیات اور دین کا اکمل مجموعہ ہے اور جس طرح اسلام کے بعد کسی اور دین کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد کسی اور کتاب کی حاجت نہیں۔ یہ وہ آخری کتاب ہدایت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے بنی نوع انسان کے لیے نازل کی ہے۔

اس کے بر عکس مرزائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام احمد پر اسی طرح کتاب نازل ہوئی جس طرح اولی العزم رسولوں پر نازل ہوتی رہی، بلکہ جو کچھ غلام قادریانی پر نازل ہوا وہ اکثر انبیاء پر نازل شدہ کتب اور صحیفوں سے زیادہ ہے، اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کتاب کی تلاوت اسی طرح ضروری ہے جیسے پسلے آسمانی کتابوں کی تلاوت لازمی اور ضروری تھی اور جس طرح کہ تمام سماوی کتب کے مخصوص نام ہیں مثلاً تورات، زیور، انجیل، اور قرآن، اسی طرح غلام قادریان پر اترنے والی کتاب کا بھی ایک مخصوص نام ہے اور وہ ہے "کتاب مبین" اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن قادریانی، قرآن مجید کی طرح ہی آیات پر مشتمل ہے اور اس کے بیس پارے یا اجزاء ہیں، چنانچہ مرزائی پرچہ "الفضل" اسی بارہ میں رقطراز ہے کہ:

”ان (مرزا غلام احمد) کا نزول الیہ من رہہ ہے برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے مानزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہو گا۔ (۵۹)

اور قاضی محمد یوسف قادریانی لکھتا ہے:

”خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام (غلام قادریان) کے بیت مجموعی الہامات کو ”الکتاب العین“ فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کھلا سکتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو ”الکتاب العین“ کہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے، اور حضرت ”غلام قادریانی“ صاحب کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں ”الکتاب العین“ کے نام سے موسوم کیا ہے، پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں ولوکرہ الکافرون (اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں) (۶۰)

اور خلیفہ قادریانی مرزا محمود نے عید کا خطبہ دیتے ہوئے کہا:

”حقیقی عید ہمارے لیے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الہی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود (غلام قادریانی) پڑھتا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے

۵۹۔ ”الفصل“ قادریان مورخ ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء

۶۰۔ ”النبوة فی الالہام“ ص ۲۲، ۲۳، مصنفہ قاضی محمد یوسف قادریانی

ہیں۔ وہ سورا اور لذت جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کے علاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کسی اور کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہو سکتی۔ جو ان علاموں کو پڑھنے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا، مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے، خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا، کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہو گیا۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود (غلام قادریانی) کے علامات پڑھے” (۲۱)

اور خود مرزا قادریانی اپنی وحی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

”اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے، کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہو گا“ (۲۲)

اور اسی بناء پر مرزائی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کا ایک الگ اور مستقل دین ہے، اور ان کی شریعت، شریعت مستقلہ ہے۔ نیز غلام احمد کے ساتھی صحابہ کی مانند ہیں اور اس کی امت ایک نئی امت ہے، چنانچہ مرزائی اخبار ”الفضل“ نے ایک بڑا مفصل مقالہ شائع کیا، جس میں تھا کہ:

”الله تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادریان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود (غلام قادریانی) کو جو فارسی انسل ہیں اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچادوں گا۔ اور حملہ آوروں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادبیان پر بذریعہ دلا کل و برائیں غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔“ (۲۳)

۲۱۔ ”الفضل“ ۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء ۲۲۔ ”حقیقت الوحی“ ص ۳۹۶، مصنف غلام قادریانی ۲۳۔ ”الفضل“ ۳ فروری ۱۹۳۵ء

اور اسی اخبار نے شائع کیا

”یہیں ہر احمدی کو جس نے احمدت کی حالت میں حضور (غلام قادریانی) کو دیکھایا حضور نے اسے دیکھا، صحابی کہا جائے۔“ (۶۳)

اسی طرح خود مرزا غلام احمد نے اپنے بارہ میں لکھا کہ:

”جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا ہے۔“ (۶۴)

اس پر مرزائی اخبار ”الفضل“ حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”مرزا غلام احمد کی جماعت حقیقت میں صحابہ کی جماعت ہے، جس طرح صحابہ حضور کے فیوض سے متنقح ہوتے تھے، اسی طرح مرزا غلام احمد کی جماعت ان کے فیوض سے متنقح ہوتی ہے۔“ (۶۵)

اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادریانی نے اپنی جماعت کو ایسے افراد کی ملاقات پر انگیخت کرتے ہوئے کہا:

”پھر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام قادریانی) کے صحابہ سے ملتا چاہیے۔ کہی ایسے ہوں گے جو پہنچے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے، مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے کی، ان سے خاص طور پر ملتا چاہیے۔“ (۶۶)

رہی بیات امت کی تو خود مرزا غلام احمد اپنی امت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

”میری امت کے دو حصے ہوں گے، ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے اور دوسرے وہ جو مددویت کا رنگ

۶۳۔ ”الفضل“ ۳۴۔ ستمبر ۱۹۷۶ء

۶۴۔ ”خطبہ المامیہ“ ص ۱۷۱، مصنف غلام احمد قادریانی

۶۵۔ ”الفضل“ ۲۶۔ جنوری ۱۹۷۷ء

اختیار کریں گے۔” (۶۸)

اور اسی طرح وہ خود بھی اپنی الگ شریعت کا اقرار کرتا ہے: ”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی دھی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔

اور میری دھی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان هذاللہی الصحف لا ولی صحف ابراہیم و موسی
یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔“ (۶۹)

محضی تحریرات سے اس بات کو تو آپ نے جان ہی لیا ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد اور مرازنی عقائد میں کس قدر اختلاف اور تضاد ہے، اور کس طرح مرازنی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اور جدید امت ہیں جن کی اپنی شریعت اپنی کتاب، اپنا دین اور خداوند تعالیٰ کے بارہ میں اپنے مخصوص نظریات ہیں، اب ہم ان کے ویگر جدا گانہ معتقدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور قادریان

اس وقت ہم مرازاں کے قادریان، یعنی اس بستی کے بارہ میں جمال متبی قاریانی پیدا ہوا عقائد کا ذکر کرتے ہیں، کہ ان کے نزدیک یہ بستی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی مانند بلکہ ان سے بھی افضل ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی زمین

۶۸۔ ”قول غلام قادریانی“ منشی از اخبار ”الفضل“ قادریان ۲۶۔ جنوری ۱۹۷۶ء

۶۹۔ ”اربعین نمبر ۴“ ص ۷، مولف غلام قادریانی

حرم ہے۔ اس میں شعائر اللہ ہیں اور وہاں تخلیات و برکات ربیانی کا نزول ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسا قطعہ زمین بھی ہے جو حقیقتاً جنت کا ایک نکوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قادریان میں ایک ایسا مقبرہ ہے جہاں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پڑھتے ہیں۔ نیز مساجد قادریان، مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد القبیل کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ یہ خود پوری کی پوری بستی ہی مسلمانوں کے قبلہ و کعبہ کی ہمسر ہے۔ چنانچہ ایک دریہ دہن مرزاگی اخبار "الفضل" میں لکھتا ہے:

قادریان کیا ہے، وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود (غلام قادریانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادریان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ، دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادبیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا، اس میں اس نے نشونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔ (۷۰)

ایک دوسرا کذاب کہتا ہے:

" قادریان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی، اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی، اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی، ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی، اس کی مساجد پر نور، موزن کی اذان پر نور، اسلام کے غلبہ کی تصویر شکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا، اسی منارہ سے وہی لا الہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔" (۷۱)

اور غلام قادریان کا فرزند اکبر ہرزہ سرا ہے:
 ”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادریان کی
 نیشن بارکت ہے، یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی
 ہیں۔“ (۷۲)

ایک اور وفود خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہتا ہے:
 ”یہ مقام قادریان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے
 ہاف کے طور پر بنایا ہے، اور اس کو تمام جہان کے لئے ام قرار دیا ہے
 اور ہر ایک فیض دنیا کے اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس
 لئے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔“ (۷۳)

نیز:

”خدا تعالیٰ نے قادریان کو مرکز بنایا ہے، اس لئے خدا تعالیٰ کے جو
 فیوض اور برکات یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں۔ حضرت
 سچ مبعود (غلام قادریانی) نے فرمایا ہے، جو لوگ قادریان نہیں آتے،
 مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔“ (۷۴)
 اور مرزائی اخبار ”الفضل“ نے واضح طور پر لکھا کہ وہ مسجد اقصیٰ جس کی
 طرف سرور کائنات علیہ السلام معراج کی رات تشریف لے گئے وہ یہی مسجد ہے
 جو کہ قادریان میں ہے چنانچہ ”الفضل“ کی عبارت ہے ”سبحان الذي اسرى
 بعبله ليلا من المسجد العرام الى المسجد الاصغر الذي باركنا حوله“ کی
 آیات کریم میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادریان کی مسجد ہے۔ جیسے لکھا:

۷۲۔ تقریر مرزا محمود احمد مندرج اخبار ”الفضل“ ॥ - دسمبر ۱۹۳۲ء

۷۳۔ الفضل ۳۔ جنوری ۱۹۲۵ء

۷۴۔ انوار خلافت، ص ۷۶۔ - مجموع تقاریر مرزا محمود احمد

اس معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد
اقصیٰ تک سیر فرمائی ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادریان میں بجانب
مشرق واقع ہے، جو صحیح موعود (مرزا غلام) کی برکات اور کمالات کی تصویر
ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بطور موجود ہے۔“

اور وجال قادریانی بذات خود اس مسجد کو بیت الحرام سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے:
بیت الذکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی
تألیف کے لیے مشغول رہا اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد
ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (و
من دخله کان آمنا) اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے” (۵۷)

اس لیے قادریان کے ناظر اعلیٰ نے اپنے مضمون ”تحمیک بھرت“ میں لکھا ہے:
اللہ تعالیٰ نے قادریان کی نیتی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا
خطاب بخدا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ومن دخله کان امنا حضرت صحیح
موعود (مرزا غلام احمد) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی
زینیں بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، قادریان دارالامان اس نبی دنیا کا تقدیر
اللہ میں مرکز قرار پاچکا ہے، اس لیے مخلص احمدیوں کو چاہیے کہ اس
کی برکات روحانی و جسمانی سے متعین ہونے کے لیے اور اپنی اولاد کو ان
میں شریک کرنے کے لیے قادریان کی طرف خدمت دین اور روحانی
علاج کی نیت سے بھرت کریں” (۱۷)

اور پھر یہی وجہ تھی دجالہ کے اس گروہ کو یہاں تک جرات ہوئی کہ انہوں
نے کہا:

۱۷۔ ”برائین احمدیہ“ ص ۵۵۸، مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۸۔ مضمون ناظر قادریان، مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۷۔ مئی ۱۹۳۱ء

عرب نازاں تھے اگر ارض حرم پر
تو ارض قاریاں فخرِ عجم ہے (۷۷)

اور

اے قادریاں، اے قادریاں

دیتی ہے ہر دم روشنی،

میں قبلہ و کعبہ کہوں

اے تخت گاہ مرسلان،

اے قادریاں اے قادریاں (۸۷)

اور تبھی تو غلامِ احمد کے بیٹے اور مرزا نیت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے

خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہا:

”یہ مقام (قادیریاں) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے

ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لیے ام قرار دیا ہے،

اور ہر ایک فیض دنیا کو اسی مقام سے حاصل ہو سکتا ہے“ (۷۹)

اور ایک بدگو دریدہ دہن قادریانی غلام قادریانی کی قبر کے بارہ میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

”پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادریان وار الامان میں آئے اور دو قدم

چل کر مقبرہ بہشتی میں داخل نہ ہو۔ اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے، جس

میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفن ہے، جسے (عیاذ باللہ)

افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا، اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین

نے فرمایا ”یہ لفون معی فی قبری“ اس اعتبار سے مذینہ منورہ کے گنبد

۷۷۔ اخبار ”الفضل“ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۲ء

۷۸۔ اخبار ”الفضل“ قادریان ۱۸۔ اگست ۱۹۳۲ء

۷۹۔ خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادریان ۳۔ جنوری ۱۹۳۵ء

حضراء کے انوار کا پورا پورا پر تو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے، اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں، کیا ہی بد قسم ہے وہ شخص جو احتمت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔ (۸۰)

ایک اور دوسرے گستاخ نے تمام حدود کو چاند دیا:

”آج تمہارے لیے ابو بکر و عمری فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا الحج الموعود (مرزا) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو، اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ الحج موعود رسول کریمؐ کی قبر میں دفن ہو گا، اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرمؐ کے پہلو میں ہو گے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابو بکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے“ (۸۱)

اور آخر میں مرزا سیت کے دوسرے خلیفہ کی گل افشاںی ملاحظہ کیجئے، وہ حقیقتہ الرؤیاء میں رقطراز ہے:

قادیان ام القری ہے جو اس سے منقطع ہو گا اسے کاث دیا جائے گا، اس سے ڈرو کہ تھیں کاث دیا جائے اور نکڑے نکڑے کر دیا جائے اب کہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خلک ہو چکا ہے، جبکہ قادیان کا دودھ بالکل تازہ ہے۔“ (۸۲)

اس طرح اس جھوٹے ندی نبوت کے پیروکار نے کہ اور مدینہ کی شان گھٹانے اور ان کی توبیں و تحریر کرنے کی سی مذموم کی۔ اس کہ مکرمہ کی کہ جس کی حرم

۸۰۔ صفحہ تربیت قادیان مشتملہ اخبار ”الفضل“ ۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۲ء

۸۱۔ بہشتی مقبرہ کے افر کا اعلان مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، مورخ ۲۔ فروری ۱۹۲۵ء

۸۲۔ حقیقتہ الرؤیاء، ص ۳۶

خود رب عرش عظیم نے کھائی ہے اور جسے بلده امین کا القب دیا ہے، فرمایا:

لَا قسم بھذا البلد (۸۳)

مجھے کہہ کی قسم ہے

اور فرمایا:

وَهَذَا الْبَلْدُ الْأَمِنُ (۸۴)

اس امن والے شر "کہہ معظمہ" کی قسم

اور اسے ام القری کے نام سے یاد کیا، فرمایا:

لَتَذَرُ أَمَّاقِرْيَ وَمَنْ حَوْلُهَا (۸۵)

اس کتاب کو ہم نے اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ بستیوں کی ماں کہہ مکرمہ
اور اس کے پڑوس کی بستیوں کے باسیوں کو ڈرائیں۔

اور کہہ وہ شر مقدس ہے جس میں اللہ نے اس بیت عتیق کو بنایا کہ پوری
دنیا کے مسلمان جس کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے اور جس کے فوض و
برکات سے بہرہ و بر ہوتے ہیں اور اسے بارکت کے ساتھ ساتھ محترم بھی قرار
فرمایا:

إِنَّ اولَيَتْ وَضْعَ لِلنَّاسِ لِلنَّفِي بِيَكْتَهِ مَبَارِكًا وَهُنَى لِلْعَالَمِينَ ○ فِيهِ

آیات بیانات مقام ابراہیم و من دخله کان امنا۔ (۸۶)

"بے شک وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا
وہ ہے جو کہ میں ہے اور جسے برکت دی گئی ہے اور جو پوری دنیا کے لئے راہنماء

۸۳۔ سورۃ البلد، آیت ۱

۸۴۔ سورۃ واتین، آیت ۲

۸۵۔ سورۃ انعام، آیت ۹۳، سورۃ شوریٰ، آیت ۷

۸۶۔ سورۃ آل عمران ۹۶، آیت ۹۷

ہے، اس میں اللہ کے کھلے نشان ہیں، (ان میں سے) ایک مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے، وہ امن میں ہو جاتا ہے۔“

اور فرمایا:

انها امرت ان اعبد رب هنـه الـبـلـة الـنـى حـرـمـهـا (۸۷)

مجھے کوئی حکم ملا ہے کہ میں اس شر (مکہ مکرمہ) کے رب کی عبادت کیا کروں جس نے اس (مکہ) کو محترم بنا لیا ہے۔

اور مکہ مکرمہ کی سرزنش وہی ہے جس کے بارہ میں صادق و مصدق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وـالـلـهـاـنـكـلـخـرـاـضـوـاحـبـاـرضـالـلـهـ (۸۸)

کہ اے مکہ تو بہترین جگہ اور اللہ کی اراضی میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب سرزنش ہے۔

باتی رہا مدینہ تو یہ وہ مبارک شر ہے، جسے شر رسول ہاشمی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو محیط دھی بھی ہے اور منیع نور بھی۔ سورہ کائنات کی ہجرت گاہ بھی ہے اور استراحت گاہ بھی، کہ دنیا کا سب سے زیادہ برگزیدہ انسان اس کی گود میں خواب ہے۔ مدینہ وہ بستی ہے جس کا نام اللہ نے طیبہ رکھا، اور اس میں مرنے والے کے لیے رسول کریم کی شفاعت کو اجازت بخشی اور اسے ویال اور طاعون کے داخلہ سے مصون رکھا۔ اور جسے ناطق وحی رسول کریم نے اسی طرح محترم قرار دیا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو محترم قرار دیا تھا، اور دنیا میں کیسی ایک مقام ہے جسے اللہ کے نبی نے ایمان کا قلعہ کہا ہو۔

۸۶۔ سورۃ آل عمران، ۹۱، ۹۲

۸۷۔ سورۃ نمل، آیت ۹۹

۸۸۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، مسند رک حاکم، صحیح ابن حبان۔

چنانچہ آپ کے ارشادات ہیں:

ان اللہ سمی المدینتہ طاہتہ (۸۹)

اللہ نے مدینہ منورہ کا نام طاہبہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔

اور فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینتہ فلیم بھا لانی اشفع لعن یموت بھا۔ (۹۰)

جو مدینہ میں مر سکے وہ اس میں مرنے کے میں اس میں وفات پانے والے کے

لئے قیامت کے دن سفارش کروں گا۔

اور ارشاد فرمایا:

عَلَى النَّقَابِ الْمُدِينَتِهِ مَلَأَ نَكَتَهُ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدِّجَالُ۔ (۹۱)

مدینہ کے دروازوں پر اللہ کے فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں دجال اور طاعون

داخل نہیں ہو سکتے۔

نیز فرمایا:

ان ابراہیم حرم مکتہ وانی احرم ما ین لا بتھا۔ (۹۲)

ابراہیم علیہ السلام نے کمہ کرمہ کو محترم فرمایا تھا، اور میں مدینہ کو محترم قرار

رتتا ہوں۔

اور ارشاد فرمادیا:

ان الایمان لی ارز الی المدینتہ کما تارز العیتہ الی جھرہا (۹۳)

۸۹۔ بخاری و مسلم

۹۰۔ ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان

۹۱۔ بخاری و مسلم، متوطا امام مالک، مسند احمد

۹۲۔ ترمذی۔

۹۳۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد۔

ایمان میثہ منورہ کی طرف اس طرح پناہ پکڑے گا جس طرح سانپ اپنے
مل میں پناہ ڈھونڈھتا ہے
نیز یہ بھی کہہ دیا :

الْمُلِيقَةَ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكَسِيرُ خَبْثَ الْعَدِيدِ۔ (۹۳)
میثہ لوگوں کو اس طرح چھات دیتا ہے جس طرح دھوکتی خراب لوہے کو
غالص لوہے سے الگ کر دیتی ہے۔

یہ تو ہے کہ مکرمہ اور میثہ منورہ کا اصل مقام اور ان کا حقیقی مرتبہ، لیکن
آج مرزاًی اسے جھلانے اور کم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان مبارک اور
متبرک مقامات کے مقابلہ میں قادیانی کو رکھ کر نہ صرف کہ معظمہ اور میثہ
منورہ کی توجیہ کا ارتکاب کر رہے ہیں، بلکہ وہ سرے لوگوں سے بھی اس بات کے
خواہاں ہیں کہ وہ قادیانی ایسی بخش بستی کو بھی کہ اور میثہ کے ہم پلہ سمجھ لیں،
بلکہ ان سے بھی فروٹر، اور اسی لیے ہی تو ان کے خلیفہ ٹانی نے کہا تھا کہ اب کہ
میثہ کی چھاتیوں کا دودھ تو نیک ہو چکا، جب کہ قادیانی میں اس کی نہیں جاری
ہیں اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتا ہے:

”یہاں (قادیانی میں) کتنی ایک شعائر اللہ ہیں، مثلاً یہی علاقہ جس
میں جلسہ ہو رہا ہے، اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک، مسجد القصی
(قادیانی) منارة الحج شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں
بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہیے۔“ (۹۵)

۹۳۔ بخاری، ”مسلم“، ترمذی، متواتا امام مالک، مسند احمد، سنن البی و اؤدا الطیاس۔

۹۵۔ تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیانی مدرج اخبار ”الفضل“ ۸۔ جنوری ۱۹۳۳

حج

وہ عقائد جو مزائیوں کو امت مسلمہ سے الگ کرتے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک "حج" قادریان کے سالانہ جلسہ میں حاضری کا نام ہے۔ چنانچہ مرتضیٰ غلام احمد کا پیٹا اور خلیفہ محمود کرتا ہے:

"آج جلسہ کا پسلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اس لئے خدا تعالیٰ نے قادریان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے اور اس لئے جیسا حج میں رفت، فوق اور جدال منع ہے، ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔" (۹۶)

اور ایک دوسرा قادریانی ٹوہر فشانی کرتا ہے:

"جیسے احمدیت کے بغیر پسلا یعنی حضرات مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے، وہ خشک اسلام ہے، اس طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے" (۹۷)

اور خود غلام قادریانی یوں رقطراز ہے:

"اس جگہ (قادیریان) ظلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربیانی۔" (۹۸)

اور مرتضیٰ محمود ہی ایک مرتضیٰ کی زبانی بیان کرتے ہوئے اس کی توثیق کرتا ہے:

-۹۶۔ برکات خلافت نجومہ نقابری مرتضیٰ محمود پسر غلام قادریان۔

-۹۷۔ منقول از "بیوام صلح" مورخ ۱۴- اپریل ۱۹۳۳ء

-۹۸۔ "آنئیہ کمالات اسلام" ص ۲۵۲، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے یہاں (قادیانی) آنے کو حج قرار دیا ہے” (۹۹)

اور اسی بناء پر قابلی مرزائی عبدالطیف جسے ارمادا کے جرم میں حکومت پاکستان نے قتل کرویا تھا، حج کے لیے نہ گیا، کیونکہ مرزا غلام احمد نے حج کی بجائے اسے قادیانی میں قیام کا حکم دیا تھا (حوالہ مذکورہ) اور شاید کسی وجہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد نے بھی بیت الحرام کا طواف اور حج نہیں کیا کہ اس کے نزدیک حج کے لیے مکہ معظمہ کا قصد ضروری نہیں، بلکہ قادیانی، اس پاک بستی کا قیام ہی کافی ہے جو ایک جھوٹے مدعی نبوت کے باعث دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئی۔ حاصل کلام اب تک مرزائیت کے جو معتقدات بیان ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ مرزائیوں کا خدا انسانی صفات سے متصف ہے جو روزہ بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے۔ سوتا بھی ہے، اور جائتا بھی ہے، غلطی بھی کرتا ہے اور نہیں بھی کرتا، لکھتا بھی ہے اور اپنے دستخط بھی کرتا ہے۔ محبت (هم بستری) بھی کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں جتنا بھی ہے۔

۲۔ انبیاء و رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے۔

۴۔ نہ صرف یہ بلکہ غلام احمد قادیانی سرور کائنات (فداہ الی وائی) سمیت تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل بھی ہے۔

۵۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۶۔ وحی لانے والا فرشتہ وائی جبریل امین ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا۔

۷۔ مرزائیوں کا ایک مستقل دین اور ان کی مستقل شریعت ہے جس کا دوسرا

اویان اور شریعتوں سے کوئی تعلق نہیں اور مزاہیت ایک مستقل امت ہے۔
مرزا غلام احمد قادریانی کی امت۔

۸۔ مرازائیوں کا ایک الگ قرآن ہے، جو مرتبہ و مقام میں قرآن حکیم ایسا ہی ہے
اور اس کے میں پارے چیز اور یہ پارے اسی طرح آیات پر منقسم ہیں، جس
طرح قرآن مجید کے پارے اور اس قرآن کا نام ”کتاب نبین“ ہے اور اس کی
آیات یہ ہیں:

انَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي الْقَادِيَانِ (۴۰۰)

اللہ قادریان میں اترے گا۔

اور:

بِحَمْدِكَ اللَّهِ فِي عَرْشِهِ وَبِعِيشِي الْيَكِ (۱۰۱)

اور خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

اور:

”بابو اللہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی
پر اطلاع پائے مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات و کھلانے کا جو متواتر ہوں
گے۔ تجھ میں حیض نہیں، بلکہ وہ پچھے ہو گیا، ایسا پچھے جو بنزلمہ اطفال
اللہ کے ہے۔“ (۴۰۲)

۹۔ قادریان شان و منزلت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ایسی ہے بلکہ مکہ و مدینہ سے
بھی افضل ہے۔

۱۰۔ اور حج قادریان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

۴۰۰۔ ”انجام آئم“ ص ۵۵، مصنفہ مرزا غلام احمد

۴۰۱۔ حوالہ کے لیے دیکھیے مرزا غلام احمد قادریان کے المات کا مجموعہ ”ابشری“ ص ۶۱۔

۴۰۲۔ تتمہ حقیقتہ الوجی ص ۷۳۳ مصنفہ مرزا

یہ مرازوں کے دس عقیدے ہیں جو پچھلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اب ذرا ان احکامات پر ایک اذالتے چلنے جو انگریز کے ساختہ و پورودہ متبہ پر اس کے خدا انگریز بہادر کی جانب سے نازل ہوئے کہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت کو توڑا اور بر صیر میں استمار کے قبضہ کو مضبوط کیا جاسکے۔

جہاد

بر صیر میں انگریزی استمار سب سے زیادہ مسلمانوں کے عقیدہ جہاد سے خوفزدہ تھا، استماری طاقتیں یہ سمجھتی تھیں کہ جب تک مسلمان جہاد کے عقیدہ پر قائم ہیں اس وقت تک ان پر مکمل طور پر تلا حاصل نہیں کیا جاسکتا اور پھر یورپ اور شرق اوسط کی صلیبی جنگوں کے زخم ابھی تک ان کی راتوں کی نیند حرام کیے ہوئے تھے، اسی لیے انہوں نے سب سے پہلے جس چیز پر توجہ وی وہ مسلمانوں کے اندر سے اسی عقیدہ جہاد کی بیخ کتنی کی سازشیں تھیں، اور مرا غلام قادری کی نبوت بھی اسی سازش کے سلسلہ کی ہی ایک کڑی تھی، چنانچہ مرا غلام احمد پر سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ بھی تھی کہ اب جہاد کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مرا غلام احمد لکھتا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کروایا ہے چنانچہ مویں علیہ السلام کے زمانہ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل منوع قرار پایا اور اب میرے زمانہ میں جہاد کو قطع طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے۔“

(۴۳)

”آج کے بعد توارکے ساتھ جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے، چنانچہ آج کے بعد کوئی جہاد نہیں۔ یہی نہیں جو کوئی اب کفار پر ہتھیار اٹھائے گا اور اپنے آپ کو غازی کہلائے گا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف قرار پائے گا جنہوں نے آج سے تمہرے سوال پرے اعلان کر دیا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد منسوخ ہو جائے گا (قطعی جھوٹ جس کی کوئی دلیل نہیں) پس میں مسیح موعود ہوں اور میرے ظہور کے بعد اب کوئی جہاد نہیں، ہم نے صلح اور امن کا پرچم لرا دیا ہے۔“ (۱۰۳)

اور مرزا تی پرچے رویوں آف ریلجنز کے مدیر محمد علی نے ایک مرتبہ انگریزی حکومت کے سامنے اپنی پیشی و فقاداری کا بیوں تذکرہ کیا:

”گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت تدبیر سے زمین کے اندر ہوئی حالات دریافت کرے۔ ہمارے امام (غلام قادریانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو ۲۲ برس ہیں۔ اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے، یہاں تک کہ بت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاور اسلام عرب، شام کامل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے، جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔“ (۱۰۵)

اور خود مرزا غلام احمد قادریانی برطانوی استعمار کے حضور اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

”یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو

دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جماد کی بیوودہ رسم کو اخھادے، چنانچہ اب تک سائٹ کے قریب میں نے اسی کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں، جن کا کئی مقصد ہے کہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے دور ہو جائیں، اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔” (۱۰۶)

جماعتے انگریز کا خود کاشتہ پودا بے ہودہ قرار دے رہا ہے وہی عقیدہ مبارکہ ہے جس کے باوجود میں رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

الجهاد الفضل الاعمال (۱۰۷)

جماعت سب سے افضل عمل ہے۔

اور:

الفضل الناس مومن يجاهد بنفسه وماله في سبيل الله (۱۰۸)
لوگوں میں سب سے بہترین وہ مومن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جماد کرتا ہے

نیز:

ان في الجنة، ما نتهى درجتها أعدها الله للمجاحدين في سبيله۔ (۱۰۹)
کہ جنت میں سو درجے ہیں جن سب کو اللہ نے اپنی راہ میں جماد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔

۱۰۶۔ علیضہ غلام احمد قادریانی، بحضور حکومت انگریز مندرجہ مرزاںی رسالہ یہ مذکوری و سلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، مسند داری، مسند احمد۔ ۱۰۷۔ مخاری، ترمذی، نسائی، سنن داری، مسند احمد۔ ۱۰۸۔ مخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد

اور مجاہدوں کے سردار اور جنگوں میں ان کے سالار رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لَعْنُوكُتُهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَحْتَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا - (۴۰)
اللہ کی راہ میں صبح دشام جہاد کے لیے نکلا دین اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

نیز فرمایا:

مَا أَخْبَرْتَ قَدْمًا عَبْدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَسْعَ النَّارَ - (۴۱)
کسی کے بھی قدم اللہ کی راہ میں غبار آلو نہیں ہوتے گراس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

یہ ہے جو نبی اسلام، محمد اکرم، سرور عالم، رسول اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی ہدایات کے مطابق فرمایا کہ ارشاد رب عظیم ہے:
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ لَهُنَّ دُنْيَا وَلَا يَكُونُوا لِلَّهِ دُنْيَا - (۴۲)

اور کافروں سے جنگ کرو، حتیٰ کہ شرک و کفر کا فتنہ مت جائے اور دین اللہ کا ہی پھیل جائے۔

فرمایا:

فَلِلَّهِ قاتلٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَرَمَةَ الدُّنْيَا وَبِالاَخْرَتِهِ وَمِنْ يَقَاتلُ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُقْتَلَ أَوْ يُغْلَبَ لَسْوَفَ نُوتَهُ اجْرًا عَظِيمًا (۴۳)
”چاہیے کہ وہ لوگ جو دنیوی زندگی کے بد لے آخرت کے طلبگار ہیں،

۴۰۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ماجہ، مسند احمد، البی واؤ طیابی، داری

۴۱۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، داری، مسند احمد، البی واؤ طیابی،

۴۲۔ سورۃ بقرہ آیت: ۱۹۳

۴۳۔ سورۃ نساء آیت: ۸۳

اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑتا ہے پس چاہے وہ مارا
جائے یا غالب رہے ہم اس کو اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔“
اور اس کے مقابلہ میں وہ ہے جو انگریزی نبی نے اپنے آقايان ولی نعمت کے
اشارة پر کہا، لکھا اور پھیلایا۔

انگریز کی وفاداری

دوسری حکم جو غلام احمد قادریانی نے اپنے متبوعین کو دیا، وہ انگریز کی وفاداری اور
اطاعت کیشی تھی، اس موضوع پر اگرچہ ہمارے دوسرے مقالات میں کافی مواد
جمع کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی مختصر طور پر ہم چند ایک باتوں کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ پہلی
بات تو یہ ہے کہ انگریز کی اطاعت اور وفاداری مرزا یت کے ہاں ایک اضافی اور
معمولی مسئلہ نہیں، بلکہ اصولی اور بنیادی مسئلہ ہے اسی لیے مرزا غلام احمد قادریان
نے اسے اپنی بیعت کی شرطوں میں سے ایک شرط قرار دیا ہے اور یہ مسئلہ امر
ہے، کہ بیعت میں ان امور کی شرط لگائی جاتی ہے، جو اساسی ہوں۔ چنانچہ خود
مرزا غلام احمد نے اس شرائط کو اپنا دستور العمل قرار دیا ہے، وہ لکھتا ہے

”جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں، جن کو میں
نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا
دستور العمل رکھے، میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں، جو ۲ جنوری
۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام سخیل
تبیغ مع شرائط بیعت ہے، جس کی ایک کالپی اس زمانہ میں گورنمنٹ
میں بھی صحیح گئی، ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسرا ہدایتوں کو
دیکھ کر جو دعا ”فوقا“ چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ
کو معلوم ہو گا (سارا کام ہی) گورنمنٹ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے

لیے اس کے حکم پر ہے، تبھی تو ہربات گورنمنٹ انگریزی کے نوٹس میں لائی جاتی ہے) کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پچھے خیرخواہ اور مطیع رہیں" (۱۸۳)

اور وہ شرائط بیعت کیا ہیں، "مرزا غلام احمد خود جواب دہتا ہے:

"اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیرخواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں میں تقسیم شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پچھے شرائط بیعت جو یہیشہ مریدوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی وفعہ چار میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے" (۱۸۵)

اور مرزا نیت کا دوسرا خلیفہ اور غلام قادریانی کا فرزند اس کی توثیق کرتے ہوئے یوں رتفعہ رفتاز ہے:

"ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں،" اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادریانی) کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے (آپ نے لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے فاذ میں روڑے اٹکتا ہے وہ

۱۸۳۔ درخواست بحضور لفیٹ گورنر ہمار دام اقبالہ من جانب خاکسار غلام احمد قادریان، مدرسہ تبلیغ رسالت جلد ۲، ص ۲

۱۸۵۔ فیضیہ کتاب البرہہ ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریان

میری جماعت میں سے نہیں۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔”^(۱۶)

مسلمان اور مرزاٹی

ان عقائد فاسدہ اور احکامات خبیثہ کے ساتھ ایک اور عقیدہ کا اضافہ کر لیجئے جس کے ذکر پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور وہ ہے کہ مرزا یوں کے نزدیک وہ شخص جو مرزا غلام احمد متبی قادیانی پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے ان جھوٹے عقائد و احکامات کو نہیں مانتا وہ کافر ہے اور یہیشہ یہیشہ کے لیے جنم میں رہے گا، چنانچہ مرزا محمود لکھتا ہے:

کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سناؤ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔^(۱۷)

اور مرزا غلام احمد کا دوسرا بیٹا مرزا بشیر احمد یوں ہرزہ سرا ہے: ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا، یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام قادیانی) کو نہیں مانتا“ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔^(۱۸)

اور خود متبی قادیانی کرتا ہے:

۱۶۔ تختۃ الملوك ص ۳۲، مصنفہ مرزا محمود احمد

۱۷۔ ”آئینہ صداقت“ ص ۳۵، مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی۔

۱۸۔ ”کلمۃ الفضل“ مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرج رسالہ رسیل یونیورسٹی، نمبر ۳ ج ۱۲۔

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے“ (۳۹)

اور اپنے الامام کا ذکر کرتا ہے:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی تاریخی کرنے والا جسمی ہے“ (۴۰) اور آخر میں ہم مرزا محمود خلیفہ قادریانیت کی ایک عبارت نقل کرتے ہوئے پوری امت مرزائیہ سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی انہیں اپنے مسلمان ہونے اور الگ امت نہ ہونے پر اصرار کیوں ہے؟

”حضرت مسیح موعود (غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے“ (۴۱)

کیا اس کے بعد اس میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مرزائی ایک الگ دین کے پیروکار اور ایک الگ شخص کی امت ہیں جن کا کم از کم اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور اس مضمون میں ہم دلائل دشواہد سے اس کا ثبوت فراہم کر چکے ہیں، اور خود مرزائی تحریروں کی روشنی میں! دبالتہ التوفیق۔

۳۹۔ منقول از اخبار الفضل ها جنوی ۱۹۳۵ء

۴۰۔ الامام غلام قادریان مندرجہ تبلیغ رسالت، ج ۹، ص ۲۷

۴۱۔ خطبہ جمع مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار ”الفضل قادریان“، جولائی ۱۹۳۱ء

اسلام اور مرزا سیت

حدیث شریف میں آیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 سیکون فی امتی کذا بون ثلانون کلهم بزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبین لا نبی بعدی و
 فی روايته لا تقام الساعته حتی بخرج ثلانون
 بجالون کلهم بزعمون انه رسول اللہ وانا خاتم النبین لا نبی بعدی۔
 یعنی میری امت میں تمیں جھوٹے اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ حدیث تندی اور ابو داؤد میں موجود ہے، اسی لیے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہو گا اور اس کے پیروکار دجال اور کذاب کے پیروکار ہوں گے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس گران قدر ہستی کے فرمان پر ہے جن کے مقتلة اصدق القائلين کا ارشاد ہے:

وَمَا ينطِقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ بِوْحِيٍ (۱۲۲)

کہ محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی و خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ ان کے فرمودات وحی الٰہی کے تابع ہوتے ہیں!

بدیں وجہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

لَعْنَ رَحْمَتِ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعِبَادِ ارْسَالِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَنْ تَشَرِّفَهُ لَهُمْ خَتْمُ الْأَنْبِياءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَأَكْمَالُ الدِّينِ الْعَنِيفُ لَهُ وَقَدْ أَخْبَرَ

الله تبارکہ و تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ
المتوترة عندانہ لا نبی بعده لیعلموا ان کل من ادعی هنہ المقام بعده' هو
کذاب' دجال' ضال' مضل' ولو تحرق و شعبد و اتی بانواع السعرو
الطلسم والہیر نجات فکلها ضلال عند اولی الالباب کما اجری اللہ
سبحانہ و تعالیٰ علی یہ الا سود العنسی بالین و مسیلمتہ الكذاب
بالیمامتہ من الا حوال الفاسدہ والا قوال الباردة فعلم کل فی لب و فہم
و جھی انہما کا ذہان لعنہما اللہ و کنالک کل مدع لذالک الی یوم
القيامتہ فکل واحد من هولا الكذابین بخلق اللہ تعالیٰ معہ من الا سور
ما پشہد العلماء والمؤمنوں یکذب من جاء بها۔ (۲۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبوت کر کے اور ان پر نبوت
اور رسالتوں کا خاتمہ کر کے اور ان پر دین حنف کو مکمل کر کے کر کے لوگوں پر
احسان عظیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن حکیم میں اور رسول
کریم نے اپنی حدائق کو پہنچی ہوئی احادیث میں یہ اس لیے بیان فرا دیا ہے کہ
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، تاکہ لوگ جان لیں کہ جو بھی آپ کے بعد
نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کن ہو گا اگرچہ
جادو گری، شعبدہ بازی اور ساتھ کی صفائی کے کتنے ہی کرتب کیوں نہ دکھلادے،
جس طرح کہ یہیں کے اسود عنی اور یمامہ کے میلہ کذاب نے دکھلائے تھے،
کہ ان دونوں کی پازی گری اور چالاکی کے باوصاف عقل سلیم اور قلب صحیح رکھنے
والا جان گیا تھا کہ یہ دونوں ملعون، کذاب اور مفتری ہیں اور بعینہ قیامت تک
اس قسم کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے اور ملعون ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے
لوگوں کے ساتھ ایسے احوال و امور کو بھی پیدا فرماتے رہیں گے جنہیں دیکھ کر

علماء اور مومن ان کے جھوٹے اور کذاب ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔ اور یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب مسیلمہ اور اسود عنیٰ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صدیق اکبر نے لمحہ بھر کے لئے بھی ان کے دجل و فریب اور کذب و افتراء میں شبہ نہ کرتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حضرت مہاجرہ بن الی امیر کی قیادت میں بھن کی طرف اسود عنیٰ اور ان کے پیروکاروں کی گوشتمانی کے لئے فوج روانہ کی۔ اور پرانی روایات کے بالکل بر عکس انہیں حکم دیا کہ رسول کے بغیر کسی اور کی نبوت تسلیم کر لینے والوں کے گھروں کو جلا دیا جائے، ان کے پھل دار درخت جڑ سے اکھاڑ دیے جائیں، ان کے کھیت تخت و تاراج کر دیے جائیں، ان کی عورتوں کو لوٹھیاں اور ان کے بچوں کو غلام بنا دیا جائے اور ان سے کسی قسم کی رعایت نہ برتنی جائے۔ (۲۲)

لیکن آج ہمارے پاس نہ عزیمت صدیق ہے اور نہ درہ فاروق، اور نہ سیف خالد اور نہ شجاعت عکرمہ رضوان علیہم السلام اعتمدیں، کہ ہم ایسے لوگوں کے خلاف علم جہاد بلند کر سکیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کا انکار کر کے کسی دجال اور کذاب کی جھوٹی و جعل نبوت و رسالت کو اصلی اور حقیقی بنانے پر تلتے ہوئے ہیں۔ ہم ایسے جعل ساز متنبی کو آج صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "سیکون فی امتی کذابون نلا ثون یا بخراج ملا ثون و جالون" کہ وہ کذاب اور دجال ہے۔

یا ہم مرزا غلام احمد قادریانی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں:

"میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم

الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ختم الرسلین کے بعد کسی دوسرے مدئی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفحی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی" (۲۵)

اور اسی طرح جس طرح ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو حسب قول رسول وجال اور کذاب اور بقول مرزا قاریانی کافروں کاذب جانتے ہیں، اسی طرح ایسے کذاب وجال اور کافر کو نبی سمجھنے والوں کو بھی وجال اور کذاب اور کافر کے پیروکار سمجھتے ہوئے کافر مانتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور عقیدے کے بارہ میں کسی قسم کی مفہومت، مدعاہت اور سوے بازی نہیں ہو سکتی۔ ہاں ہم یہ بات ضرور مکنتے ہیں کہ ملکی مفاہوں کی خاطر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہنے میں کوئی چکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ کسی غیر مسلم کو غیر مسلم کہنا کسی کی دل آزاری کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اگر پاکستان میں یعنی والے عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بدھشوں اور حتیٰ کہ بہائیوں کو غیر مسلم کہا جاسکتا ہے اور انہیں غیر مسلم کرنے سے کوئی فرقہ واریت لازم نہیں آتی۔ تو مرزا نے قاریانی کے الفاظ میں کسی دوسرے کافر کے ماننے والوں کو مسلم قرار دینے سے فرقہ واریت کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ بلکہ فرقہ واریت اور دل آزاری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی غیر مسلم مسلمان نہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجبوح کرے یا مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلم کہہ کر اسے تھنگ کریں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ کسی عیسائی کو عیسائی یا غیر مسلم کہنا طرفین میں سے کسی کے لیے بھی موجب

تکلیف نہیں۔ لیکن عیسائی کو مسلمان کرنا دونوں فریقوں کے لئے رنج والم کا باعث ہو گا۔ عیسائی اسے اپنی توہین پر محمول کرے گا اور مسلمان اسے اپنے مذہب کی اہانت سمجھے گا۔ اسی لئے مسلمانوں کے ہاں چودہ سو سال سے ایک قاعدہ کلیہ چلا آرہا ہے جو ایک خدا کو مانتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کسی عبادت نہیں کرتا اور محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد کسی نئے نبی کی آمد و بعثت کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر وہ ایک خدا کو مانتے ہوئے کسی اور کسی بھی عبادت کرتا ہے یا محمد اکرمؐ کو نہیں مانتا، یا مان کر ان کے بعد کسی اور پیدا ہونے والے کو بھی نبی تصور کرتا ہے، تو وہ مسلمان نہیں، اس قاعدہ پر جو پورا نہیں اترتا، ہمارے نزدیک اس کا اسلام اور مسلمانوں سے دینی و مذہبی "کوئی بھی تعلق نہیں۔ وہ ان کا ہم دلن، ہم قوم، ہم نسل تو ہو سکتا ہے، ہم مذہب نہیں، خواہ عیسائی ہوں، کہ محمد اکرمؐ کو نہیں مانتے" خواہ کیونست ہوں کہ خدا کو نہیں مانتے خواہ ہندو ہوں کہ خدا کو مانتے ہوئے اور وہ کسی بھی عبادت کرتے ہیں، اور خواہ بھائی ہوں کہ رسول علیؐ کو مانتے ہوئے متنبی فارسی حسین علی مازندا نی کو بھی مانتے ہیں اور خواہ مرزا نی کہ متنبی ہندی کو مانتے ہیں، لیکن آخرحضرت کو خاتم النبیین نہ مانتے ہوئے کسی اور کسی نبوت کے بھی قائل ہیں۔

(بحوالہ الاعتصام ۳ مئی ۱۹۶۸ء)

مرزاٹی اور مسلمان

روہ کے مرزاٹی آرگن "الفرقان" اپریل کے شمارہ میں "اتحاد بین المسلمين کے لیے محکم اصول" کے عنوان سے ایک مقالہ پر قلم کیا گیا ہے جس میں مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد کیا گیا ہے:

"ہمارے نزدیک اتحاد بین المسلمين کی واضح راہ یہ ہے کہ تمام فرقے اور تمام افراد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتے ہیں، ان سب کو مسلمان سمجھا جائے۔ دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے اور دلوں کی اصلاح بھی وہی کر سکتا ہے، لیکن ظاہر کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی واضح اصول نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی صحیح طریقہ نہیں جس سے مسلمان فرقوں میں اتحاد پیدا کیا جاسکے۔ باہمی جزوی اختلافات اور ان کے نتائج کو چھوڑ کر مذکورہ پالا اصولی مسلک کو اخیار کرنے سے سب مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو سکتا ہے"

دریں "الفرقان" کی یہ تجویز اپنے اندر کیا کچھ اچھ اور پیچ رکھتی ہے اور اس میں کس طرح ہاتھ کی صفائی دکھائی گئی ہے، یہ ایک الگ بحث ہے۔ ہم اس مسلمہ میں دریں "الفرقان" سے پوچھنے کی جست ضرور کریں گے کہ وہ اپنے اس خود ساختہ اصول کی بناء پر یہ فرمائیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے اور قرآن پاک کو اپنی شریعت یقین کرتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادریانی کو نبی د رسول نہیں مانتا۔ ایسے شخص کے بارہ میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟

کیا آپ اسے اپنے مبینہ اصول کی بناء پر مسلمان سمجھتے اور تسلیم کرتے ہیں؟

اگر آپ اسے مسلمان تصور کرتے اور مانتے ہیں تو آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو ایسے آدمی کو مسلمان نہیں سمجھتا؟ ایسی کتابوں اور لڑپچھے کے پارہ میں آپ کی کیا رائے ہے جس میں ایسے لوگوں کو کافر اور غیر مسلم کہا گیا ہے؟ اور آپ کا یہ ارشاد کہ:

”اس حکم اصول کو توزنے والے اور یہ کہنے والے کہ فلاں فرقہ اسلام کا جزو نہیں، یا فلاں کو ہم مسلمان تصور نہیں کرتے۔ وہی لوگ درحقیقت اتحاد بین المسلمين کے دشمن اور ملک کے بد خواہ ہیں“

کیا آپ ایسے دشمنان اتحاد اور ملک کے بد خواہوں کو جاننے کے بعد انہیں ان کے کیفر کروار تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں گے جو حقیقت مسلمانوں اور محمد علیٰ علیہ السلام کے غلاموں کو خواہ خواہ ایک معمولی اور ادنیٰ آدمی کے باعث کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی کتابوں اور لڑپچھے کے ضبط کروانے کی طرف حکومت کو توجہ دلائیں گے؟

ایسے لوگوں اور کتابوں کی مختصری نشان دہی ہم آج کی صحبت میں کیے دیتے ہیں۔ سرفراست ایک نام ہے، مرزا غلام احمد قادریانی، ان کی ایک کتاب ہے ”حقیقتہ الوجی“۔ وہ اس میں رقطراز ہیں:

”جو مجھ کو باوجود صد بانٹاؤں کے مفتری ٹھرا تا ہے تو مومن کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افشاء کرنے کے کافر ٹھرا کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں“ (۱)

اور:

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے“ (۲)

۱۔ حقیقتہ الوجی ص ۹۳

۲۔ ارشاد مرزا قادریانی مندرجہ الذکر احکیم، مقول از اخبار ”الفضل“ ہاجنوری ۱۹۳۵ء

اور مرزا غلام احمد کے فرزند اور قادریوں کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے ابا کی کفرگری کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

”آپ (یعنی مرزا غلام احمد) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے، بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا، لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے“ (۳)

اور خود اپنی مسلمان دشمنی کا ثبوت یوں میا کرتے ہیں کہ:

”جو مسلمان حضرت مسیح موعود (مرزا قادری) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنائے وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں“ (۴)

اور مرزا غلام احمد کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد یوں اپنی مسلم دشمنی اور بدخواہی کا ثبوت دیتے ہیں کہ:

”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پاک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے“ (۵)

اور ایک اور مرزا ای محدث فضل لکھتا ہے:

”یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے، ہمارے مقابل حضرات مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں، بتاؤ یہ اختلاف۔

۳۔ قول مرزا محمود، مندرجہ تشعیہ الاذہان، ۱۲۔ اپریل ۱۹۸۶ء

۴۔ آئینہ صداقت، مصنفہ مرزا محمود احمد ص ۳۵

۵۔ کلمۃ الفضل، مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف بیجنگ، ص ۱۰، نمبر ۳، ج ۱۹۸۷ء

فروعی کیوں نکر ہوا" (۶)

ایک اور فتنہ پرداز لکھتا ہے:

"جری اللہ فی حلل الانبیاء سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنہیں احمد
(مرزا) علیہ السلام ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور ان کا
اکار موجب غضب الہی اور کفر ہے" (۷)

اور مرزا یوسف کا ترجمان "الفضل" مورخہ ۱۳ ستمبر رقم طراز ہے:

چودہ برسی ظفراللہ صاحب کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم (احمدی) مسلمان
ہیں، ہم کو کافر قرار دنا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں، اس کے
متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر
کہتے ہیں اور ہائیکورٹ میں چودہ برسی صاحب نے اس کی تائید کی" (۸)

یہ ہے ان ملک کے بد خواہوں اور اتحاد بین المسلمين کے دشمنوں کی ایک
ہلکی سی جھلک اور معمولی سی فہرست۔ ہمیں امید ہے کہ مدیر "الفرقان" ان کے
بارہ میں اپنی رائے سے ہمیں اور اپنے قارئین کو آگاہ کریں گے اور حکومت
پاکستان سے درخواست کریں گے کہ وہ ایسے تمام لزیج پر کو ضبط کرے جس میں دنیا
کی عظیم ترین قوم جس کی تعداد اس وقت ستر کروڑ سے زائد ہے، اور جو محمد اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا ہے، کے خلاف زہر اگلا گیا ہے اور ان کے اسلام
اور ایمان کی نقی کی گئی ہے، اور اس طرح وہ اس بات کا عملی ثبوت مہیا کریں گے
کہ وہ واقعٹا اس نقاش کے لوگوں کو اتحاد بین المسلمين کے دشمن اور ملک کے
بد خواہ سمجھتے ہیں۔

(بکوالہ الاعظام) ۱۷ مئی ۱۹۶۸

۶۔ "فتح المعلل" ص ۲۷۴، مصنفہ محمد فضل قادریانی ۷۔ الہبرۃ فی الالامام مولفہ قاضی
یوسف قادریانی ۸۔ "الفضل" قادریانی، ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۶۸

اشتعال انگلیز تحریریں

مرزاٰ حضرات آئے دن یہ واپس لے کر تے رہتے ہیں کہ مسلمان ان کے خلاف نفرت انگلیز تحریریں کرتے ہیں اور اشتعال انگلیز لڑپچھر چھاپتے ہیں۔ اس سے وہ حکومت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم بڑے صلح کن اور امن جو لوگ ہیں مسلمان بڑے فادی اور شر انگلیز۔ اس طرح بعض وفعہ گورنمنٹ ان کے بھرے میں آکر مسلمان افراد کے خلاف ایسے اقدامات کر گزرتی ہے کہ اگر اسے حقائق کا علم ہو تو وہ کبھی ان کا ارتکاب نہ کرے۔ کیونکہ شر انگلیزی بھی شہزادیوں کی طرف سے ہوتی ہے اور جب مسلمان علاء و مبلغین اور رسائل ان کا نوٹس لیتے ہیں تو وہ فوراً امن پسندی اور انصاف کے نام پر حکومت کو خفیہ اور ظاہری طریقوں سے متوجہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح مسلمان حکومت کو مسلمانوں کے خلاف اکسا اور بھڑکا کر انہیں زک دینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے عوام کے ولوں میں اپنی مسلم حکومت کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اور ان کے جذبات کو نجیس پہنچتی ہے جس سے حکام اور رعایا کے درمیان دوری ہوتی ہے اور نفرت جنم لیتی ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور خداوند کشم نے یہ شرف آپ کو عطا کیا ہے کہ نبوی میں اور رسالتیں آپ پر ختم ہو گئی ہیں اور اس طرح وہ کام جو پسلے انبیاء کیا کرتے تھے، اب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مند کے امین سراج نام دوا کریں گے۔ اب ایک آدمی احتتا ہے اور مسلمانوں کے اس متفقہ علیہ عقیدے کے بر عکس نبی اکرمؐ کے اس شرف و فضیلت پر حملہ کرتے ہوئے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے تو ظاہر ہے، اس سے مسلمانوں کے جذبات میں تموج پیدا ہو گا اور انہیں صدمہ پہنچے

گا کیونکہ اس سے ایک تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت میں فرق آتا ہے اور دوسرے آپ کی بات کی تکذیب ہوتی ہے جب کہ آپ فرماتے ہیں:

فضیلت علی الانبیاء بست اعطیت جو اسع الکلم و نصرت
بالرعب واحتل لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجد او طهورا
وارسلت الی الخلق کالنہ وختمہ النبیون (رواہ المسلم)

مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔ مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔

۲۔ مجھے رعب و بدیہ عطا کیا گیا ہے۔

۳۔ میرے لیے اموال غنیمت کو حلال نہرا یا گیا ہے۔

۴۔ روئے زمین کو میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے کہ جہاں
نمایا وقت ہو جائے، وہی نماز ادا کر لی جائے۔

۵۔ مجھے پوری دنیا کے لیے مبوث کیا گیا ہے۔

۶۔ نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کرو یا گیا ہے۔

اب ظاہر ہے مسلمان اس شخص کے بارہ میں کبھی اچھا نظریہ نہیں رکھ سکتے
جو ان کے مطاع و مقداء محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو کم کرنا چاہے،
یا ان کے ارشاد کی تکذیب کرے اور پھر وہ ایسے لوگوں کو کیسے پسند کر سکتے ہیں یا
ان کے بارے میں اچھی رائے رکھ سکتے ہیں جو ایسے آدمی کو خدا اور اس کے
رسول کے فرمان کے بالکل بخلاف نہی اور رسول مانتے ہیں اور پھر اس پر بھی
اکتفا نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف زبان لعن و طعن بھی استعمال کرتے
ہوں۔ اس لیے ہم اپنی حکومت سے مطالبا کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی
اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کے مفادات کا لحاظ اور پاس رکھتے ہو۔

اسی تمام تحریرات کو ضبط کرے جن سے مسلمانوں کے عقائد پر زوپڑتی ہو اور ان کے جذبات کو نہیں لگتی ہو اور جنسی پڑھ کر ان کے قلوب واہاں جوش میں آجائے ہوں، کیونکہ جب تک اشتعال انگیزی اور نفرت خیزی کے حرکات کا خاتمہ نہ کیا جائے گا، اس وقت تک اشتعال و نفرت ختم نہیں کی جاسکے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادریانی اور ان کے پیروکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، مسلمانوں کو کافر اور جنسی کہیں، ان کی نماز جائز پڑھنے سے منع کریں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے روکیں، ان سے شادی بیاہ کی ممانعت کریں اور مسلمان پھر اسے مسلمان ہی سمجھیں؟

مرزا غلام احمد قادریانی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں لکھتا ہے:

لِهَخْفَ الْقُرْآنِ الْمُنْبَرِ وَأَنْ لِي

غَسَّا الْقُرْآنَ الْمُشْرَقَانَ اَتَنْكِرُ

”اس کے (نبی کریمؐ کے) لیے چاند گہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو ان کا انکار کرے گا“ (۱)

اور مرزا قادریانی کا بینا بشیر احمد تو یہاں تک گستاخی پر اتر آتا ہے کہ:

”اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو صحیح موعود (مرزاۓ قادریانی) کا بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ صحیح موعود (مرزا) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے اور اگر صحیح موعود کا مکر کافر نہیں تو (نحوہ باللہ) نبی کریم کا مکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں بقول صحیح موعود ”آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے“ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔ (۲)

۱۔ اعجاز احمدی، ص ۱۷

۲۔ کلمۃ الفضل مدرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۷۷ نمبر ۳ جلد ۲۰۱۴ مصنفہ مرزا بشیر احمد

اور ایک اور دریہ دہن گستاخ یہاں تک کہہ دتا ہے:
 محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
 اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں۔
 محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
 غلام احمد کو دیکھے قاریان میں ! ” (۳)
 ایک اور مرزا ایشانہواز لکھتا ہے:
 ”حضرت مسیح موعود (مرزا قاریانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے زیادہ تھا“ (۴)

اور پھر مرزا یوں کا دوسرا خلیفہ مسلمانوں کے خلاف اس قدر تند تیز اور تلخ
 جذبات رکھتا ہے کہ اپنی کتاب ”انوار خلافت“ میں اس قسم کی شدید اشتغال انگیز
 تحریر درج کرنے سے نہیں چوکتا۔

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے
 پیچے نماز بُر پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے
 مکر ہیں۔ یہ وین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں“ (۵)
 (بحوالہ الاعتصام ۲۲ مئی ۱۹۷۸ء)

پچھلے شمارہ میں ہم نے اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا تھا کہ دنیا
 کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان میں مسلمانوں کو مکمل مذہبی تحفظ حاصل
 ہونا چاہیے، تاکہ کوئی دریہ دہن اسلامی شعائر، دینی مصلحتوں اور مسلم اکابر پر
 زبان طعن دراز نہ کرسکے اور قلم گستاخ حرکت میں نہ لاسکے اور ایسے تمام لرزپر کو

۳۔ ”اخبار پیغام صلح“ ۱۳ مارچ ۱۹۷۷ء نعم ظہور الدین اکمل قادریانی
 ۴۔ رویوی آف و ملجنز، ۷ مئی ۱۹۷۹ء
 ۵۔ ”انوار خلافت“ ص ۴۰

ضبط کیا جائے جس سے مسلمانوں کے جذبات مجموع ہوتے ہوں، کیونکہ اگر پاکستان ایسے قومی وطن میں مسلمانوں کی نگہداشت نہ کی جاسکے تو دوسرے ممالک میں دوسروں سے کیا توقع رکھی جاسکے گی؟

اس سلسلہ میں ہم نے چند ایسی تحریروں کی نشاندہی کی تھی جس سے مسلمانوں کے قلوب واپسی اننتائی برا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کے اندر یہ جان اور منافرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آج ہم اس قسم کی چند اور تحریریں پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے ارباب اختیار کو معلوم ہو کہ ایک مخصوص گروہ جسے انگریزی حکومت نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے جنم دیا تھا، مسلمانوں کے متعلق کس قدر استعمال انگلیز اور منافرت خیز خیالات رکھتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادریانی کا فرزند مرزا بشیر احمد مسلمانوں کے خلاف اپنے کینہ و عناؤ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے

چو دور خرسوی آغاز کردن
مسلمان را مسلمان باز کردن

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا انکار اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے” (۶)

اور یہی بشیر احمد اسلام اور مسلمانوں سے اپنے بعض بالطفی کو یوں لکھا ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا نے قادریانی) کی اس تحریر سے بتی باتیں حل ہو جاتی ہیں، اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ نے الام کے ذریعے اطلاع دی کہ ”تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی، بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے مذکروں کو مسلمان نہ سمجھ، دوسرا یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب نے عبد الحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا، تیسرا یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادریانی) کے مذکروں کو مسلمان کرنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے، چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لیے رحمت اللہ کا دروازہ بند ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے مذکروں کو راست باز قرار دلتا ہے، اس کا دل شیطان کے پنجھے میں گرفتار ہے“ (۷)

ایک اور مرزا نی ای مسلمانوں کے متعلق یوں گمراہ ہے:

خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منکور اور مقصود ہو، اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی ہے، ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر تیرے اس فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ شرارت اور مکذب پر کمرستہ ہوں تو ہم مرزا وہی کی طرف متوجہ ہوں گے، ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔ یہاں صرف حضرت احمد (قادریانی) کے منکر اور اطاعت و بیعت میں شہادتے گروہ کو کافر قرار دیا ہے، اور جنم ان کے لیے بطور قید خانہ قرار دیا ہے“ (۸)

اور مرزا نیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود احمد مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے

۷۔ کلکتی الفضل مدرسہ ریویو آف ریلیجن، ص ۲۵، نمبر ۳، جلد ۲

۸۔ النبوة فی الالام، ص ۲۰، مؤلف قاضی محمد یوسف قادریانی

بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

”حضرت مسیح موعود (مرزاۓ قادری) نے بختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی (احمدی) کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں، تم بختی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں“ (۹)

ایک اور جگہ پھر اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کہتا ہے:

”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے“ (۱۰)

اور پھر کسی محمود احمد اس حد تک و شام طرازی پر اتر آیا ہے کہ:

”کسی احمدی (مرزاۓ ای) نے احمدیت (مرزاۓ ایت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی لڑکی کا نکاح نہیں کیا، اس سے مراد ہی ہے جو حدیث میں آیا ہے

لَا يَذْنِي زَانَ حِينَ يَذْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

نہیں زنا کرتا کوئی زانی در آں حاصل کر سکتا وہ مومن ہو۔

بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے“ (۱۱)

۹۔ انوار خلافت، ص ۸۹ ۱۰۔ انوار خلافت، ص ۲۰

۱۱۔ الفضل مورخ ۲۹، ۶۷ جون ۱۹۷۷ء

اور خود مرزا غلام کی مسلم دشمنی اور عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ کرتا ہے
 ”یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے ،
 اول تو یہ خدا کے حکم سے تھا، نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ
 ریاضتی اور طرح طرح کی خرایوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں، ان لوگوں
 کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے
 تعلق رکھنا ایسا ہے ، جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال
 دیں جو سرگیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں اس وجہ سے ہماری
 جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق
 کی حاجت ہے“ (۲)

اور پھر یہی مرزا نے قادریانی انتہائی جسارت سے کام لے کر اپنے آپ کو
 سرور عالم، محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ کرنے میں پچھاہٹ محسوس
 نہیں کرتا:

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچ ہزار میں
 اجمانی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات
 کی انتہاء تھا بلکہ کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر روحانیت
 نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری جگلی فرمائی“ (۳)

ویکھئے کس قدر گستاخی اور بے باکی سے ایک اونٹی تین شخص اپنے آپ کو اعلیٰ
 الخلاق سے افضل و برتر کرنے میں کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا اور ظاہر ہے
 کہ مسلمانوں کے ول اس سے جس قدر بھی زخمی ہوں کم ہے، اس لئے ہم اپنی
 حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس گروہ مسلم دشمن کو ہدایت کرے کہ وہ

۱۔ خطبہ الماسیہ، ص ۷۴، مصنفہ غلام احمد قادریانی

۲۔ تصحیحۃ الاذہان، جلد ۶، نمبر ۸، ص ۲۶

آئندہ اس قسم کی کتابوں اور تحریروں کی نشر و اشاعت سے باز رہے اور پسلے چھپی ہوئی تمام تحریروں کو تلف کرے جن سے آقاۓ ملنی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام علیم رضوان اللہ کے خلاف یا مسلمانوں کے مقدسات اور عقائد پر زد پڑتی ہو اور ان کے جذبات مجموع ہوتے ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا مکمل اور قوی مغلادت میں شامل ہے

(بحوالہ "الاعظام" ۳۱ مئی ۱۹۷۸ء)

فتنه پرور

ہم متعدد پار ان کالموں میں اس بات کا ذکر کرچکے ہیں کہ اس اسلامی ملک پاکستان میں کسی فرقہ کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کرے۔ ان کے معتقدات اور مقدسات پر حملہ کرے، ان کے اکابر کی عزوق سے محیلے اور ان کے بزرگوں پر کچڑا چھالے، کیونکہ جس وقت کسی بھی فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ مسلمانوں کے کسی عقیدے یا مسلمانوں کی کسی بزرگ شخصیت پر زیان درازی کرتے ہیں تو وہ براہ راست اسلام اور شریعت محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ایک مسلمان ملک میں اسلام پر نقد و جرح اور مسلمانوں کی تنقیص و توپیں کرنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوئی چاہیے۔ اس موضوع پر ائمہ کرام نے کتب فقہ میں مستقل ابواب لکھے ہیں اور کئی نے اس مسئلہ پر بہتر و مفصل کتابیں اور رسائل ترتیب دیئے ہیں، کیونکہ وہ شخص جس سے ایک مسلم اور اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے مسلمانوں کی آئمہ اور اسلام کی عزت محفوظ نہیں اس سے یہ موقع کیسے رکھی جاسکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی ریاست اور ان کے قائم کردہ ملک و وطن کا وفاوار اور فرمابندوار اور اس کی سالمیت اور بقاء کا طلب گار اور خواہش مند ہو گا، کیونکہ اس کی ساری ہمدریاں اور خیر خواہیاں اس کے ساتھ وابستہ ہوں گی جو اس کے مفادات و مطالبات کو پورا کرتا ہے اور اس کی مقصد برداری میں اس کا ہاتھ بٹاتا ہے خواہ وہ ملک و وطن کا بد خواہ ہو اور خواہ وہ اہل وطن کا دشمن۔ ایسے لوگ صرف اپنے اہداف اور اپنی اغراض کے غلام ہوتے ہیں اور ان اغراض و اہداف کے حصول کی خاطروں اور اپنی کام کرنے میں پچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی گرامی اور ذات مطہرہ کے

ذات مطہر کے متعلق یادہ گوئی سے باز نہیں رہتا، اس سے یہ توقع ہی فضول ہے کہ وہ آپؐ کے نام اطہر پر قائم ہونے والے وطنی کے بارہ میں اچھے جذبات رکھے گا اور ایسی فضا پیدا کرنے سے گریز کرے گا جس سے ملک کے امن و امان کے تدو بالا ہو جانے کا خدشہ پیدا ہوتا ہو اور لوگوں کے جذبات بمحروم ہوتے ہوں، بلکہ ایسے لوگوں کی تو خواہش ہی بینی ہوتی ہے کہ ملک کی فضاء (خاکش بدہن) بیشہ مکدر ہے، تاکہ حکومت کو ملک کی سلامتی اور ترقی کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اسی سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کی قوی ولی حکومت کو خود مسلمانوں سے بھڑایا جائے اور اس طرح عوام کو حکومت سے تنفر کر کے ملک میں افراحتی پیدا کی جائے جس سے اسلامی قوتیں اور طاقتیں کمزور ہوں اور خود انھیں پہنچنے اور چھلنے پھولنے کے موقع مل جائیں اور اس کی صورت یوں ہو کہ جب مسلمانوں کے کسی مسلمہ عقیدے یا کسی محترم حصتی پر چھینٹے دیئے جائیں اور جب مسلمان اس پر برافروختہ ہوں تو قانون اور امن کے نام پر حکومت کو انکیخت کی جائے، چنانچہ آئے دن ایسے لوگوں کے اخبارات اور رسائلیں ہی تحریریں شائع کرتے اور ان کے "بڑے" اپنی تقریروں اور جلسوں میں اس کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

ایسی طرح کی ایک تحریر حال ہی میں ایک مرزاںی پڑھ میں شائع ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کے ایک انتہائی محترم و معظم اور صفت اول کے ناموں حالم کے خلاف دریدہ وہنی نہیں بلکہ دشمن طرازی کی گئی ہے۔ اس میں ایک مرزاںی نور الدین بھیروی اور ضیغم طہ مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا نوازشہ کیا گیا ہے کہ:

"ایک (یعنی نور الدین) نے اپنے "نور ایمان" سے مرزاں کے قاریانی کو ہان لیا اور دوسرے (مولانا محمد حسین بیالوی) نے اپنی "بے بصیرتی" سے تعلیم

نہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ تکلا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذیل کیا کہ نام و نشان ہی مٹ گیا، اور اپنی زندگی میں وہ رسواء نامرا درہا“ (۱)

اب ظاہر ہے کہ کسی بھی مسلمان کا اس تحریر کو پڑھ کر جوش و غصہ میں آنا ایک قدرتی امر ہے اور اسے حق حاصل ہے کہ وہ ایسے بدباطن کا اچھی طرح نوٹس لے جو ایک معزز اور قابل صد احترام مرعوم مسلمان عالم دین کو صرف اس لئے گالی دیتا ہے کہ اس نے جانب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلین کے خلاف بغاوت کرنے سے انکار کروایا تھا، اگر نبی علی فداہ الی وای صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری و اطاعت اور آپ کے دامن اقدس سے وابستگی کا نام (عیازا باللہ) ذلت و رسائی ہے تو متنبی ہندی کی رفاقت و اطاعت بھی باعث عزت اور قاتل پذیر ائمہ نہیں ہو سکتی۔

ہمارے نزدیک غلام احمد قادریانی کے یہ مرید اور نور الدین مرزاںی کے یہ حمایتی ان دونوں کے دوست نہیں، بلکہ دشمن ہیں جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ ہم ان کی ذلتیں اور رسائیوں کا راز طشت ازیام کریں لیکن اس سے پہلے کہ ہم بتائیں کہ کون ذیل و رسوا ہو کے مرا ہے، مولانا محمد حسین بیالوی علیہ الرحمۃ یا نور الدین مرزاںی اور مرزا غلام احمد قادریانی؟ ہم اپنی حکومت اور پرنس برائی سے یہ پوچھنے کی جرأت ضرور کریں گے کہ وہ ایسے بے لگاموں کو کیوں لگام نہیں دیتے جو ملک میں فتنہ و فساد کے پیچ بوکر ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس فتنہ و فساد کے نتیجہ میں ان کے گھروندے سلامت و محفوظ رہیں گے، کیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ اسی وقت تک محفوظ ہیں، جب تک کہ ملک محفوظ ہے، اگر خدا نخواست ملک پر کوئی آنجی آنگی تو یہ بھی ان کے اثر سے مامون سے نہیں رہ سکیں گے۔

ہم اپنی حکومت سے دوبارہ اپیل کریں گے کہ وہ ملک کے ان بخواہوں پر کڑی گھرانی رکھے اور ان کی تمام ایسی تحریرات پر قدغن لگائے جن سے اسلام کے نام پر وجود میں آئے ہوئے اس دلیل میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف جاریت کا ارتکاب کیا گیا ہو اور جن سے ملک کے امن دامان کو خطرہ لاحق ہوتا ہو کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ان لوگوں کا اصل اقدام کسی مخصوص مسلمان جماعت کے خلاف نہیں بلکہ تمام مسلمانوں، راعی اور رعایا، حکومت اور عوام کے خلاف ہے، اس وفعہ اسی پر اتفاقہ کرتے ہوئے ہم آئندہ اس مضمون کا علمی تجزیہ کرتے ہوئے بدلائل یہ ثابت کریں گے کہ رسولی اور ذلت کی موت کون مر؟

مرزا غلام احمد، نور الدین یا مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ؟ ان شاء اللہ ! ۔

(بحوالہ الاعظام، ۷ جون ۱۹۷۸ء)

ذلیل و رسوائے کون؟

ہم نے پچھلے شمارہ میں ایک مراٹی پرچہ کی ایک دل فگار اور منافرت انگیز عبارت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی حکومت سے یہ ایجل کی تھی کہ وہ ایسے لوگوں کا سختی سے محاسبہ کرے جو ایک اسلامی ریاست میں بنتے ہوئے مسلمانوں کی عزت و آبرو پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کے اکابر علماء، صلحاء، اور مقدسات و شعائر کی گستاخی، بے ادبی، اور بے حرمتی کرتے ہیں اور صرف اس جرم کی پاداش میں کہ انہوں نے محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت سے بغاوت کا ارتکاب کیوں نہیں کیا اور ان چیزوں کو اس قدر مطہر و مقدس کیوں خیال کرتے ہیں جن سے رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق، محبت اور وابحگی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے اس قماش کے لوگوں کی ایک نئی اور تازہ جاریت کی نشاندہی کرتے ہوئے جو انہوں نے مسلمانوں کی ایک انتہائی معزز اور محترم اور گرامی قدر شخصیت مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں کی تھی، اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اس شمارہ میں ہم اس کا علمی تجزیہ کریں گے اور بدلاں کیا یہ ثابت کریں گے کہ مراٹی الزام کا اصل مصداق کون ہے؟ حضرت مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ یا مراٹا غلام احمد قادریانی اور نور الدین بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا کہ

یاد رہے کہ مراٹی پرچے "پیغام صلح" نے اپنے شمارہ نمبر ۲۰، ۲۱، جلد ۵۶ مورخ ۲۹ مئی ۱۹۷۸ء میں حکیم نور الدین بھیروی اور حضرت مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"چونکہ مولانا بیالوی نے مراٹا قادریانی کے دعویٰ میسیحیت کو قبول نہ کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ذلیل کیا کہ نام و نشان ہی مٹ گیا

اور اپنی زندگی میں وہ رسوا اور نامرا درہا۔“

یہ عبارت اپنے اندر جس قدر گھٹیا پن اور پستی لیے ہوئے ہے، اس سے قطع نظر ہم اس وقت صرف یہ ثابت کریں گے کہ ذلت و رسوانی کی موت کون مر؟

نور الدین جس نے مرزا کے دعویٰ میسیحیت کو قبول کر لیا، یا کہ مرزا جس نے میسیحیت کا دعویٰ کیا؟

اسی اخبار ”پیغام صلح“ کے نامہ نگار نے ایک اشتخار شائع کیا، جس کا نام رکھا ”مکجنبیۃ صداقت“ اور اس اشتخار کو نقل کیا، مشور مرزا تی پرچے ”الفضل“ نے اس میں نور الدین کی ذلت و رسوانی کی موت کو اس کے ”نور بصیرت“ کے باوصف ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

”کمال مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسہ احمد کا صدقان یقین کرنا اور کمال وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ استقامت میں فرق آتا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے فرزند عبدالجی کا غنومن شباب میں مرتا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لئا، یہ باتیں کچھ کم عبرت انگلیز نہیں“ (۱)

کیا کہتا ہے ”پیغام صلح“ کا موجودہ مضمون نویس کہ یہ سچا ہے یا ”پیغام صلح“ کا وہ روز نامہ نگار جس نے ”مکجنبیۃ صداقت“ شائع کیا تھا اور جس کی عبارت کو ”الفضل“ نے نقل کیا ہے؟ اور اسی ”پیغام صلح“ نے مورخہ ۳۳۷ھ کو

یہ خبر شائع کی تھی جو پس منظر کا پورا پتہ دیتی ہے کہ:

”فُرُورِیٰ کا ممینہ وہ ممینہ ہے جب حضرت مولانا نور الدین صاحب بستر عالالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویش ک تھی“ (۲) ۔

اور پھر انہی مراٹیوں کی جانب سے مرتضیٰ بشیر الدین پر کیا کیا الزام لگائے گئے، کہ اس نے نور الدین کی اولاد کا خاتمه کیا، اس کی بیٹی اور اپنی بیوی امتہ الحجی کو قتل کروادیا۔ نور الدین کے بیٹے عبد الحجی کو زہر دلوا کر مروا دیا، اور پھر یہ توکل کی بات ہے، اسی نور الدین جس نے مراٹیت کی خاطر اپنا سب کچھ، دین، ایمان، مذهب، ضمیر اور رعایتیہ ہر چیز لٹا دیا تھا، جس نے بقول ”پیغام صلح“ اپنے ”نور بصیرت“ سے مرتضیٰ قادریانی کے دعویٰ مسیحیت کو مان لیا تھا، اس کے دوسرا بیٹے عبد المنان سے خلیفہ قادریان نے جو کچھ کیا تھا، وہ کسی سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ کہ اسے متفق قرار دیا، اس کا سو شل بائیکات کروایا اور ربوہ میں اس کا داخلہ منوع قرار پایا اور اسے اس جماعت تک سے نکال باہر پھینک دیا جس کی خاطر اس کے باپ نے ہزار ذلت و رسائی مول لی تھی اور اس طرح نور الدین کی عبرت انگیز اور ذلت آمیز موت پر ہی اتنا فنا کیا، بلکہ اس کی رسائی میں اس کی موت کے بعد اور اضافے کیے گئے اور اس کا نام و شان تک مثاد گیا۔

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے پھر کسی دوسرے پر حملہ آور ہونا اپنے گھر سے بے خبری کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ یا شائد ”پیغام صلح“ کے مضمون نویس کو نور الدین کی زندگی کے احوال یاد رہ گئے ہوں، جنہیں وہ حضرت مولانا محمد حسین بیالوی علیہ الرحمۃ کے حالات سمجھتا رہا ہو، وگرنہ ذلت و رسائی کی موت نور الدین کے مقدار ہوئی نہ کہ مولانا بیالوی کے اور پھر موت کے بعد جاہیاں اور نامزادیاں نور الدین کو نصیب ہوئیں کہ مرتضیٰوں کے بقول ”بعچے بھی انہوں نے مروائے

جن کی خاطر اس نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ عزت کی موت کو بھی تج دیا تھا اور یہ رسوائیاں صرف اسی کا مقدر نہیں بنتی بلکہ اس کا مقدر بھی جس کی خاطر اس نے اپنا ایمان اور مذہب تک قربان کر دیا تھا کہ خدا نے جبار و قمار نے اس پر اس دنیا میں ہی انواع و اقسام کی بیماریاں اور عذاب نازل کیے اور موت سے پہلے ہی رسوائیاں اور ذلتیں اس پر مسلط کر دی گئیں:

”دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور آخر عمر تک شل رہا“ کہ اس ہاتھ سے پانی تک اٹھا کرنہ پیدا جاسکتا“ (۳)

”دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوا“ (۴)

”آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو“ (۵)

”حافظ اس قدر خراب کہ بیان نہیں ہو سکتا“ (۶)

”دوران سر اور برو اطراف کی اس قدر تکلیف کہ موت سے تین برس پہلے تک اور اس سے پہلے بھی متعدد سال رمضان کے روزے ہند رکھے“ (۷)

”اور کبھی دورے اس قدر سخت پڑتے کہ ناغوں کو باندھ دیا جاتا“ (۸)

”اور کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی کہ چینیں نکل جاتیں“ (۹)

”اور اس کے علاوہ زیابیس اور شیخ قلب اور دق کی بیماری اور حالت

۳۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ اول، مصنفہ مرزا بشیر احمد فرزند مرزا قربان۔

۴۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ دو مم، ص ۱۳۵

۵۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ دو مم، ص ۷۷

۶۔ ”مکتوبات احمدیہ“ ج ۵، ص ۲۱

۷۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ اول، ص ۵۱

۸۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ اول، ص ۲۲

۹۔ ”سیرۃ المسدی“ حصہ اول، ص ۳۱

مردمی کا لعدم اور دل دماغ اور جسم نہایت کمزور" (۱۰)
 "اور پھر ان سب پر مستزادہ مالیجوں اور مراق کا موزی مرض" (۱۱)
 "اور ہستیا بھی" (۱۲)

اور پھر خدا منتقم و شدید العقاب نے روانے نبوت کے سرقہ کے جرم کی پاداش میں
 اس طرح رسوا اور ذلیل کیا کہ:

"قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے
 ضعف ہو جاتا ہے" (۱۳)

"اور اس وجہ سے رات کو مٹی کا برتن پاس ہی رکھ لیا جاتا اور اس میں
 پیشاب کر کے خود ہی مرتزقا دیانی پیشاب کے برتن کو صاف کرتا" (۱۴)
 اور آخر کار موت نے اس کی تمام ذلتیں اور رسوا یوں پر مر تصدیق ثبت
 کر دی، چنانچہ مرتزقا دیان کے اپنے الفاظ جو اس نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ
 رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مبارکہ میں لکھے خود اس کی ذلت آمیز اور رسوا کن موت
 پر زبردست گواہ ہیں، وہ لکھتا ہے کہ:

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے
 پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں
 گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور
 آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد و شمنوں کی زندگی میں ناکام
 ہلاک ہو جاتا ہے" (۱۵)

- نزول الحسین، ص ۲۰۹، مصنفہ مرتزقا دیانی۔

- "سیرۃ المدی" حصہ دوئم، ص ۵۵

- ریویو قادیانی اگست ۱۹۲۶ء

- فہیمہ برائین احمدیہ، ج ۵، ص ۲۰۱

- "الفضل" مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۰ء، تبلیغ رسالت، ج ۱۰، ص ۲۰

اور وہی ہوا، کہ اس کے صرف ایک سال اور ایک ماہ بعد مرزا قادریانی ذات و حضرت کے ساتھ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ ایسے دشمنوں کی زندگی میں اس بڑی مرض میں مبتلا رہ کر مر گئے جسے پیغہ کہتے ہیں اور اس رسولی کا نقشہ بھی خود اس کے بیٹے نے کھینچا ہے جو اسے مرض موت میں لاحق ہوئی، وہ اپنی والدہ کے حوالے سے لکھتا ہے:

”پہلے ایک پاخانہ آیا اور اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے، اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دیاتی رہی، مگر ضعف بہت ہو گیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک اور تھی آئی۔ جب آپ تھے سے فارغ ہو کر لینے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے، اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے مکرایا اور حالت دگر گوں ہو گئی“ (۱۶)

اور پھر اسی پیغام صلح میں شائع ہوا کہ:

”بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت کے وقت ان کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا“ (۱۷)

اب بتلائیے کہ رسولی اور ذات کی موت کون مرا؟ مرزا تی نور الدین بھیروی، مرزا غلام احمد قادریانی یا حضرت مولانا محمد حسین بیالوی علیہ الرحمۃ؟ اس لئے ہم نے کہا تھا کہ جو لوگ مرزا قادریانی کے مخالفین پر اس قسم کے گھشا، بے بنیاد اور جھوٹے الزام تراش کر اپنے حواریوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھیوں کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی ذاتوں اور رسولوں کو ان لوگوں کے سامنے بے نقاب

کیا جائے جو پہلے اس سے بے خبر ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ مختصر تحریر جو ہنوز تھنہ ہے، ان لوگوں کے لئے
نکرو عترت کے کافی سامان مہیا کر دے گی۔

(بحوالہ الاعتصام، ۲۷ جون ۱۹۶۸ء)

مرزا غلام احمد کا دعویٰ

مرزا یوسف کی لاہوری پارٹی کے امیر صدر الدین صاحب کا ایک بیان مرزا یٰ
ترجمان "پیغام صلح" مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے
اپنے اور اپنی جماعت کے عقائد بیان کیے ہیں کہ:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس بات پر مکرم یقین رکھتی ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور جو شخص حضور کو
خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو وارث
اسلام سے خارج قرار دیتی ہے، اور جو شخص حضور کے بعد دعویٰ نبوت
کرے اس کو لعنتی گردانتی ہے"

اور آگے چل کر کہتے ہیں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مرزا غلام
احمد رئیس قادریان موجودہ دور کے مجدد ہیں" (۱)

اس بات سے قطع نظر کہ لاہوری مرزا یوسف کے اصل عقائد کیا ہیں اور
جتاب صدر الدین صاحب کے اس بیان میں کس قدر واقعیت اور حقیقت ہے؟
ہم اس وقت صرف یہ پوچھنے کی جمارت کریں گے کہ اگر واقعی لاہوری مرزا یوسف
کے بھی عقائد ہیں جن کا اظہار اس لیے چوڑے بیان میں کیا گیا ہے تو پھر ان کی
مرزا غلام احمد سے نسبت کیا معنی رکھتی ہے؟ جب کہ ان کے مذکورہ قول کے
مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا لعنتی ہے اور
مرزا قادریانی بہانگ دال اپنی نبوت کا اعلان کر رہے ہیں، وہ اپنی کتاب "حقیقتہ
الوجی" میں لکھتے ہیں:

۱۔ مرزا یٰ پرچہ "پیغام صلح" شمارہ نمبر ۲۲، ۲۳، جلد ۵۶ - مورخہ ۱۲ جون ۱۹۶۸ء

”اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور
دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں“ (۲)

ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے رفتراز ہیں:
ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک بُرگزیدہ رسول کو قول نہ کیا، مبارک
ہے وہ جس نے مجھ کو پوچھانا، میں خدا کی سب را ہوں سے آخری را ہوں
اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو
مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے“ (۳)
اور پھر ان سب سے بڑھ کر:

”پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا
کی طرف سے پاکر پھیشم خود دیکھ چکا ہوں، کہ صاف طور پر پوری
ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا
ہوں اور جب کہ خود خدا نے یہ نام میرے رکھے ہیں، تو میں کیونکر رد
کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں“ (۴)

صدر الدین صاحب اور ان کی جماعت بغور نہیں کہ مرزا غلام احمد کیا کہہ رہے
ہیں:

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کھتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور
اسی نے مجھے موعد کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تقدیق کے
لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تمیں لاکھ تک پہنچتے ہیں“ (۵)

۲۔ ”حیثیت الوجی“ ص ۳۹، مصنفہ مرزا غلام احمد

۳۔ ”کشی نوح“ ص ۵۶، مصنفہ مرزا قابوی

۴۔ ”ایک غلطی کا ازالہ“ مصنفہ مرزا قابوی

۵۔ ”تمہ حیثیت الوجی“ ص ۷۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادری

اور اسی کتاب میں آئے چل کر لکھتے ہیں :

”خدا نے ہزار ہائی انوں میں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر جن کے دلوں پر میری ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے“ (۶)

اور اپنی ایک دوسری کتاب میں اسی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں :

”اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان و کھلانے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے“ (۷)

کیا ان عبارات سے صدر الدین صاحب اور ان کی جماعت کو معلوم ہوا کہ مرزا قادریانی کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ان کے بیان کے مطابق کیا ٹھہرतے ہیں؟ اور اگر اب بھی انہیں مرزا کے دعویٰ کا علم نہ ہوا ہو تو وہ اپنے علم میں اضافہ کریں گے مرزا قادریانی نے خود تحریر کیا ہے :

”چا خدا وہی ہے جس نے قادریان میں اپنا رسول بھیجا۔ تیسرا بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گوستبرس تک رہے، قادریان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت نہ گا، ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“ (۸)

اور اسی وجہ سے اپنے آخری ایام میں مرزا غلام احمد نے لاہور کے اخبار عام کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے واشکاف الفاظ میں اس بات کا دعویٰ کیا کہ

۶۔ ”تتمہ حقیقتہ الوجی“ ص ۴۲۸۔

۷۔ ”چشمہ معرفت“ ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

۸۔ ”دافتہ البلاء“ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی

وہ نبی ہیں، ان کے اپنے الفاظ ہیں:

”اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں“ (۹)

اور اپنے اخبار ”بدر“ میں بھی اس بات کا اظہار کیا کہ:

”میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کتنی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو“ (۱۰)

ان واضح اور صاف دلائل کے ہوتے ہوئے لاہوری مرزا یوں کے امیر کا یہ کہنا کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے اور حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی سمجھتے ہیں کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر وہ واقعی صدق دل سے خاتم النبیین محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور آخری رسول سمجھتے ہیں اور آپؐ کے بعد مدعا نبوت کو کذاب اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر ان کی مرزا غلام احمد کے بارے میں کیا رائے ہے؟ جب کہ ہم خود اس کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ نہ صرف مدعا نبوت ہے بلکہ اس بات کا بھی دعویٰ رکھتا ہے کہ جس قدر نشانات اس کی نبوت کے اثبات کے لئے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر کسی اور نبی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے، بلکہ وہ تو یہاں تک کہہ گیا ہے کہ:

”خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلانے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم

۹۔ مرزا غلام احمد کا خط، مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء ہام اخبار ”عام“ لاہور۔ منقول از قادریانی
نہجہ ۱۸۲

۱۰۔ اعلان مرزا غلام احمد قادریانی، مندرجہ اخبار ”بدر“ قادریان مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء

کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے” (۱۱)

کیا مرزا غلام احمد قادریانی اپنی ان عبارات اور اپنے ان دعاویٰ کی بناء پر
جناب صدر الدین صاحب کے بیان کے مطابق لعنتی قرار نہیں پاتے؟ اور اگر
نہیں پاتے تو کیوں؟ جب کہ صدر الدین صاحب اپنے بیان میں بغیر کسی استثناء
کے حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنتی گروان چکے ہیں؟
اور اگر مرزا قادریانی ملعون ٹھہرتے ہیں تو کیا ایک ملعون شخص مجدد ہو سکتا ہے؟
یا اسے مجدد مانا جاسکتا ہے؟ امید ہے کہ لاہوری مرزا یوسف کے امیریا ان کے اخبار
کے مدیر اخلاقی جرات کا ثبوت دیتے ہوئے اس بارہ میں اپنی پوزیشن کو صاف
کریں گے۔

یہ الگ بات ہے کہ اندر وہ خانہ خود لاہوری مرزا ای بھی مرزا غلام احمد کو نبی
مانتے اور تسلیم کرتے ہیں اور صرف ریوہ والوں سے بڑائی اور لوگوں کو دھوکہ
دینے کی خاطر انہوں نے یہ لبادہ اوڑھ رکھا ہے، وگرنہ خود ”پیغام صلح“ میں مرزا
قداریانی کو صحیح موعود اور علیہ السلام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ ”پیغام
صلح“ کے اسی شمارہ میں ایک لفظ چھپی ہے، جس پر لکھا ہوا ہے ”از حضرت صحیح
موعود۔ علیہ السلام“

اور صحیح موعود کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد کا یہ عقیدہ ہے کہ
”صحیح موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ
نبی اللہ ہو گا“ (۱۲)

یخادعون اللہ والذین امنوا و ما یخدعون الا انفسہم و ما یشعرون۔
(بحوالہ الاعتصام ۲۸۔ جون ۱۹۶۸ء)

۱۱۔ ”چشمہ معرفت“ ص ۳۷۱، مصنفہ مرزا غلام احمد

۱۲۔ ”ازالہ اوہام“ ص ۶۷، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

مرزا غلام احمد اور لاہوری مرزاٹی

لاہور کے مرزاٹی پرچے "پیغام صلح" نے اپنی دو اشاعتیں، موزخہ ۳۔ جولائی میں ہمارے اس مقالہ افتتاحی کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، جس میں ہم نے لاہوری جماعت کے امیر کا ایک بیان نقل کیا تھا، کہ ان کے نزدیک: "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا لعنی ہے" اور اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ: "ہم مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے ہیں"

ہم نے اس پر عرض کیا تھا کہ ایک طرف تو آپ سید الاولین والاخرين، خاتم النبیین والرسلین، رسول اللہ الصادق الامین کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو لعنی گردانتے ہیں، اور پھر اسی کو مجدد مانتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم نے مرزا غلام احمد کی اپنی عبارات پیش کی تھیں جس میں انہوں نے صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ اپنے دعویٰ پر بکار مصروف بھی ہیں اور دوسروں کو اس کے قبول کرنے پر زور بھی دیتے ہیں۔

لیکن "پیغام صلح" کے مدیر اور اس کے خطیب خواہ خواہ لوگوں کو بتائے فریب رکھنے کے لئے اس بات کی تردید کر رہے ہیں، کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اور جن عبارات میں دعویٰ نبوت کا ذکر ہے، وہاں نبوت سے حقیقی نبوت نہیں، بلکہ مجازی نبوت مراوہ ہے اور کہیں ہماری پیش کردہ عبارت "اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور تمام دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (۱)

کی توجیہ و تاویل میں اس طرح اپنی بوکھلاہٹ کا اظہار کیا کہ:
 ”اس فقرہ میں بھی نبی کا نام پانے کا ہی ذکر ہے منصب نبوت پر فائز
 ہونے کا نہیں“ (۲)

پتہ نہیں ”پیغام صلح“ اس عبارت سے کون سی گستاخی کو سمجھانا چاہتا ہے کہ
 مرزا غلام احمد نے نبی کا نام پایا ہے اور منصب نبوت پر فائز نہیں ہوا۔ نبی نام بھی
 رکھا گیا اور پوری امت میں سے اس کے لئے مخصوص بھی کیا گیا، لیکن نبوت
 نہیں ملی؟ اس تضاد بیانی کے کیا کہنے! خداوند عالم نے خوب فرمایا ہے:

”لو کان من عند خیر اللہ لوجودوا فیدا اختلافاً كثيراً“

اصل میں لاہوری مرزا کی خواہ مخواہ تکلف برتنے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی
 نہیں تھے اور ان کا مانتا ضروری اور فرض نہیں ہے، اور اس مقصد کے حصول
 کے لئے دوراز کار تاویلیں ملاش کرتے ہیں، حالانکہ معاملہ بالکل واضح اور صاف
 ہے اور خود یہ بھی اندر سے اس بات کو مانتے ہیں، لیکن صرف اس بات کی وجہ
 سے کہ ان کے سربراہ اور موسس (مولوی محمد علی) کو مرزا بشیر الدین محمود وغیرہ
 نے بد دیانتی اور خیانت کے الزام میں قادیانی سے نکال دیا تھا۔ اس کے انتقام
 میں انہوں نے مرزا بشیر الدین کے باپ مرزا غلام احمد کی نبوت کا قولہ ”انکار دیا
 یعنی بیٹی کا انتقام باپ سے لیا۔ حالانکہ یہ خود اس حقیقت کے مخترف تھے اور
 ہیں کہ مرزا مدی نبوت تھے اور مرزا ہمیں کا سوا واعظم انہیں نبی مانتا اور جانتا اور
 کہتا ہے یعنی گروہ ہانی جس کی قیادت پہلے قادیان اور اب ریوہ کرتا ہے۔ مرزا
 غلام احمد کو دل اور زبان دونوں سے نبی جانتا ہے اور کہتا ہے اور گروہ اول جس
 کے قائد پہلے مولوی محمد علی اور اب صدر الدین صاحب ہیں۔ مرزا کو دل سے نبی
 جانتے ہیں لیکن زبان سے انکار کرتے ہیں، گویا گروہ اول اس بارہ میں نفاق کا

شکار ہے اور گروہ ثانی اس بارہ میں تخلص - اور یہ بات ہم بلا تحقیق نہیں بلکہ ولائل و برائین سے کہتے ہیں۔ چنانچہ دیکھیے لاہوری مرزا یوں کے امیر اول محمد علی کس طرح مرزا غلام احمد کی نبوت کے اقراری ہیں، وہ لکھتے ہیں:

”ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا، اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قاریانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا“^(۳)

اور دیکھیے کہ اس سے بھی زیادہ واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں:

”اس آخری زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے، اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مائز کرے گا اور اس کا نام صحیح معلوم ہو گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔“^(۴)

اور

”ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے، دو باتوں پر زور دیا ہے، اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لا سکیں اور دوسرایہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کو من جانب اللہ ہونے کو تسلیم کر لیں..... بعینہ اس قدم سنت الہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا“^(۵)

یہ ہے ”پیغام صلح“ کے موسس اور لاہوری مرزا یوں کے قائد امیر محمد علی صاحب کا حقیقی حقیقتہ جسے بعد میں انتقاماً اور نفاقاً چھپانا شروع کر دیا اگرچہ خفیتہ“ اس کو مانتے رہے اور ”پیغام صلح“ بھی اب تک مانتا ہے، جیسا کہ ہم نے اپنے

۳۔ ”ریویو آف ریلیجنز“ جلد ۵، نمبر ۲، ص ۳۶۳

۴۔ ”ریویو آف ریلیجنز“ جلد نمبر ۲، ص ۳۶۵

سابقہ مقالہ میں ذکر کیا تھا کہ خود "پیغام صلح" میں مرزا غلام احمد کو صحیح موعد علیہ السلام کے لقب و خطاب سے یاد کیا جاتا ہے، اور مرزا غلام احمد نے تصریح بھی کر دی ہے کہ صحیح موعد نبی ہو گا۔ (۵)

اور اس سے بھی زیادہ کھل کر لکھتے ہیں:

"اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی صحیح موعد کا نام نبی رکھا گیا، اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر ہلاڑ اس کو کس نام سے پکارا جاتا؟ (ایمیٹر "پیغام صلح" ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ مرزا غلام احمد کس طرح ان کے جھوٹ اور تاویلوں کے تاریخ پوچھیرتے ہیں، جس کے نام پر انہوں نے دھوکے کی چادر بن رکھی ہے، وہ آگے چل کر کہتے ہیں) "تو پھر تاڑ اس کو کس نام سے پکارا جائے، اگر اس کا نام محدث رکھا جائے (یاد رہے کہ "پیغام صلح" نے نبی کے معنی محدث لیے ہیں) (۶) تو میں کہتا ہوں کہ محدث کے معنی کسی لفظ کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار غیب ہیں" (۷)

آپ ہلاکیں کہ ہم ہلاکیں کیا؟

(بحوالہ "الاعتصام" ۲۶ جولائی ۱۹۶۸ء)

۵۔ حقیقت الوعی، ص ۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۶۔ پیغام صلح ۱۰ جولائی

۷۔ "تریکٹ ایک غلطی کا ازالہ" مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی

○ ہم نے گذشتہ شاہد میں مرزا ای پرچے "پیغام صلح" کا جواب دیتے ہوئے خود لاہوری مرزا یوں کے موسس اول: مولوی محمد علی صاحب، اور مرزا غلام احمد قادریانی کی عبارات پیش کی تھیں کہ اول الذکر، ثانی الذکر، کو عرصہ دراز تک رسول مانتے رہے اور ثانی الذکر نے واشگٹن الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا، اور اس پر آخر تک مصروف ہے، اس لئے "پیغام صلح" کے مدیر و خطیب کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت نہیں کیا، بلکہ مجددت، ملکیت اور مددویت کا دعویٰ کیا ہے، حقائق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور اس پر تو مدعیٰ ست اور گواہ چست والی مثال صادق آتی ہے، کہ مدعیٰ تو اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہے اور گواہ خواہ مخواہ لوگوں کے سامنے لفظوں کے ہیر پھیر سے مدعیٰ کی برات کے لیے ٹکلف و تکلیف میں بٹلا ہوا چاہتا ہے، حالانکہ جیسا کہ ہم نے کسی گذشتہ شاہد میں لکھا تھا، کہ خود لاہوری مرزا غلام احمد کو "مسیح موعود علیہ السلام" لکھتے اور کہتے ہیں اور مسیح کے بارہ میں مرزا قادریانی نے یہ تصریح کر دی ہے کہ مسیح موعود نبی ہو گا اور ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا" (۲)

اور:

"آنے والا عیسیٰ باوجود امتی ہونے کے نبی بھی کھلانے گا" (۳) اور "تتمہ حقیقتہ الوجی" میں آیت و ما کنا معدیین حتی نبعث رسولا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ "حقیقت الوجی" ص ۲۹ ۲۔ "نزول المسیح" ص ۲۸

۳۔ "براہین احمدیہ" حصہ پنجم، ص ۱۸۲

”آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور
وہی صحیح موعود ہے“ (۲)

اور اس کے تین صفحے بعد رقطراز ہیں:

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کھتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے،
اور اسی نے مجھے صحیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اسی نے میری
تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں“ (۵)

لاہوری مرزا یوں کے خطیب توجہ فرمائیں کہ ان کے اور ان کے مقتداء
کے الفاظ و عبارات میں کس قدر تضاد اور تناقض ہے کہ وہ سیمیت کو ملکیت
اور مجددیت کے معنوں میں لے کر اس سے نبوت کی نفی کرتے ہیں جس کے نام
پر یہ کھیل کھیلا جاتا ہے وہ خود یوں کہتے ہیں کہ وہ قرآن حکیم میں ”لغن فی الصور“
جو فرمایا گیا ہے:

”اس جگہ صور کے لفظ سے مراد صحیح موعود ہے، کیونکہ خدا کے
نبی صور ہوتے ہیں“ (۶)

”اور اس فیصلہ کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے
گا! وہ قرنا کیا ہے؟ اس کا نام نبی ہو گا“ (۷)

اور یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جتنے حوالہ جات ہم نے نقل کیے ہیں یہ سب
کے سب ۱۹۰۴ء کے بعد کے ہیں، جب کہ مرزا غلام احمد لوگوں کو اپنے دام تزویر
میں پھنسا چکے تھے اور مجددیت و مجددیت کے تدریجی مقالمات بڑی چالاکی
چاکدکتی سے طے کر کے نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کا اعلان کر چکے تھے اور صاف

۳۔ ”تمہرے حقیقتہ الوجی“ ص ۶۵ ۵۔ ایضاً ص ۶۸

۶۔ چشمہ معرفت، ص ۷۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی ۷۔ ایضاً ص ۳۱۸

الفاظ میں کہے چکے تھے:

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“

ان سب دلائل کے ہوتے ہوئے نہ جانے لا ہوری مرزاں کیوں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ معلوم احمد یہ بلڈنگ کے خطیب کیوں اس خوش فہمی میں بٹلا ہیں کہ وہ اپنے خطبوں میں اپنی پارٹی کو اکسار ہے ہیں کہ:

”ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے صحیح مقام کو وسیع تربیادوں اور عظیم ترپو گرام کے تحت لوگوں کو روشناس کرایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ حضرت صاحب (مرزا) نے جو دعویٰ کیا ہے وہ چودھویں صدی کے ماموروں مجدد ہونے کا ہی ہے“ (۸)

حالانکہ اس تکلف کی قطعی ضرورت نہیں، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اپنے اندر کوئی اخفا اور اغماض نہیں رکھتا، رہ گئی بات مدیر ”پیغام صلح“ کے اصطلاحات کی، تو حضور! اصطلاح اسے نہیں کہتے ہے آپ گھر بیٹھ کر گھر لیں اور اسے نبوت اور نبی کے معنی سمجھنے کے لیے جست قرار دیں۔ اگر نبی اور نبوت کی اصطلاح معلوم کرنی ہے تو امت مسلمہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیجیئے کہ ان کے نزدیک نبی اور نبوت کی اصلاح کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے یا پھر اپنے مقتداء کی بات ہی کو مان لجئے

”میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو، اس لیے خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے“ (۹)

۸۔ مرزاں اخبار ”بدر“ ۵ مارچ ۱۹۶۸ء

۹۔ ”پیغام صلح“ ۲۳ جولائی ۱۹۶۸ء ۱۰۔ ”تجالیات ایہہ ص ۲۶

دیکھئے! خود آپ کے پیشوں نے آپ کی قلعی کھول کر رکھ دی، اصطلاح بھی بیان کروی اور خود کو اس اصطلاح کے بہوجب نبی بھی قرار دے دیا۔ جائیے اور جا کے اپنے امیر صدر الدین صاحب سے کہئے کہ انہوں نے حضور اکرم سید المرسلین، خاتم النبیین کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کیوں لعنتی قرار دیا؟ جب کہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی کہتے ہیں:

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“ (۱)

اس گھر کو ٹوک ٹکنی گھر کے چراغ سے

ہم پر آپ کی خنکی بالکل ناروا اور نامناسب ہے کیونکہ ہم نے تو آپ کو نہیں کہا، آپ اپنے پرچہ میں اپنے امام و راہنماء کو گالیاں دیں، اس کے بیٹوں کو دائرة اسلام سے خارج قرار دیں اور اس کو ماننے والی اپنے سے نبٹا بڑی جماعت کو بے دین شمار کریں۔ یہ تو خود آپ کی وساطت سے اور آپ کے امیر کی جانب سے ہوا ہے چنانچہ یہ ہے آپ کے امیر کا بیان آپ کے پرچہ میں:

”احمد یہ الجمیں اشاعت اسلام لا ہو ر اس بات پر حکم یقین رکھتی ہے کہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا اس کو بے دین سمجھتی ہے اور اس کو دائرة اسلام سے خارج قرار دیتی ہے اور جو شخص حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرے، اس کو لعنتی گردانی ہے“ (۲)

ویسے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے

دور گنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسرِ موم ہو یا سنگ ہو جا!

(بحوالہ الاعتصام ۲۔ ۱۹۷۸ء)

مرزاںی اکابر "الفرقان" کے نام

اس دفعہ کا مرزاںی مہنامہ "الفرقان" ریوہ دیکھا تو اس کی فرست میں مدیر "الاعظام" کا نام دیکھ کر خشمگاہ کہ صاحب -

بجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملانہ دیا ہو شراب میں !

اور اق پڑے تو دیکھا کہ مدیر "الفرقان" نے اپنے مذہب اور بانیان مذہب کی دیرینہ روایات پر عمل کرتے ہوئے دو بھائیوں (۱) مدیر "الاعظام" اور مدیر "المبیر" کے باہمی اختلاف مگر اور اختلاف رائے کو اچھال کر اپنی مقصد براری کی کوشش کی ہے -

ہم نے بانیان مذہب لفظ جمع کو قصدا استعمال کیا ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک مرزاںیت بے چارے اکیلے مرزا غلام احمد ایسے بیمار آدمی کی تھا کوششوں اور کاؤشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک پورے غدار، خائن اور مسلم دشمن خانوادے اور ٹولے کی غداری، خیانت اور اسلام دشمنی کا شہرو ہے جس کی تتم پاشی آئیاری اور افراد ائمہ اسلامیوں سے پڑے ہوئے صلیبی عیسائیوں اور شیعوں کے پیاریوں نے کی ہے -

اور اس بات کے ثبوت کے لیے مرزا غلام احمد نے اپنے اعتراضات اور علامہ اقبال کی تردید اور مرزاںیت کی تائید میں پنڈت جواہر لال نسرو کے مضامین اور ڈاکٹر شخندر واس کا ۲۳ اپریل کے اخبار "بندے ماترم" میں شائع شدہ مضامون کافی بڑی شہادت ہیں -

اس مسئلے میں ہم تفصیل میں جائے بغیر مرزا غلام احمد کے اپنے دو تین اقرار نامے

ضرور نقل کرنا چاہتے ہیں، وہ اپنی ایک درخواست میں جو انگریز لٹیشن گورنمنٹ گورنر کو ارسال کی گئی تھی، کرتا ہے:

”میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیرخواہ ہے۔ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفاوار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی ہے۔“ ”میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد و احسانات کو لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں پر جاویں“ (۲)

اور میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتنے گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفاوار اور خیرخواہ آؤی تھا۔ (۱۸۵۷ء میں جب مسلمان انگریز سے اپنی آخری موت و زیست کی لڑائی لڑ رہے تھے انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مددی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر میں زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے) پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی، مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا“ (۳)

۲۔ درخواست بکھور نواب لٹیشن گورنر زبادر وام اقبالہ مختار خاکسار غلام احمد از قادریان، مورخ ۲۳ فروری ۱۹۰۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد هفتم، ص ۸۸ تا ۹۰، مرتبہ میر قاسم علی قادریان

۳۔ ”کتاب البریہ“ ص ۳، مصنفہ مرزا غلام احمد۔

اور اپنے گرامی مرتب خاندان کی خدمات جلیلہ برائے سرکار انگریزی گنانے
کے بعد اپنا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں!

”میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک مثالی خدمت میں
مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہ گورنمنٹ عالیہ کی بھی
سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں
نے بیسیوں کتابیں عربی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی
ہیں کہ اس گورنمنٹ محسن سے ہرگز جماد درست نہیں بلکہ سچے دل
سے اس کی اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اور جو لوگ
میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی
جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی پچی خیر خواہی سے لباب ہیں
— اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں
اور گورنمنٹ کے دلی جاندار“ (۲)

کیا مدیر ”الفرقان“ مرزا سیت کے بارے میں بھی مدیر ”الاعتصام“ کی اس
گواہی کو، جو خود ان کے مقداء کی اپنی تحریرات سے آراستہ دویراستہ اور تائید یافتہ
ہے، اپنے پچھے میں درج کرنے کی جرأت کریں گے۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے

صاحب کو دل دینے پہ کتنا غور تھا!

اور اگر مدیر ”الاعتصام“ کی مسلمان ہونے کے ناطے مدیر ”المنبر“ کے بارہ میں
گواہی نقل کی جاسکتی ہے تو خان احمد دین قادریانی کی مرزاںی بھوکی گواہی، مرزاںی،
خلیفہ میاں بشیر الدین محمود کے بارے میں کیوں نقل نہیں کی جاسکتی جس میں اس

۲۔ عرضہ بعالیٰ خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی مخالف مرزا غلام احمد قادریانی، مندرجہ ”تبیخ
رسالت“ جلد ۶، ص ۶۵

مظلومہ و بے کس و بے بس نے مرزا محمود پر عصمت دری کا الزام لگایا تھا اور پھر مدیر "الفرقان" کا میاں فخر الدین مرزا میلانی کی شادوت کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جسے اس نے مرزا بشیر الدین محمود کے بارہ میں مرزا مہاشہ محمد عمر کے حضور ثبت کروایا تھا کہ مرزا محمود کو تحریک جدید کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لوگوں کو تلاش کرتا پڑتا تھا اور اب لڑکے جمع شدہ مل جاتے ہیں" (۵)

اور اگر گواہی کی بات چل لگی ہے تو میاں محمود کے بارہ میں عبدالرحمٰن مصری قادریانی، مستری عبدالکریم قادریانی، حکیم عبد العزیز قادریانی، محمد علی امیر جماعت لاہوری مرزا میلانی، عمر الدین شملوی، راحت ملک اور سماۃ سلمی ابو بکر اور دیگر لاعداد مرزا میلانی لوگوں اور مردوں عورتوں کی گواہیاں کیوں "الفرقان" کے صفحات کی نیت و نیت نہیں بنائی جاتیں جو آپ کے دوسرے خلیفہ راشد اور نبی ہندی کے بیٹے کی زندگی کے بہت سے رخوں کی نقاب کشا کی کرتے ہیں؟

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے

پہنچنے پوچھئے اپنی جیں سے

اور اگر مدیر "الفرقان" کو گواہیاں شائع کرنے کا بڑا ہی شوق ہو تو انہیں بشیر الدین کے ابا اور اپنے "متع موعود" کے بارہ میں بھی مرزا میلانی حلقوں سے کافی گواہیاں مل سکتی ہیں۔ پہلی گواہی خود "متع موعود" کی اپنے ہی بارہ میں ہے، وہ اپنے ایک مرید محمد حسین کو لکھتے ہیں:

معبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹاکنگ وائن کی پلو مرکی دکان سے خرید دیں مگر

ٹاک وائے چاہئے، اس کا لحاظ رہے، باقی خبریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ (۶)

اور ٹاک وائے کے متعلق دکان پو مر سے پوچھا گیا کہ چیست؟
تو جواب ملا: ٹاک وائے ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی
شراب ہے جو ولایت سے سرپنڈ بولوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸
روپے ہے” (۷)

اور دوسری گواہی خود مرزا بشیر الدین کی اپنے ”ابا مسح افیونی“ کے بارہ میں ہے
”افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت
مسح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف
طب ہے۔ حضرت مسح موعود علیہ السلام نے تریاق الہی دو اخذ اتعالیٰ کی
ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا
کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (نور الدین) کو
حضور (مرزا) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے۔ اور خود بھی وقت ”فوقا“
مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے“ (۸)

اور اب ذرا مرزا بیت کے ”مبلغ اعظم“ خواجہ کمال الدین کی شادوت بھی قلبند کر
لیجئے:

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی
اختیار کرنی چاہیے، کہ وہ کم اور خلک کھاتے اور خشن پہنچتے تھے اور

۶۔ خطوط امام، ص ۵، مجموعہ مکتبات مرزا ہمام محمد حسین قریشی۔

۷۔ (۱۹۳۳ء) مقتول از سوادائے مرزا صفحہ ۳۹۔

۸۔ (مضامون از مرزا بشیر الدین محمود مدرسہ مدرج اخبار الفضل، جلد ۱، نمبر ۲، سوراخ ۱۹، جولائی ۱۹۷۹ء)

باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچایا کرتے تھے اور پھر قادیانی صحیح تھے، لیکن جب ہماری ^{بسم اللہ الرحمن الرحيم} خود قادیان گئیں، وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آگر ہمارے سرچندہ کر گئیں کہ تم جھوٹے ہو، ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انگیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے، جس قدر آرام کی زندگی اور تیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں، حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے (۹)

اور لد عیانہ کا ایک مرزا لی یوں نوحہ کنال ہے:

”جماعت مقروض ہو کر اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجنی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ (غلام احمد کی بیوی) کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے“ (۱۰) اور جناب محمد علی مفسر مرزا بیت کی اپنے ”سچ موعود“ کے بارہ میں گواہی کیا ہے وہ بھی قابل اشاعت ہے:

حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے اپنی وفات سے پہلے، جس دن وفات ہوئی، اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کماکہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مجھ پر بد ظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں، ان کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا (داحستا) ورنہ انعام اچھانہ ہوگا (کس کا؟ اپنا؟ واقعی اچھانہ ہوا)

۹۔ ”کشف الاختلاف“ ص ۳۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی

۱۰۔ اخبار ”الفضل“ قادیان، جلد ۶، ص ۳۰۰، مورخ ۳۱ نومبر ۱۹۳۸ء

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے، لنگر کا خرج تو تھوڑا سا ہوتا ہے، باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کمال جاتا ہے اور گھروں میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں، ان کو روپیہ سے کیا تعلق؟ (۱۱)

اور آخر میں کیا مدیر "الفرقان" ریوہ ایک بہت بڑے مرزاٹی کی شادت کو بھی اپنے سو قرپچے میں شائع کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے، کہ مرزا غلام احمد سردیوں کی ہلکھلتی ہوئی تاریک راتوں میں غیر محروم عورتوں سے اپنی نائلکیں دبوایا کرتے تھے؟ اور اگر ضرورت محسوس کریں تو اس کا نام اور پیدا بھی بتایا جاسکتا ہے

اتی نہ بیھا پاکی دامن کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھے ذرا بند قبا دیکھے
ہم بارہا حکومت کو "الاعتصام" کے ان کالموں میں اس بات سے آگاہ کر چکے ہیں
کہ:

"انگریز نے مرزاٹیت کو بر صغير پاک و بند نہیں وجود ہی اس لئے بخشا
تھا کہ یہ اسلامیان بر صغير کے اندر انتشار و افتراق کے نیچ بوسیں اور یہ
آج تک اپنے آقليان ولی نعمت کی تربیت امور ہدایت کے مطابق اس
فریضہ شر کو انجام دے رہے ہیں اور اگر اس پر ان کی گرفت کی جائے
تو واپس اور جنح و پکار شروع کر کے حکومت سے مدد و مافعت کی التجاہیں
اور فریادیں شروع کر دیتے ہیں اور اندروں پرده حکومت کے

۱۱۔ (مرزا بشیر کا خط حکیم نور الدین کے نام مندرجہ "حقیقت اختلاف" ص ۵۰ - مصنف محمد علی قادری امیر جماعت لاہوری مرزاٹی)

مختلف شعبوں میں سرگرم عمل مرزاٹی کارندے مسلمانوں کو گزند پہنچانے اور پہنچانے کی جدوجہد میں مشغول ہو جاتے ہیں جس سے پاکستان میں بننے والی عظیم اکثریت مسلمان قوم کے اندر حکومت کے خلاف ناراضگی اور نفرت کے جذبات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہوتا ہے اور ہم پورے یقین و ثقہ سے کہ سکتے ہیں کہ صدر ایوب کی حکومت کے سکھماں کے ڈولنے کی ایک بہت بڑی وجہ ان کی مرزاٹیت نوازی اور ان کے گرو مرزاٹی افسروں کا جھگٹھا بھی ہے۔ آئندہ بننے والی حکومتیں اور آنے والے حکمران شاید اس سے نصیحت حاصل کر سکیں ”

ان فی ذالک لعبرة لا ولی الابصار

(بحوالہ ”الاعظام“ ۲۱ مارچ ۱۹۷۹ء)

پاکستان میں مرزاںی ریاست

حال ہی میں خبر آئی ہے کہ محکمہ اوقاف ان اداروں کو بھی اپنی تحويل میں لینے کے بارہ میں سوچ رہا ہے جو ہنوز اس کے "سامیہ عاطفت" میں نہیں آئے ہیں! اس وقت اس بات سے بحث نہیں کہ محکمہ اوقاف کا یہ اقدم درست ہے یا نہیں، بلکہ ہم اس وقت محکمہ اوقاف کے کارپروپریوٹز سے خصوصاً اور ارباب حکومت پاکستان سے عموماً اس سوال کا جواب چاہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ حکومت اور اس کے قائم کردہ محکمہ اوقاف نے بلا رعایت ہرگز روہ اور ہر فرقے کے دینی اداروں اور مدارس، "مکاتب" مساجد اور ان کی املاک کو تو اپنی تحويل میں لے لیا اور ان کی آمنی پر اپنے پرے بٹھا دیئے لیکن ایک مخصوص مذہب کے تمام ادارے اور اس کی تمام املاک اس حکم سے مستثنی رہیں، اب جبکہ ان اداروں پر قدغن لگانے کے متعلق سوچا جا رہا ہے جن کی اپنی کوئی پر اپنی نہیں اور جن کا تمام بار چند اہل خیر حضرات کے کندھوں پر ہے تب اس مذہب کے ان بے پناہ سرمایہ دار اداروں کے بارے میں کیوں لب کشائی نہیں کی جاتی؟

ہماری مراد ہندوستانی نبی مرزا غلام احمد آنجمنی کی امت اور ان کی جماعت سے ہے جنہوں نے حکومت پاکستان کے اندر رہتے ہوئے ایک الگ حکومت کی تفکیل کر رکھی ہے۔ پاکستان میں بننے والے اس بات پر اضطراب کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان پر تو ملک کے تمام قوانین و ضوابط لاگو ہوں لیکن چند ایسے لوگوں کو ان قوانین و ضوابط سے مستثنی قرار دیا جائے جنہوں نے اپنی عقیدتوں کا مرکز محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بجائے غلام ہندی کو بنارکھا ہے اور جن کے نماں خانہ دل میں پاکستان میں بنتے ہوئے بھی "ہندوستان کی ایک بہتی رچی اور بسی ہوئی ہے، اگر اوقاف بورڈ، اہل حدیث، برلنی، دیوبندی، شیعہ اور دیگر

مسلمان فرقوں کے دینی اور صاحب املاک اداروں پر اپنے پھرے بٹھا سکتا ہے تو مرزائی صاحب جائداد اداروں پر کیوں پھرے نہیں بٹھائے جاتے کہ جن کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ روپے سے زیادہ اور جنہوں نے چنان بے کنارے آباد بستی میں علاقہ حکومتی طرز پر سیکرٹیسٹ تک بنا رکھا ہے اور جس بستی میں مرزائی آفاؤں کی مرضی کے بغیر کوئی شخص کو ٹھہری تک کی تغیر نہیں کر سکتا اور جہاں کے باسی بڑے غمزد مباباٹ سے کہتے ہیں کہ ہماری بستی میں بعض سرکاری دفاتر موجود تو ہیں لیکن ان دفاتر کے سردار ہماری امت کے ہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ان سرکاری دفاتر کی حیثیت عملاً مرزائی اداروں کی ہو کر رہ گئی ہے اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ آئے دن مرزائی اخبارات میں اس نوعیت کے اشتہارات آتے رہتے ہیں کہ ملک کے فلاں شعبہ میں اس قدر اسامیاں خالی ہیں اور فلاں میں اس قدر۔ اس لیے فوری طور پر اپنی درخواستیں ریوہ میں فلاں کے نام ارسال کروی جائیں۔ اس قسم کے اشتہارات کو پڑھ کر ایک عام آدمی فوری طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ریوہ کو درخواستیں لینے کے اختیارات کس نے تفویض کر رکھے ہیں؟ حکومت نے یا ان مرزائی آفیسروں نے جو مختلف شعبوں کے سربراہ ہیں اور پھر آیا ان آفیسروں کو یا ان کے گماشتوں کو قانون پاکستان کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملازمت کی درخواستیں ایک مخصوص غیر مسلم مذہب کے توسط سے طلب کرے، وگرنہ کیا یہ امور حکومت میں مداخلت تو نہیں؟ پاکستان میں بننے والی مسلمان اکثریت کہ (جس نے اور) جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا، اس بات پر بھی بے چینی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انگریزوں کی پوروں، وظیفہ خوار اور جاسوس جماعت کو جو مسلمانوں کو تحریک آزادی (کہ جس کے نتیجہ میں پاکستان ظہور میں آیا) میں شمولیت سے باز رکھتی اور انگریزوں کی ذله خواری پر آمادہ کرتی رہی، اس طرح کی بے جامرات سے نوازا جائے جونہ صرف یہ کہ

عام مسلمانوں کے مقادیت کے منافی ہیں بلکہ خود حکومت پاکستان اور ملک کے قوانین سے نکراتی ہیں۔ اگر مرزا میں اپنے چند گماشتوں کے مل پر من مانی کارروائیاں کر سکتے ہیں تو مسلمان اپنے ملک کے حکام سے، جن کی اکثریت اور پرے لے کر نیچے تک بفضل تعالیٰ مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے، یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کو دی گئی خصوصی مراعات ختم کی جائیں اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ یہ لوگ خصوصی ملکی امور میں مداخلت بے جا کے مردگب تو نہیں ہو رہے؟ نیز ان کو ان تمام قوانین و ضوابط کا پابند کیا جائے جن کی پابندی پاکستان کے عام شریوں پر لازم قرار دی گئی ہے اور ان سرکاری آفیسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے جنہوں نے ان کو اس قسم کی رعایت دینے میں حصہ لیا ہو۔ اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مرزا میں کو کوڑوں روپے کی وقف جائداد کی تحقیقات کر کے انہیں اپنے قبضہ میں لے اور عام مسلمانوں کی بے اطمینانی کو دور کرے۔

(بحوالہ الاعتصام، ۶ جون ۱۹۷۹ء)

مرزا محمود خلیفہ قادیانی

ساقی میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا
پھر آگیا ہوں شدت دوران کو ٹال کے

آج سے تقریباً چار ماہ پہنچنے جو لاکی کے اوائل میں کسی دوست سے روہ کے ایک مرزاکی پرچہ "الفرقان" کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، جس میں اس کے مدیر ابوالعطاء اللہ دہتہ جالندھری نے یا وہ گوئی اور کذب بیانی کے طور پاہنچے ہوئے تھے۔ اس پر اور مرزاکیوں کے دیگر پروپوگنڈے کے مضامین پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور کے شمارہ نمبر ۲۳، پابت ۳ جولائی ۱۹۷۰ء میں ایک اداریہ بنوان "امت مرزاکیہ اور اہل حدیث" رقم کیا جس میں ہم نے لکھا:

"اہل حدیث کا اواریہ"

"روہ اور لاہور کے چند مرزاکی پروپوگنڈے نے کچھ عرصہ سے میدان خالی سمجھ کر اہل حدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کا اچھا خاصا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں "الفرقان" لاہور اور "پیغام صلح" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر پرچہ "پیغام صلح" کو چھوڑ کر کہ لاہوری مرزاکیوں کا ترجمان ہے اور ہم سابق میں دو تین مرتبہ اس کی دریہ دہنیوں کا اچھی طرح نوٹس لے چکے ہیں، پہلے دونوں چیغڑوں کا انداز متانت و شرافت سے بالکل عاری ہوتا ہے۔

"الفرقان" روہ کے مدیر ابوالعطاء اللہ دہتہ جالندھری نے اہل حدیث

کے خلاف یا وہ گوئی کی ابتداء اس وقت کی، جب ہم "الاعصام" کی اور ارت سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ہماری مصروفیات کو ریکھتے ہوئے جھوٹ اور غلط بیانی کا ایک طومار باندھ دیا اور مزیدار بات کہ باوجود ہفتہ وار "اہل حدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" کے تباہات "جاری ہونے کے "الفرقان" دفتر "اہل حدیث" میں ارسال کرنے سے گریز کیا، تا کہ ہم ان کے کذب کو آفکار نہ کر سکیں۔

بچھلے دنوں اچانک ہی "الفرقان" کے چند پرچے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو ہم حیران رہ گئے کہ اس اخبار کا مدیر جو ہمارے سامنے بھیگی لمبی بنا رہا کرتا تھا، ہمارے میدان سے ہٹتے ہی کس طرح شیر بن گیا ہے کہ اسے یہ کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں ہوئی کہ:

"اس نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں شیخ الاسلام، وکیل المسلمين مولانا شاء اللہ الامر تری" کو "اسلام اور مرزا تیت" کے موضوع پر لکھت فاش سے دوچار کر دیا تھا، اور بر صیر کے نامور عالم دین اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ اس سے گفتگو کی تاب نہ لاسکے تھے"

خدا کی شان تو دیکھو کہ پھر دیکھی
حضور بلبل بستاں کرے نواستجی

حالانکہ یہ وہی مرزا تیت مناظر ہے کہ جس نے "الاعصام" کے زمانہ اور ارت میں ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ ہمارے سامنے آئے کی جرات کی تھی اور پھر دوسری بار سامنے آئے کا حوصلہ اپنے اندر نہ پا سکا اور جس کا تعاقب ہم نے ریوہ کی چار دیواری تک کیا تھا، لیکن باوجود لکار نے اور ابھارنے کے اسے گفتگو کی ہمت نہ ہوئی۔ کیا اسے

”الاعظام“ کے وہ گیارہ ادواریے بھول گئے ہیں جن کا جواب نہ پاتے ہوئے اس نے اپنے آقا ایوب کی بارگاہ میں دہائی دینا شروع کر دی تھا، یا مدیر ”المنبر“ کے بارہ میں ہماری شادوت پر مدیر ”الفرقان“ کے نام ”ہمارا وہ تازیانہ اسے یاد نہیں رہا جس کی ٹیکس وہ مرتلوں تک محسوس کرتا رہا؟ اور اس نے یہ بھی فراموش کر دیا ہے کہ ہم نے اس کے دفتر روہ میں بیٹھ کر اسرائیل اور مرزا سیت کے تعلق اور روابط پر اس سے گفتگو کی اور مرزا سیت اور اسرائیل دونوں کو مسلمانوں کے خلاف انگریز کی تحقیق اور سازش ثابت کیا تو اس نے اڑی ہوئی رنگت اور خلک ہونٹوں پر زبان پھرتے ہوئے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ ناظم اعلیٰ مرکزی جمیعت اہل حدیث سے، جو اس سفر میں راقم الحروف کے ساتھ تھے، کما تھا کہ ”احسان صاحب دو وحاری تکوار ہیں“ اور اس سے بھی پسلے ۱۹۷۳ء میں جب میں مدینہ یونیورسٹی سے رخصت پر گھر آیا تھا اور آپ نے سیالکوٹ کے چند مرزا تی لڑکوں کے ذریعہ مجھے روہ آنے کی دعوت دی تھی اور جناب جلال الدین مش کے مکتبہ میں بیٹھ کر صداقت مرزا کے موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے میں نے مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کو پیش کیا تھا تو آپ نے اپنے سامنے ایک نو خیز طالب علم کو دیکھتے ہوئے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دعویٰ کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی کوئی گولی ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو اور محمدی بیگم کی پیش گوئی کے متعلق ایسی توجیہ پیش کی تھی، جسے من کر حاضرین اور خود جلال الدین مش بھی مسکرانے بغیر نہ رہ سکے تھے تو آپ نے اپنی پیشانی سے پیشانی کے قطرے پوچھتے ہوئے کہا تھا کہ ”پیش گوئی کا بنی کی زندگی میں پورا ہونا ضروری نہیں جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی پیش گوئیاں بعد میں پوری ہوئیں" تو میں نے جواب دیا تھا کہ
 جناب، محمدی بیکم کی پیش گوئی تو تعلق ہی مرزا کی زندگی سے رکھتی ہے
 وگرنہ شادی قبر مرزا سے ہوگی؟ تو شش صاحب نے آپ کی نمود کرتے
 ہوئے کہا کہ "نبیوں کی تمام پیش گوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔
 جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیاں پوری
 نہیں ہوئیں" اور جب میں نے چیلنج دیا کہ ایسا کہنا بالکل غلط اور جھوٹ
 ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیش گوئی ایسی نہیں جو
 وقت پر پوری نہ ہوئی ہو تو آپ دونوں بظیں جھانکنے لگے تھے اور پھر
 آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کے لئے کہا تو
 میں نے مرزا کی معتقدات کا مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہونا ثابت
 کیا۔ اثنائے گفتگو جب ختم نبوت کا تذکرہ آیا تو آپ نے اسے موضوع
 بحث بنا نے اور مرزا نیت پر دلیل تھہرانے کے لئے زور دیا۔ میں قصداً
 اس سے گریز کرتا رہا کیونکہ میں اس موضوع پر ان ہی دنوں ایک مفصل
 اور بسیط مقالہ عربی میں تحریر کر کا تھا اور چاہتا تھا کہ میرے انکار کو
 اس مسئلہ میں عدم علم پر محول کرتے ہوئے آپ اور اصرار کریں اور
 اس بحث کو صدق و کذب مرزا پر فیصلہ کن قرار دیں اور یہی ہوا، لیکن
 چند ہی لمحوں بعد آپ نے محسوس کیا کہ اس موضوع پر میری گرفت
 دیگر مواضع سے کمیں زیادہ مضبوط ہے اور جب میں نے آپ کی حواس
 باختیلی سے اور زیادہ لطف لینے کے لئے آپ کو خبر دی کہ اس موضوع
 پر میرا ایک مفصل اور بسیط مقالہ عربی پرچھیں میں چھپ چکا ہے تو
 آپ کی حالت دیکھنی تھی۔ آپ فوراً اٹھے، اور چھکارا پانے کے لئے
 جلدی سے اسی موضوع پر اپنا ایک رسالہ اپنے دستخطوں سے مجھے دیا۔

کہ جب دونوں طرف سے اس مسئلہ پر تحریریں موجود ہیں تو اس بحث سے کیا فائدہ اور میرے شدید اصرار پر بھی آپ آمادہ گنگوئہ ہوئے اور آپ کا وہ رسالہ آج بھی آپ کی نگست کی یاد گار کے طور پاں محفوظ ہے۔

اور پھر مجھے سیالکوٹ کے ان مرزاں لڑکوں نے یہ بھی بتایا کہ جب انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے مناظر ہو کر ایک معمولی طالب علم کو لاہو اب نہیں کر سکے، جس کے متعلق آپ کا خیال تھا کہ وہ پانچ منٹ سے زیادہ عرصہ آپ سے گفتگو نہیں کر سکے گا، تو آپ نے فرمایا تھا، مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس لڑکے کو سمجھنے میں غلطی کی اور اسی وجہ سے کوئی خاص تیاری نہیں کر سکا، وگرنہ اس کا بات کرنا دو بھر ہو جاتا اور پھر ”لڑکے“ نے ”الاعتصام“ کے صفحات میں آپ کی اور آپ کے متنبی کی اپنی تحریروں سے، آپ کے خود ساختہ مذہب کے پرچے اڑا دیئے، لیکن ہنوز آپ کی تیاری نہیں ہو سکی اور نہ ان شاء اللہ مرتے و م تک ہو سکے گی، اور آج آپ بائیں بے بضاعتی، بے علمی اور بے مائیگی، ایک فریب خورده قوم کو اور زیادہ دھوکے میں جتنا کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ آپ نے شیخ الاسلام مولانا شاء اللہ اور مولانا مسلمین مولانا محمد حسین پیالویؒ کو نگست دی۔ لغتہ اللہ علی الکاذبین!

حضرت! کہاں راجہ بھونج اور کہاں گنگوئی؟

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے

پہیں پوچھئے اپنی جیں سے

آپ کی لاف زنی کے ون ختم ہو گئے، آئیے ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت

دیتے ہیں کہ جس موضوع پر جماں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری مختینگو کر لیں تا کہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ آپ کے مذهب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے۔

رہ گئی بات "لاہور" کی تو اس چیز نے سوائے ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی کے کبھی ولیل و سند سے بات ہی نہیں کی۔ اگر گالی کا جواب گالی میں ہی سننا اس کا شوق ہے تو اسے سن لینا چاہیے کہ ہم امت مرتاضیہ کو وارثہ اسلام سے خارج اور سور کائنات علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب اور وجال سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عبادت گاہیں ہمارے نزدیک مسجد ضرار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں کہ جب بھی اس دلیں میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوئی انہیں سماں کروایا جائے گا اور اس میں آنے والوں کو اسلام میں واپس لوٹا پڑے گا یا اسلامی ولیں میں ایک الگ اقلیت بن کر رہنا پڑے گا جن کے معابد کو اور تو سب کچھ کما جائے گا، مساجد نہیں کہ یہ نام صرف مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے مختص ہے۔"

اس اداریے کے بعد ہمیں چند مرتاضیوں کی جانب سے دھمکی آمیز اور دشام سے لبرز خطوط کے علاوہ کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ہم نے ان گالیوں اور دھمکیوں کا نوٹ لیتا اس لیے گوارہ نہ کیا کہ ایک آبرو باختہ امت سے جن کا راہنماء اور مقتداء گالی کے سوا بات ہی نہیں کر سکتا تھا، اس دشام طرازی کے علاوہ اور توقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، اس کے بعد اپنی تبلیغی اور ویگر مصروفیات کے باعث میں تقریباً مسلسل تین ماہ تک دفتر سے غیر حاضر اور منقطع سا رہا۔ ہفتہ دار "امل حدیث" اور ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں میرے رفقاء تبادلۃ "آنے والے پرچوں کے قاتل توجہ مضامین پر نشان لگا کر مجھے بھجوادیتے اور میں ان کے بارہ میں انہیں اپنا مشورہ دے رہتا، اور میرے وہ احباب جو میرے طرز تحریر کو جانتے

پچھانتے ہیں انہیں معلوم ہو گا کہ میں نے "آل حدیث" میں تو تین ماہ سے کچھ لکھا ہی نہ، البتہ "ترجمان الحدیث" کا مختصر ساداریہ اور ایک آدھ مضمون ضرور لکھتا رہا۔

اس دوران "الفرقان" کا کوئی پرچہ نہ تو دفتر میں موصول ہوا اور نہ ہی میں اپنی گوئاگوں مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے اس کی طرف توجہ دے سکا۔ اکتوبر کو وفتر "آل حدیث" سے نائب مدیر نے مجھے بتایا کہ "الفرقان" بابت ماہ ستمبر میں آپ کے خلاف اور جماعت آل حدیث کے خلاف کافی ہرزہ سراہی کی گئی ہے۔ میں نے پرچہ منگو اکر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ مزاییت کا وہی بھگوڑا اور بزوں جسے "خالد احمدیت" کا لقب دیا گیا ہے اور جس کی تخلیق اور بزوی کا شاہکار "الاعظام" میں ہمارے وہ گیارہ اوایلیے اور اس کے اپنے نام ایک کھلا خط ہے جن کا جواب اس سے ابھی تک نہیں بن بیا آج کیسی لن ترانیاں کر رہا اور دو تیاں جھاؤ رہا ہے۔ حالانکہ اسے اس کا بھی اعتراض ہے کہ وہ ماضی میں ہمارا جواب دینے سے قطعی طور پر قاصر رہا ہے اور اس کا اظہار اس نے خود "الفرقان" کے شمارہ جولائی میں بھی کیا ہے، جو اس وقت ہمارے پیش نہ گا ہے۔

مدیر "الفرقان" کا جھوٹ اور تخلیق اور ہماری سچائی اور فتح خود اس کی تحریر سے نمایاں ہے کہ اس نے ان تمام مسائل سے قطع نظر کر کے جن کا ہم نے اپنے اداریہ مذکورہ بالا میں ذکر کیا ہے، دو ایسے مسائل زیر بحث لانے کی تجویز رکھی ہے، جن کا ذکر کردہ مسائل سے کوئی تعلق نہیں کہ آئیت "فلما توفيتنی" میں توفی کے معنی موت اور قرآن مجید کی آیات میں فتح پر تحریری گفتگو کی جائے گویا کہ وہ اس بات کا کھلم کھلا اقراری ہے کہ:

اسرائیل اور مزاییت کا آپس میں گمراہی اور تعلق ہے۔

ہمزاییت اور اسرائیل دونوں ہی انگریز کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔

جنہوں اسلام احمد کی پیش گوئیاں جھوٹی ہیں۔

عجمی بیکم کے بارہ میں مرزا غلام احمد کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

ہر ڈائیوں کے معتقدات مسلمانوں کے عقائد کے خلاف ہیں۔

۶۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت جھوٹ ہے۔

و گرنہ جان مرزا! یہ کیا کہ سوالات تو سامنے ہوں اور جوابات کے لیے ایسے موضوعات کو جلاش کیا جائے جن سے مقصود سوالے بات الجھانے اور اس بھکی ہوئی قوم کو اور زیادہ برکانے کے اور کچھ نہیں۔ بھلا آیت شیخ وغیرہ سے مرزا غلام احمد کی نبوت کا کیا تعلق ہے؟ کیا مرزا غلام احمد سے پہنچر آیات شیخ کے بارہ میں کسی نے کچھ نہیں کہا اور کیا ان کا آیات شیخ کے بارہ میں وہی کچھ کہنا جو مرزا نے ان سے نقل اور سرقہ کر کے کہہ دیا ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی نبی اور رسول تھے؟ و گرنہ ایسی باتوں کو صدق و کذب مرزا کی دلیل ٹھرانا، چہ معنی دارد؟ رہ گئی بات معنی ” توفی ” کی تو ابھی تک پوری امت مرزا یہ امام العصر مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی مفروض ہے۔ کہ آج تک اس کے بیووں سے لے کر خوردوں تک سے اس کا جواب نہیں بن پڑا۔ کسی سے کہو کہ اس کا جواب لکھے، پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ اس کا قرضہ کیسے اتما جاسکتا ہے، ذرا خود ہی کوشش کر کے دیکھو تو سی۔

نہ خیز اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!

ہمارا آج بھی چیلنج ہے، آؤ اور مسائل مذکورہ پر ہم سے جماں تمara دل چاہے گفتگو کرو۔ لاہور آؤ تو ہبہیانوالی مسجد میں انتظام کے ذمہ دار ہم ہیں۔ روہ میں انتظام تم کرو تو ہم آنے کو تیار ہیں، اور اگر ان موضوعات پر آپ کو اپنی

نکست تسلیم ہے تو آؤ، کسی بھی ایسے موضوع پر گفتگو کرو جس کو تم منتخب کرو۔ بشرطیکہ اس کا تعلق مرتضیٰ غلام احمد کی نبوت اور اس کے صدق و کذب سے ہو تاکہ ہمارا قیمتی وقت صرف ہو تو اس میں آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے متنبی کے جھوٹ کا بھی لوگوں کو علم ہو جائے۔ ہمارے تین جولائی کے الفاظ آج بھی آپ کو لکار رہے ہیں:

آپ کی لاف زندگی کے دن ختم ہو گئے، آئیے ہم آج آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں، کہ جس موضوع پر اور جمال چاہیں ہم سے تحریری یا تقریری گفتگو کر لیں، تاکہ لوگوں کو آپ کی کذب بیانی کے ساتھ ساتھ آپ کے مذہب اور متنبی کے جھوٹ کا بھی علم ہو جائے۔

ہماری اس عبارت کو دوبارہ پڑھ لجئے اور آئیے ہم آپ کے مفتریں، رہ گئی بات مرتضیٰ لڑکے کے خطوط کی تو ایک جھوٹے مدعاً نبوت کی امت کے ایک فرد سے جھوٹ اور افزاں کے علاوہ اور موقع بھی کیا کی جاسکتی ہے، نیزان ایسے لوندوں کی کیا حشیثت ہے کہ انہیں قابل التفات سمجھا جائے، جن کی اپنی تحریریں غلط گوئی اور کذب بیانی کی غمازی کرتی ہیں، کہ ایک طرف تو وہ۔ میرے بارہ میں لکھتا ہے

:

”میری گفتگو اور بحث سے بھائیوں کا ایک ایرانی مبلغ جس سے میری فارسی میں بحث ہوئی بوکھلا گیا اور بعد ازاں بھائیت سے تائب ہو گیا“

اور دوسری طرف میرے ہی متعلق لکھتا ہے کہ:

”دریں“ الفرقان کی عربی میں گفتگو سن کر بچوں کی طرح اس کا منہ

دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں آپ کی علیست کا اعتراف کر رہا تھا“

حالانکہ جس بھائی مبلغ کی طرف اشارہ ہے، اس نے سیالکوٹ کے مرتضیٰ بھائیوں کا ناطقہ بند کر کھا تھا اور ایرانی الاصل والنس ہونے کے ساتھ ساتھ فلفہ

اور ایمیات میں تران یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور بون یونیورسٹی جرمنی سے پہلے۔ اچھے ذی تھا اور مزے دار بات کہ اس سے میری بحث مدیر "الفرقان" سے گفتگو سے بھی تین سال پہلے ہوئی تھی جب کہ ابھی میری میں بھی نہیں بھیکی تھیں اور میں فارسی کا ایک معمولی طالب علم تھا، جب کہ اللہ وہ جاندھری ایسے برخود ان پڑھ سے گفتگو کے وقت میں نہ صرف یہ کہ علوم عربیہ کی تحریک کرچکا تھا۔ بلکہ میں یونیورسٹی میں بھی دو سال گزار چکا تھا، جبکہ میرے مضامین عالم عرب کے متاز ترین مجلات و جرائد میں شائع ہوتے تھے اور میری عربی تحریر و تقریر کو خود میں یونیورسٹی کے اساتذہ اور عالم عرب کے نامور ادیب اور خطیب سراہ چکے تھے (ایک الیک بات تھے شاید مدیر "الفرقان" بھی نہ کہہ سکا) رہا علیت کا اعتراف اور وہ بھی دل ہی دل میں یہ بات بھی خوب رہی، مجھے معلوم نہ تھا کہ راون کے دلیں میں سارے ہی بادن گزرے ہیں۔ مرتضیٰ غلام احمد نے وحی والام کا دروازہ کیا کھولا کہ غالب کے الفاظ میں:

ہر بو الوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوه الہ نظر گئی !

ایک اور بات، اسی مرزاںی لڑکے نے لکھا کہ:

"اس وقت تو ہم احسان صاحب کے گھر کے افراد، یعنی مسلمان
تھے اور اب ہم پر فتوے دیتے ہیں"

حالانکہ مرزاںیوں کے کفر کے بارہ میں اس وقت بھی میرے ایقان اور ایمان کا عالم یہ تھا کہ رب وہ میں رہنے کے باوجود پانی کی ایک بوند اور کھانے کا ایک لقہ تک منہ میں نہ ڈالا تھا کہ کفار کے برتوں میں کھانا درست نہیں۔ کیا مرزاںی لڑکے اور خود مدیر "الفرقان" اس کے خلاف پر حلف اٹھانے کو تیار ہیں کہ میں تمام دن رب وہ میں بھوکا رہا تھا، اور ان دونوں رب وہ میں کوکا کولا وغیرہ مشروبات میسر نہ تھے،

اور جب مدیر "الفرقان" نے پیش کش کی کہ وہ میرے لئے ریوہ اشیشن سے جہاں کہ مسلمانوں کی دو کائیں ہیں، کچھ کھانے پینے کو ملکوا لیتے ہیں تو میں نے شکریہ سے ٹال دیا تھا۔ اس جھوٹ پر بھی کرتا ہوں۔

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سور کون و مکان گئی

"الفرقان" نے "اخبار الہل حدیث کے مدیر کے نام" کے بعد ایک عنوان "مسجد کے لئے خدائی غیرت" کے ماتحت راقم الحروف کے خلاف پھریا وہ گوئی اور اپنے خبث بالطفی کا طوبار باندھا۔

وہ ہم پر قاتلانہ حملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"مرزا سیت کے خلاف لکھنے کی پاداش میں مرزا غلام احمد کا الامام کیسے پورا ہو کہ انی مھمن من ارادا ہاتک کہ جس نے تجھے ذیل کیا اسے میں ذیل کروں گا"

اگر مدیر "الفرقان" کا مقصد یہ ہے کہ اس حملہ کا سبب مرزا سیت کے خلاف ہمارا قلمی اور لسانی جہاد ہے تو حکومت کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور اگر اس کا مطلب ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سزا تھی تو ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اس کے بر عکس یہ قدرت کی طرف سے ایک انعام تھا کہ اس نے ہماری ان حقیر خدمات کو شرف قبولت بخشئے ہوئے (جو ہم کفر، ہر قسم کے کفر، جن میں سرفراست مرزا سیت ہے، کے خلاف سرانجام دے رہے ہیں) اپنے فضل و کرم سے ہمیں محفوظ رکھا تو بات زیادہ درست ہو گی۔

اگر مدیر "الفرقان" کی مراد لاہور کے ایک کیونٹ بہت روزہ کی وہ ہر زہ سرائی ہے جس کا ہر موسم مسلمان اور محب وطن پاکستانی نشانہ بنا ہوا ہے تو شاید شاعرانہ طور پر یہ کہا جاسکے کہ معاملہ بالکل بر عکس ہے اور مرزا غلام کا الامام اپنے

بارہ میں نہیں بلکہ ہمارے بارہ میں تھا کہ اوہ راس کے مدیر نے ہمارے خلاف بہتان طرازی شروع کی اوہ زنجیریں پہن کر خود رسوا ہو گئے۔

اور اللہ وہ صاحب؟ اگر قاتلانہ حملہ باعث ذلت ہوتا تو اس ذات گرامی پر حملہ کی کوشش نہ کی جاتی؛ جس کی چادر نبوت پر انگریزوں کے ایک ذله خوار نے ہاتھ ذاتے کی کوشش کی اور جس کے جو توں پر تم نہیں تمہارے متینی مرزا غلام احمد ایسے کروڑوں افراد وارے جاسکتے اور قربان کیے جاسکتے ہیں۔ سید الکوئین رسول الشفیعین صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک نہیں کتنی کوششیں کی گئیں۔ جاؤ! سیرت اور سوانح کی کتابوں کو اٹھاؤ۔ تمہیں غلام ہندی سے فرصت کہاں کہ رسول عبی علیہ السلام کی سیرت کے اور اق اٹ سکو!

رہا معاملہ "الاعظام" کا تو اس کے بارہ میں "اہل حدیث امرتر" کے نامور مدیر شیخ الاسلام حضرت مولانا امرتری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پسندیدہ شعر ہی نقل کیے دیتا ہوں۔

اَن يَحْسُدُونِي لَأَنِّي خَيْرٌ لِّأَنَّهُمْ

قَبْلِي مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ قَدْ حَسَدُوا

اور آؤ پھر اسی پر مناکرو کرو، تحریری یا تقریری جیسے تم چاہو اور جہاں تم چاہو کہ ذیل کون ہوا؟ مرزا غلام احمد اور اس کی اولاد اخلاف یا شاء اللہ اور اس کے ساتھی اور رفق؟

مرزا کی موت کب ہوئی؟ کیسے ہوئی

نور الدین کیسے مرا؟ اور بشیر الدین کا انجام کیا ہوا؟ اور ہمیں امید ہے کہ لاحق کا انجام بھی سابق سے مختلف نہ ہو گا۔ ان شاء اللہ العزیز

مدیر "الفرقان" نے اپنے بعض اور رذالت طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاہور کے ایک سو شلک روزنامہ سے ایک خبر بھی نقل کی ہے جس میں مدیر "ترجمان

الحدث" کے بارہ میں ایک الزام تراشائیا تھا۔ "الفرقان" نے اس کے نیچے لکھا ہے:

"هم ان اقتباسات کو بھی تاریخ میں محفوظ کرنے کے لئے شائع کر رہے ہیں" قارئین صرف اسی سے اندازہ لگائیں کہ امت مرزا اپنے منتسبی کی پیروی میں دیانت و امانت سے کس حد تک عاری ہو چکی ہے، کیونکہ اس روزنامہ نے دوسرے دن ہی اس خبر کے جھوٹ اور بے نیااد ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تردید شائع کر دی تھی لیکن مرزا یہوں کے اس "پوب" کی بد دیانتی اور افرا پردازی کو دیکھیے کہ اس نے خبر نقل کرتے ہوئے اس کی تردید کے بارہ میں کچھ کہنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی جائے اگر اسے تاریخ میں محفوظ کرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو ہم اسے غلام احمد، اس کی امت، اس کے بیٹوں، پوتوں اور ان کی بیویوں کے بارہ میں ایسی ایسی خبریں فراہم کر دیتے ہیں جن کی تردید کی جرات آج تک کسی مرزاوی کو نہیں ہو سکی، چند خرس تو آج کی سمجھت میں محفوظ کر لیں اور مزے کی بات کہ ایک بھی بیگانے سے نہیں۔

مرزا غلام احمد کا اپنا بیٹا اور مرزا بیت کا یکے از صاوید مرزا بشیر احمد اپنے باپ کے سوانح میں لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے میری والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پیش وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پیش وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادریان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھرا تا رہا۔ جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کیس اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام) اس شرم سے دالپس گھر نہیں آئے اور چونکہ

تمہارے دادا کا مختار تھا کہ آپ کسیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شریں ڈپنی کمشن کی پکھری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے" (۱) مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا اور مرزا یوسف کا دوسرا خلیفہ اپنے باپ کے بارہ میں یوں گوہ راشنا کرتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق اللہ دوا خدا تعالیٰ کی بدایت کے ماتحت بنائی، اور اس کا ایک بڑا جزو افسون تھا اور یہ دو اکسی قدر اور افسون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چہ ماہ سے زائد تک دیتے رہے، اور خود بھی دقا "فققا" مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے" (۲)

اور خود مرزا غلام احمد اپنے بارہ میں یوں خبر دتا ہے:

معبی اخیم حکیم محمد حسین صاحب

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خوردنی خود خریدیں اور ایک بوقت ناٹک وائے کی پلو مرکی دکان سے خرید دیں، مگر ناٹک وائے چاہیے، اس کا لحاظ رہے۔ باقی خبریت ہے (۳)

اور پلو مرکی دکان سے جب پوچھا گیا کہ ناٹک کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا:

"ناٹک وائے ایک قسم کی طاقت و را اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سرمند بو تکوں میں آتی ہے، اس کی قیمت ۸ صہ ہے ۳۱ ستمبر ۱۹۴۷ء" (۴)

۱۔ سیرۃ المحدثی، ج ۱، ص ۳۲، مصنف مرزا بشیر احمد قادریانی

۲۔ مضمون میاں محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادریان ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء

۳۔ خطوط امام ہمام غلام، ص ۵

۴۔ مقتول از سودائے مرزا، ص ۳۹، حاشیہ مصنف حکیم محمد علی پر نیل میر کالج امرتسر

اور اگر خبر درج ہی کرنی تھی تو اپنے خلیفہ اول کی کی ہوتی۔ مرازائی اخبار ”پیغام صلح“ کا نامہ نگار ایک اشتہار ”تجھیں صداقت“ میں لکھتا ہے:

”کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور انسہ احمد کا مصدق لیقین کرتا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرتا، استقامت میں فرق آتا اور پھر بطور سزا گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جاتا اور نہایت مغلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھاتا اور اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عغفان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لئنا غیرہ۔ یہ سب باتیں کم عبرت انگیز نہیں تھیں“ (۵)

اب ذرا سینہ تھام کے ان خبوبوں کو تاریخ کے سینہ میں محفوظ رکھنے کا بندوبست کیجئے، جوان کے خلیفہ ٹانی اور مرزا غلام کے بڑے بڑے کے کے پارہ میں چھپی اور جن کی تردید کی جرات نہ آج تک کسی کو ہوتی اور نہ خود مرزا بشیر الدین کو اس کا حوصلہ ہوا اور وہ خبریں ہیں پتا گزد کو اہوں کی ایک فوج کے ساتھ، حضرت خلیفہ مرازائیت مرزا بشیر الدین محمود کے پارہ میں ایک مرزا تی خاتون خود اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں:

”میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کرونا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے تھے۔ میں اکثر اپنی سیلیوں سے سناتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا، کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور پنجی شریعتی آنکھیں ہرگز

یہ اجازت نہیں دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کرتے ہیں اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی اس وقت میاں صاحب نے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ ہی گئی اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جوں ہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پہچھے سے آواز دی میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لئے عرض کیا، مگر انہوں نے فرمایا کہ تم کو جواب دے دوں گا بھراوہ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پہچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا۔ اور چکلیاں لگادیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر سے چوتھا کمرہ تھا، میں یہ حالت دیکھ کر سخت بھراہی اور طرح طرح کے خیالات دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھے سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھے سے برا فعل کرنے کو کہا، میں نے انکار کر دیا، آخر زبردستی انہوں نے مجھے پنک پر گرا کر میری عزت برباد کی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ مجھے کو چکر آگیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے، ممکن ہے جسے لوگ شراب کتے ہیں انہوں نے پی ہو، کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی

درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدناہی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک نہ کرے گا” (۲)

اللہ و اللہ مرزا کی صاحب! اگر خبر نقل ہی کرنی تھی تو یہ کی ہوتی ہے
پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر!

ذرا اور آگے چلنے! اور دیکھیے کہ اس امت مرزا یہ کے سربراہ کا کروار کیا ہے جس کی رفاقت و غلامی پر مدیر ”الفرقان“ نازاں ہے اور جس کے بخششے ہوئے شیش محلوں میں بیٹھ کر مرزا یتیت کا یہ بزعم خویش اور برخود غلط ”خلد“ دوسروں پر پتھر پھینٹا ہے۔

ایک خاندانی مرزا کی اور خلیفہ قادریان کے خاندان سے انتہائی قربت رکھنے والا نوجوان محمد یوسف لکھتا ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشہدان لا الہ الا اللہ وحده
لا شریک له و اشہدان محمد ابده و رسولہ

” میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا نہیں ہے۔ میں احمدت کو بھی برق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادریانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس اقرار کے بعد میں موکد بذاب حل ف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم اور مشاہدہ اور رویت بینی اور آنکھوں دیکھی بات کی

۲۔ اخبار مبارکہ یابت جون ۱۹۵۹ء خادم قادریانی محقق از ”ریوہ کا نہی آمر“ مصنفہ راحت ملک برادر خور و عبد الرحمن۔

ہباء پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم کھا کر کھتا ہوں
کہ مرتضیٰ بیشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے سامنے اپنی بیوی کے
ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا، اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی
لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرتضیٰ کے ساتھ بالمقابل
حلف اٹھانے کے لئے بھی تیار ہوں” (۷)

اے چشمِ انقلبادِ ذرا دیکھ تو سی،

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھرنہ ہو!

اب ذرا خود مرتضیٰ کی اپنی گواہیاں بھی شمار کر لجئے! اچھا ہوا کہ آپ
نے ہمیں توجہ دلا کر ایک اہم بات کو تاریخ کے سینوں میں ہمیشہ کے لئے محفوظ
کرنے کا سامان مہیا کرویا و گرنہ آج شاکری کسی مسلمان کے حافظہ میں یہ بات
موجود رہ گئی ہوتی۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے

نہ سکھلتے رازِ سرسوت نہ یوں رسوانیاں ہوتیں

اور:

عدو شرے بر انگیز و کہ خیر مادر اس باشد

۷۔ محمد یوسف معرفت عبد القادر تیرتھ گھے جے پلوان روڈ عقب شالیمار ہوٹل، کراچی۔
منقول از ربوہ کا نہیٰ آمر، ص ۱۶۹، مصنف راحت ملک قادریانی برادر خور و عبد الرحمن خادم،
بلخ قادریانی

گواہی نمبرا

شیخ مشتاق احمد قادریانی مرزا محمود کے متعلق خبر سناتے، اور ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں:

”خاکسار پر انا قاریانی ہے اور قادریان کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ بہترت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا اور میں قادریان بہترت کر آیا۔ قادریان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادریان کے محلہ قباء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے ”احمیہ دو اگھر“ کے نام ایک دو اخانہ کھولا جس کے اشتہارات عموماً اخبار ”لفضل“ میں شائع ہوتے رہے ہیں مگر میں یہ کوئی تو بجا ہو گا کہ قادریان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی، وگرنہ اگر میں اور قادریانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمپنی کے ایکشوں کے سروتہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا، یا اگر میں خاص قادریان میں اپنا مکان بنایتا، یا خلیفہ قادریان کا ملازم ہو جاتا، تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرات نہ ہوتی۔۔۔“

(خاکسار شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دو اگھر قادریان)

گواہی نمبر ۲

ڈاکٹر محمد عبداللہ قادریانی کہتے ہیں:

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر، اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنیوں کا کام ہے، یہ شادت رہتا ہوں کہ میں اس ایمان اور تلقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بد چلن، اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بد چلنی کے متعلق خانہ خدا“

خواہ وہ مسجد ہو، یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو، میں حلف موکد بذاب اٹھانے کے لئے تیار ہوں، اگر خلیفہ صاحب مبارکہ کے لئے نکلیں تو میں مبارکہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے ولی ارادہ سے لکھ دیے ہیں، تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام“

(ڈاکٹر محمد عبداللہ، آنکھوں کا ہپتاں، قادریان حال لانڈپور)

گواہی نمبر ۳

مسٹری اللہ بخش قادریانی، خلیفہ قادریان کی پاک بازی کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدھن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مبارکہ کے لئے تیار ہوں

(مسٹری اللہ بخش احمدی قادریانی)

گواہی نمبر ۴

بیکم صاحبہ ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں: ”مرزا محمود خلیفہ ربوہ بدھن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے خود ان کو زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بذاب حلف اٹھاتی ہوں“

(بیکم ڈاکٹر عبد اللطیف)

گواہی نمبر ۵

خان عبدالرب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے، اور سر

محمد ظفراللہ کی کوئی کمی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمیشہ کا دودھ پیا ہوا ہے، اس سے آپ کے گرسے مراسم کا اندازہ لگائیے، وہ کہتے ہیں:

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مقابلہ کے لیے آماگی کا انہمار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مقابلہ مقابلہ کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ والسلام“

(عبدالرب برہم)

گواہی نمبر ۶

عیق الرحمن فاروق سابق مرزاںی مبلغ لکھتے ہیں:

”میری قادریانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجلہ دیگر ولاں و براہین کے ایک وجہ اعظم، خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بد کاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بد کار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطرمیدان مقابلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط“

(فاسکار عیق الرحمن فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ قادریان)

گواہی نمبر ۷

علی حسین قادریانی اپنی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر، اس کی قسم کھا کر، جس کی جھوٹی

تم کھانا لعینوں کا کام ہے، مندرجہ ذیل شادت لکھتا ہوں:

بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت شاہب جوان ناگھرم لڑکیوں پر عمل سمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے، پھر آپ ان کو کئی گجھ سے ہاتھ سے کاٹتے، تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں یہڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں یہڑھیوں پر سے اترتے آرہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔

(خاکسار علی حسین قادری)

گواہی نمبر ۸

ملک عزیز الرحمن جزل سیکریٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادریانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبد الرحمن خادم گجراتی، مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ واقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ اور دفتر پائیویٹ سیکریٹری میں بطور پرمندشت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے، فرماتے:

میں اس قمار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال روپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے، اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے باوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ محدث اپنی بیویوں کے

باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو پچھم خود ریکھا ہے۔ اگر ڈاکٹر نذر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کمیں تو میں ان سے حلف موکدہ بذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پر ایئریٹ سیکریٹری میں بطور سپرینڈنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعوے مصلح موعود کے بارہ میں مبارہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمن جزل سیکریٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور)

گواہی نمبر ۹

مشور مرزا آئی مبلغ شیخ عبدالرحمن جن کو مرزا محمود دورہ انگستان میں اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا۔ یوں گوہرا فشاں ہیں:

موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پرداہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔

(عبدالرحمن قادریانی)

گواہی نمبر ۱۰

عبدالحمید قادریانی جو اپنی خدمات جلیلہ کی بناء پر خدام الاحمدیہ حلقة مسجد اقصیٰ کا جزل سیکریٹری رہ چکا ہے، رقطراز ہے:

”قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی مخصوصیت کی کہ میں اپنے قطبی علم کی بناء پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بست سے امراض کا فکار ہونا، مثلاً لیان، فائح وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوه دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی دلتا ”فوقاً“ آپ کے گھناؤنے کروار کے بارہ میں عجیب و غریب اکشاف اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرکب ہونے کے بارہ میں بست سے والاکل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط چیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دیتا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مقابلہ کے لیے تیار ہوں ”احقر العباء عبد الجيد اکبر مکان ۵، بلاک ڈی ٹیپل روڈ لاہور)

گواہی نمبر ۱۱

حافظ عبد السلام مرزاً شادوت دتا ہے:

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،“

جو جبار و قمار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے،
حسب ذیل شادت دنتا ہوں:

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرتضیٰ علی محمد صاحب رئیس
قادیانی کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ
عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقے سے ان کی ہدایت پر عمل کرتے
ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا، خلیفہ محمود کے پاس لے
جاتا رہا۔ خلیفہ نہ کو بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے
جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ ایک عورت کو رات کے دس بجے ہیروئی راست سے
لے جاتا رہا جب کہ اس کا خاوند کمیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ
سنگھار کر کے خلیفہ کے وفتر میں آتی تھی۔ میں بھو جب ہدایت اسے
گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں
کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مقابلہ
کرنے کے لئے تیار ہوں۔“

(حافظ عبدالسلام پر سلطان حامد خاں صاحب استاد میاں ناصر احمد)

گواہی نمبر ۱۲

مرزاںی غلام حسین کہتا ہے:

”میں خدا کو حاضر نہ نظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ
میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرتضیٰ علی محمد احمد) کو صادقہ کے
ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے، اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ کی مجھ پر
لعنت ہو۔“

(غلام حسین احمدی)

گواہی نمبر ۱۱

مرزا منیر احمد نصیر قادریانی حلفاً کرتا ہے :

”مجھے دلی لیقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، خلیفہ قادریان نہایت بد چلن، لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار یعنی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں، جن کی بناء پر میں یہ جانے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادریان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔ اس دلی لیقین کا ثبوت میں یہاں تک وے سکتا ہوں، اگر خلیفہ صاحب قادریان اپنے کریکٹر، چال چلن کی صفائی کے لئے مبارہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں“

(مرزا منیر احمد نصیر قادریانی)

گواہی نمبر ۱۲

شیخ بشیر احمد مصری قادریانی یوں گمراہ ہے :

”میں خداوند تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو پچھم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لخت ہو“

(شیخ بشیر احمد مصری قادریانی)

گواہی نمبر ۱۳

مرزا یوں کی اہم ترین جماعت، انجمن انصار احمدیہ قادریان کے سابق صدر فرماتے ہیں :

”میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم

کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ مجھے ان کے خلاف احمدی لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچتے تھے، جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بناء پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا، کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔

ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیش کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں یا میدان مبارہ کے لئے تیار ہوں، یا حلف موکد، حذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد، حذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطعہ استعمال کرنے کے۔

۷۴ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بد چلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت سچ موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اس عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔“

(حکیم عبد العزیز سابق پرینیڈنٹ انجمن احمدیہ قادریان)

گواہی نمبر ۱۶

اور منیر احمد قادریانی کچھ اور اضافہ کرتے ہیں:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے،

یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادریان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے اور میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔“

(منیر احمد قادریانی)

گواہی نمبر ۱

محمد عبداللہ مرزا اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں:

”مصری عبد الرحمن صاحب کے بڑے بڑے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کے یہ لفظ کئے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کروے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں،“ کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بد فعلی کی ہے۔

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔“

(بلقلم خود محمد عبداللہ احمدی یمنیٹ فرنچ پرہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

گواہی نمبر ۱۸

میں آباد لاہور کی ایک خاتون سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین کہتی ہیں:

”مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادریان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے) کی دوسری بیوہ چھوٹی بیگم نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحجزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی کہ حضور کیا معاملہ ہے؟

آپ نے فرمایا، قرآن و سنت میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَالِكَ!

میں خدا کو حاضرو ناظر جان کر حلفیہ بیان کر رہی ہوں شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں”

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین سمن آباد لاہور)

گواہی نمبر ۱۹

مرزا محمود کا اپنا بیٹا مرزا محمد حنف اپنے باپ کے بارہ میں کیا نقطہ نگاہ رکتا ہے، مرزا ای چودہ ری محمد علی جنہوں نے اپنی پوری زندگی مرزا سیت کے لیے وقف کر رکھی تھی، بیان کرتے ہیں:

یاد رہے یہی وہ چودہ ری محمد علی ہیں جو مرزا ای تنظیم خدام الاحمدیہ کے نائب آڈیٹ اور مرزا ای حساب کے شعبہ میں اکاؤنٹ بھی رہ چکے ہیں اور جن کی دیانت کا اعتراف خود مرزا محمود نے بھی کیا:

”میں خدا کو حاضرو ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چلکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادریان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور تخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور قلبی عقیدت کی بناء پر مرزا حنف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کے بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر

خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حسین احمد خدا کی قسم کھا کر کرتا ہے کہ:

جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حسین نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حسین احمد سے کہا کہ تم ایسا تکھین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کیس ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھتے ہو، وہ دار صل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبارا خدا کے قرود غصب کے نیچے آجائے تو اس پر مرزا حسین احمد اپنی پوری روئیت یعنی پر حلقا مصروف ہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ ترب شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی پر ایسا عبرت ناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لیے ازدواج ایمان کا موجب ہو۔

ہاں! اس نام نہاد خلیفہ کی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھانڈیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں یعنی شاہد ہوں، کیونکہ خاکسار نے سائز میں نوسال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

(خاکسار چوبہ دری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی

حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لالپور

گواہی نمبر ۲۰

مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولوی محمد یامن صاحب تاجر کتب کے چشم وچاغ ہیں۔ مراٹائی ہونے کے علاوہ سلسلہ مراٹائی کا بے شمار لڑپچھ شائع کرتے ہیں۔ یہ قادریاں میں ۱۹۷۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی، بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سر انجام دیتے رہے
مثلاً:

- ۱۔ قادریاں میں مسجد الاحمدیہ کے جزل سیکریٹری کے عمدہ پر فائز رہے۔
- ۲۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ، دارالصدر ربوہ۔
- ۳۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ۔
- ۴۔ سندھ و بھی نیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
- ۵۔ رسالہ رویو آف ریلمجنت اور سن رائز اخبار کے میخبر بھی رہے۔
- ۶۔ منتخب امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا آپ نے دیانت اور امانت کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ مراٹا محمود کا داماد ہے اس کے پرنس اسٹٹ و کیل اتعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جاں فشانی اخلاق اور محنت سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام پردازی کیے جاتے تھے۔ آئندہ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گھرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے، آپ کا حلیفہ بیان ہدیہ ناظرین ہے:

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور صرف اس لیے پردا

قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ روہ کے
نقض کے قائل ہیں ان کے لیے راہنمائی کا پاعث ہو۔ اگر میں
مندرجہ ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے
اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۷۵ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی
خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خوب ساختہ فتنہ کے
سلسلہ میں جماعت روہ سے خارج کر دیا۔ روہ کے ماحول سے باہر آگر
خلیفہ صاحب کے کروار کے متعلق بہت ہی گھناؤ نے حالات سننے میں
آئے، اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاجزادری امتہ الرشید بیگم، بیگم
میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے
بد چلن اور بد تماش اور بد کروار ہونے کی تصدیق کی۔ باشیں تو بہت
ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر تھی کہ جب میں نے امتہ الرشید بیگم
سے کہا کہ آپ کے خاوند کا ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ
صالح نور صاحب آپ کو کیا بتاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ
کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتاؤں تو وہ مجھے
ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہو گا تو پھر
میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے
اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر
دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر جو میں
ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا
ہوں، حقائق کی بناء پر خلیفہ صاحب کو ایک بد کروار اور بد چلن
انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار

ہیں”

(خاکسار محمد صالح نور واقف زندگی،

سابق کارکن و کالت تعلیم تحریک جدید بیوہ) (۸)

واعظان کیس جلوہ بر محرب و منبری کنند

چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

فی الحال مشتی از خردارے کے طور پر خود مدیر ”الفرقان“ کے اپنے گھر کی گواہیاں، حلقوں گواہیاں اللہ دستے جانند ہری اور ان کے حوالیوں موالیوں کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے وہ انہیں اپنے جرائد و مجلات میں درج کر کے ان کے لئے تاریخ کے سینے میں محفوظ رہنے کا انتظام کریں گے۔ بقیہ پھر کبھی ضرورت ہوئی تو پیش کردی جائیں گی۔

آخر میں ایک اطallovi حسینہ اور مرزا محمود کے مشهور عالم واقعہ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے مدیر ”الفرقان“ کے جواب کے مختصر ہیں، یہ کہتے ہوئے کہ

ادھر آئے ولبر ہنر آزمائیں

تو تیر آزماء ہم جگر آزمائیں

لاہور میں ایک ہوٹل تھا۔ سل اس کا نام اور منتظری روڈ پر واقع، وہاں ایک اطallovi حسینہ میں رووفو کام و وہن کی لذت کے ساتھ ساتھ قلب و نظر کے سرور کا سماں بھی میا کرتی تھی۔ مرزا محمود اس ہوٹل کے ماکولات و مشروبات سے زیادہ کشور اطالية کے باغ کی بماریں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور ایک دن روز نامہ آزاد کے الفاظ میں کیا ہوا:

۸۔ متفق از ”تاریخ محمودت“ مصنفہ مظہر ملتانی، شائع کردہ، دفتر انصار احمدیہ دیوبانی ساج ہوٹل نمبر ۸۔ سنت گگر لاہور۔

”مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سل ہوٹل کی منتظمہ کی گشتنگی
تلاش کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہیں مل سکا“

کیم مارچ سل ہوٹل کی طرف سے مشتری ہوا تھا کہ جمعرات کیم مارچ
پانچ سے ساڑھے نوبجے رات تک ناق اور اکاؤنٹ ڈرائیور ہو گا۔ بڑے
بڑے انعامات بدستور سابق تقسیم کیے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے شام
سے جمع ہونے شروع ہو گئے اور پانچ بجے اچھا خاصاً جمع ہو گیا۔ ہر ایک
 شخص کھلیل شروع ہونے کا خطر تھا، مگر خلاف موقع رست ڈرائیور شروع
 ہوانہ ناق کا بینڈ بجتا شروع ہوا آخر استفسار پر سل ہوٹل کے ایک بیرے
 سے معلوم ہوا کہ رست ڈرائیور کا تمام سامان منتظمہ کے کمرے میں ہے
 اور منتظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود موڑ پر بٹھا کر لے گئے ہیں (۹)
 اس واقعہ کو ”زمیندار“ کے مدیر شیر مولانا ظفر علی خاں نے ”زمیندار“ میں
 یوں رقم کیا:

اطالوی حسینہ

اے کشور اطالیہ کے بلاغ کی بہار لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن
 پنیر جمال تیری چلبی ادا پروردگار عشق تیرا دربا چلن
 الحجه ہوئے ہیں ہے دل تری زلف سیاہ میں ہیں جس کے ایک تار سے دابستہ سو فتن
 پروردہ فسوں ہے تیری آنکھ کا خمار آورہ جنوں ہے تیری بوئے چورہن
 بیانہ نشاط تیری ساق صندلیں بیجانہ سرور تیرا مرمری بدن!
 رونق ہے ہوٹلوں کی ترا حسن بے حجاب جس پر فدا ہے شیخ تو نو ہے برہمن
 جب قادیاں پ تیری نشیل نظر پڑی سب نہ نبوت ظلی ہوا ہرن
 میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا معرفت جادو دہی ہے آج جو ہو قادیاں نہکن

اطالوی رقاصلہ کا "الفضل" میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غونما ہوئے۔ خلیفہ قادریان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی جس میں اس اطالوی لیڈی کے لے جانے کا اعتراف کیا، مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ:

"اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کے انگریزی لجھ کے لیے لایا تھا" (۱۰)
اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا:

"پس مطلع صاف ہو گیا، مگر سوال یہ ہے کہ اطالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ، انگریزی کیا پڑھائے گی۔ اطالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حروف ڈی "D" اور ٹی "T" بالخصوص ممتاز ہیں۔ دونوں حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ علاوه اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں اور پرورہ نشین بیویوں پر کیا ہو گا؟" (۱۱)

اطالوی حسینہ

سل ہوٹل لاہور کی ایک اطالوی منظمہ، جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادریان کے ایک روزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی۔ دوسرے دن قادریان کی "مقدس سرزین" میں دیکھی گئی۔ مولانا ظفر علی نے اس پر لکھا:

ہوٹل سل کی رونق عربان

عشق شر کا ہے "زمیندار" سے سوال ہوٹل سل کی رونق عربان کہاں کمی اس کے جلوہ میں جان گئی ایماں کے ساتھ ساتھ کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جان گئی خوف خداۓ پاک دلوں سے نکل گیا، آنکھوں سے شرم سور کون و مکاں گئی بن کے خوش حلقة رندان لم یہی لے کر گئی وہ حشر کاملاں جان گئی بیوائے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی اب کسی حیم ناز میں وہ جان جان گئی یہ جیساں تو "زمیندار" نے کہا، انکا ہی جانتا ہوں کہ وہ قاریان گئی (۲)

نیز لکھا:

اطالوی حسینہ مس روفو

تمیں مشی فی النوم کی بھی خبر ہے؟ نایے کے اے بے خبر میل سو فو!
 ملے گا تمیں یہ سبق قاریان سے جہاں چل کے سوتے میں آئی ہے روفو!
 دلستاں میں جانا نہیں چاہتے ہو تو کچھ شہستان میں اے بے وقوف!
 بہار آری ہے خزان جاری ہے نہ کھل کھلا کر دشمنی ٹھکو فو!
 کرشن اور خورشید کیا اس کو سمجھیں تمیں داد دو اس کی عبد الروفو!
 جب اوقات موجود ہے قاریان کی
 کہاں مر رہی ہو تنو او روفو!

۱۳۳۷ء۔ مارچ

(بحوالہ "ترجمان الحدیث" شمارہ ۵ جلد ۳ بابت نومبر ۱۹۷۸ء)

دریں "پیغام صلح" کے نام! وشنام طراز کون؟

کو میں رہا رہیں تم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا
ہمارے نومبر کے مضمون "دریں الفرقان ریوہ کے نام" پر تبصرہ کرتے ہوئے
لاہوری مرزا یوسف کا اخبار "پیغام صلح" لکھتا ہے

جعیت الٰی حدیث کی طرف سے ایک مہنامہ ترجمان الحدیث کے نام
سے لاہور سے شائع ہوتا ہے جس کے دریں اعلیٰ جناب احسان الٰی ظمیر
ایم۔ اے ہیں جو مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ اس فضیلت علمی کے
باوجود یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جناب ظمیر صاحب وشنام طرازی میں
ید طولی رکھتے ہیں چنانچہ نومبر ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں مولوی ابوالخطاء اللہ دتا
دریں "الفرقان" ریوہ کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے انیں صفحات پر
مشتمل ایک مقالہ لکھا ہے جو شروع سے آخر تک گالیوں اور استہزاء سے
بھرا ہوا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت سعیج موعود سمیت تمام جماعت
احمدیہ پر بلا استثناء وہ لے دے کی ہے کہ الاماں"

جمال تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ دتا دریں
"الفرقان" کا تعلق ہے، وہی جو چاہیں اس کا جواب دیں۔ ہم صرف اس
قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدناہی اور سعیج موعود کو گالیاں
دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے سابق خلیفہ میاں محمود پر عائد ہوتی ہے
جن کے کروار کے پارہ میں ان کے مریدین کی کئی ایسی شہادتیں اس مضمون
میں نقل کی گئی ہیں جنہیں پڑھنے سے شرم و حیاء مانع ہے (۱)

اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ لاہوری مرزاٹی پرچے نے کسی طرح اشارتاً نہیں بلکہ صراحتاً قادیانی مرزاٹیوں پر چوت کی ہے اور اپنے امام میاں محمود احمد خلیفہ ربوہ کی سیاہ کاریوں کو ان رسواٹیوں کا باعث تھرا لیا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے امام اکبر مرزا غلام احمد کی ان "حناۃ" کو گول کر گیا ہے جن کا مختصر ساتھ ہم نے مذکورہ الصدر مضمون میں کیا تھا۔ رعنی بات مدیر "ترجمان الحدیث" کے گالی دینے کی تو اس سلسلہ میں اس نے کچھ زیادتی اور کچھ کسر نفسی سے کام لیا ہے۔

ادلاً "اس لئے کہ مدیر "ترجمان الحدیث" نے اپنے پورے مضمون میں کسی کو کوئی گالی نہیں دی بلکہ مرزاٹیت کے مقابل صرف آئینہ رکھ کے یہ کہ آیا ہوں دل کے داغ نمایاں کیے ہوئے ہاں یہ الگ بات ہے کہ بقول شخصے۔

آئینہ ان کو دکھایا تو برآ مان گئے

"مانیا" ہم نے حسب سابق اس دفعہ بھی ابتداء نہیں کی بلکہ پہلی مرزاٹیت کی جانب سے ہوئی اور "الفرقان" نے ہمارے خلاف ایک کیونٹ اخبار کی ایک انتہائی گھٹیا اور بے اصل خبر نقل کی، جس کی تردید بھی خود ہی وہ کیونٹ اخبار کر کا تھا، جس نے یہ من گھڑت اور جھوٹی خبر شائع کی تھی، لیکن "الفرقان" اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس تردید کو شیر ماور سمجھ کر پی گیا اور ایک بے بنیاد الزام کی بنیاد رکھ دی۔

"مالا" "پیغام صلح" نے مدیر "ترجمان الحدیث" پر دشام طرازی کا الزام لگاتے ہوئے اپنے گھر کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ اس میں یہ طویل اور امامت کا درجہ کوئی اور نہیں، خود اس کے اکابر رکھتے ہیں اور خصوصاً "اس کا مزعوم" "مهدو" اور "صلح موعود" مرزا غلام احمد تو اس بارہ میں اپنا کوئی نظیر اور مشیل نہیں

رکھتا۔ چنانچہ آج کی صحبت میں آئینہ آپ کے مقابل ہے۔ خدارا دوسروں پر طعن توڑتے ہوئے اپنے گھر کو تو دیکھ لیا کرو۔ ہم کب تک تمیں تمہارے گھر کی خبروں سے باخبر بناتے رہیں گے۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربست نہ یوں رسائیاں ہوتیں!
مرزا غلام احمد قادریانی نے اپنے بارہ میں یوں لحن ترانیاں کی ہیں کہ
”اعتنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعan (اعتنت کرنے والا) نہیں ہوتا“ (۲)

اور:

گالیاں دینا اور بذریعانی کرنا طریق شرافت نہیں“ (۳)

نیز:

میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاوں“ (۴)
اور ان سب پر مستزادہ:
خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا) کو
تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا“ (۵)

اور:

”کسی کو گھلی مت دو“ گو وہ گھلی دیتا ہو“ (۶)

- ۲۔ ”ازالہ اوہام“ ص ۲۲۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی
- ۳۔ ”اربعین نمبر ۴، ضمیر نمبر ۵،“ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔
- ۴۔ ”آسمانی فصلہ“ ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔
- ۵۔ اربعین نمبر ۳ ص ۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔
- ۶۔ ”کشی نوح“ ص ۱۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

اور آخر میں

”میں نے جو ابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی“ (۷)
اتنی بڑائی اور اتنا ڈھنڈھورا۔

اس قدر ناز ہے تمہیں گویا!

کوئی دنیا میں خوبی نہیں!

لیکن جس دل کی شورشوں کے زمانہ میں تذکرے تھے۔

جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

اپنے وقت کے مشور عالم و کل المسلمين مولانا محمد حسین بیالوی رحمۃ اللہ

علیہ کے بارہ میں مرزا کے ارشادات عالیہ ہیں

اس زمانہ کے مہذب ڈوم اور نقل بھی تھوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے

ہیں اور پتوں کے سفلہ بھی ایسا کینٹکی اور شنجی سے بھرا ہوا تکبر زبان پر

نہیں لاتے“ (۸)

نیز

”پلید، بے حیا، سفلہ، گندی کارروائی، گندے اخلاق، نفرتی اور ناپاک

شیوه“ (۹)

اور:

”بیالوی کو ایک چھوٹے درندہ کی طرح مکفیر اور لعنت کی جھاگ
منہ سے نکلنے کے لیے چھوڑ دیا“ (۱۰)

۷۔ ”مواهب الرحمن“ ص ۱۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۸۔ ”آسمانی فیصلہ“ ص ۱۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۹۔ ”ضیاء الحق“ ص ۱۳۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۱۰۔ ”آسمانی فیصلہ“ ص ۱۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

دیکھو ذرا سی شرم سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چوتان کمال ہے اب ؟
۱۸۵۷ء کے مجابدین آزادی کے بارہ میں کیا مغل کھلائے ہیں۔

”ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محنت
گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا“ (۱۱)

اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شاء اللہ امر تری رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں
غلام قادریان گوہر فشاں ہے :

”کفن فروش کتا“ (۱۲) ”ابن ہوا ندار“ (۱۳) ”ابو جمل“ (۱۴)

ایک دفعہ متینی قادیریان نے شیخ الاسلام کی گرفت سے نجک آگر انہیں چیلنج
دے دیا کہ اگر وہ سچے ہیں تو قادیریان آگر اس کی پیش گوئیوں کی پڑتال کریں اور ہر
پیش گوئی کے غلط ہونے پر سو روپیہ انعام حاصل کریں۔ مرتضیٰ غلام احمد کا خیال تھا
کہ مولانا شاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اگریز کے اس پوروہ کی نثار میں آنا پسند نہیں
فرما سکیں گے اس لیے ساتھ ہی پیش گوئی جزوی

وہ قادریان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لیے میرے پاس
ہرگز نہیں آئیں گے“ (۱۵)

اور اس پر اس قدر یقین اور اطمینان تھا کہ یہ بڑی بھی مار دی کہ
”یہ پیش گوئی ایک نشان ہے“ (۱۶)

۱۔ ”ازالہ ادیم“ ص ۳۳، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۲۔ ”اعجاز احمدی“ ص ۲۳، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۳۔ ”اعجاز احمدی“ ص ۳۳، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۴۔ ”تمثیل حقیقت الوجی“ ص ۲۶، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۵۔ ”اعجاز احمدی“ ص ۳۷، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۶۔ ”اعجاز احمدی“ ص ۳۷، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

لیکن دوسری جانب بھی اسلامی حیث وغیرت کا نشان تھا۔ ادھر مرزا کی
دھمکی آمیز پیش گوئی کچھی، ادھر جواب بھیج دیا:
”لو آ رہا ہوں میں !“

جب مولانا کا مکتوب ”بپارگاہ صاحب تہذیب اخلاق“ پیش ہوا تو دہان مبارک
کھل گیا اور موئی برنسے لگے
”خبیث سور، کتا، بد ذات، گوں خور۔ ہم اس (ثناۃ اللہ) کو کبھی (جلسہ
عام) میں بولنے نہ دیں گے، گدھے کی طرح لگام دے کر بخاتمین گے
اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے“ (۱۷)

واہ۔

کیا منہ سے پھول جھرتے ہیں !

ایک اور شریف آدمی کی تواضع یوں کی ہے
”فتشی الہی بخش نے جھوٹے الزاموں کی نجاست سے اپنی کتاب کو
ایسا بھردا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدر گندگی کچڑ سے بھری جاتی ہے یا
جیسا کہ سند اس پاگانہ سے (۱۸)

مشور اہل سنت عالم اور پیر حضرت مرعلی شاہ گوڑوی پر یوں نظر کرم ڈالیں:
”کذاب، مزور، خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گوڑہ کی زمین
تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی“ (۱۹)

اور

”فروایہ، کمین، گمراہی کے شیخ، دیو، بد بخت“ (۲۰)

۱۷۔ بحوالہ الماملات مرزا از شیخ الاسلام، ص ۱۴۲، حاشیہ۔

۱۸۔ حاشیہ اربعین، نمبر ۲، ص ۲۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۱۹۔ ”نزول المسیح“ ص ۵۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۲۰۔ ”نزول المسیح“ ص ۵۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

اور ایک اور عالم دین، مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو یوں اپنی نگہ ناز کا نشانہ بنایا: غول، لئیم، فاسق، شیطان، ملعون، نطفہ، سفماء، خبیث، مفسد، مزور، منحوس، کنجھی کائیٹا۔^(۲۱)

اللہ اللہ خوش بیانی آپ کی

”پیغام صلح“ کے مدیر صاحب! آپ نے مدیر ”ترجمان الحدیث“ کی دشمنی میں اپنے گھر کو بالکل ہی فراموش کر دیا۔ اگر حضرت کی شستہ اور ٹکلفتہ زبان آپ کے سامنے ہوتی تو آپ کبھی ہمیں الزام دینے کی کوشش نہ کرتے لیکن ولے افسوس کہ۔

دل کے پچھوٹے جل اٹھے بینے کے داغ سے
اس گھر کو ٹک ٹک گھر کے چاغ سے

آئیے اور ہمارے اس مضمون سے ہے آپ گالیوں سے بھرا ہوا قرار دیتے ہیں کوئی ایک گالی اپنے ”میج موعود“ کی ٹکر کی بتا دیجئے اور اگر مرزا محمود کی سیاہ کاریوں کے بارہ میں ذکر کردہ گواہیاں آپ کی نظر میں ”دشنام“ کی ندو میں آتی ہیں تو حضور یہ تو آپ ہی کی فراہم کردہ ہیں ہماری حاصل کردہ تو نہیں اور نہ ہی ان میں سے ایک بھی گواہی ہمارے خانوادے کے کسی رکن کی ہے، بلکہ ان سب کا تعلق آپ ہی کے گھرانے سے ہے۔ عبد الرحمن مصری آپ کے ہی تو ہیں اور اس کا بیٹا بشیر احمد بھی اور حکیم نور الدین کے اخلاف بھی اور فخر الدین ملتانی کے فرزند بھی اور وہ سب بھی جن کو آج اللہ و تما مرزائی اپنی تسطیعیں اور خالص ”غلام احمدی“ ”زبان میں“ ”منافق خرجنیں“ اور ”تاکار افتاء پرداز“^(۲۲) قرار دے رہا ہے، اور جن کی توثیق کھلے لیکن پوچیدہ الفاظ میں آپ بھی کر رہے ہیں کہ: ”جهاں تک اس مضمون کے اصل مخاطب مولوی اللہ و تما“ مدیر

۲۱۔ ”انجام آنکھم“ ص ۲۸۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادری۔

۲۲۔ الفرقان رویدہ شمارہ نمبر ۳۲، جلد ۲۰، پاپت دسمبر ۱۹۷۴ء۔

”الفرقان“ کا تعلق ہے وہی جو چاہیں اس کا جواب دیں۔ ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جماعت احمدیہ کی بدناہی اور سمجھ موعود (مرزا غلام احمد قادریانی) کو گالیاں دلوانے کی ذمہ داری انہیں کے سابق خلیفہ میاں محمود احمد پر عائد ہوتی ہے، جن کے کردار کے بارہ میں ان کے مریدین کی کئی الگی شادیوں اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں“ (۲۳)

رہی یہ بات کہ ”انہیں پڑھنے سے شرم و حیاء مانع ہے“ تو حضور آپ کو گواہی دیتے اور دلواتے ہوئے تو شرم نہ آئی، آج اسے ہمارے منہ سے سنتے ہوئے کیوں شرعاً ہیں، اتنی بھی کیا شرم۔

آپ نے کی ہیں عبث شرم سے نیچی آنکھیں،
چبھ گئی یہ بھی اداول میں نظر کی صورت!

جتاب محترم! آپ کو اجازت ہے کہ ہمارے صرف نومبر والے مضمون ہی میں سے نہیں، جتنے مضامین بھی آج تک ہمارے قلم سے نکلے ہیں، ایک گالی بھی جتاب مرزا اور اس کے اخلاف و اولاد کی تکر کی نکال دکھلائیے ہم آپ کو منہ مانگا انعام دیں گے۔ آئیے لگے ہاتھوں ہم آپ کے دوسرے اسلاف کے نمونے بھی دکھلا دیں۔ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء کے قادریانی مرزا کی پرچے ”فاروق“ میں آپ کے اپنے یعنی لاہوری مرزا یوں کے خلاف ایک سلسلہ وار مضمون شائع ہوا۔ صرف ایک نقط میں آپ کے گروپ کے بارہ میں یہ ”ارشادات عالیہ“ صادر ہوئے:

”یہودیانہ قلب ایسا،“ تملت کے فرزند، زہریلے سانپ، خباشت،
شرارت اور رذالت کے مظہر عباد الدنیا و قود النار، دنیا کے بندے، جنم
کے ایندھن کینے، رذیل، احمد، دوغلے (ماشاء اللہ)

نیئے دروں نیئے بول، بدگام، غدار، علی بابا چالیس چور، اڑھائی ٹوڑو،
بھیکی ملی، کوتر نما جانور، سترے تترے، کھوٹ، جھوٹے، دورخے، نمک
حRAM، دھوکے باز، فریب کار۔” (۲۴)

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

اور یہ بالکل وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد نے اپنے ”مریدان باصفا“ کو سکھلا لیا،
چنانچہ ایک آریہ سومی دیانند پر اپنی پاکیزگی زبان کا اظہار ہوتا ہے
”درحقیقت یہ شخص یاہ دل، جلال، تاقن شناس، خالم، پنڈت،
نالائق، یادہ گو، بذبان، پر لے درجے کا مکبر، ریا کار، خود بین، نفسانی
اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خوش دماغ، موٹی سمجھ کانا
اہل آدمی ہے۔“ (۲۵)

اور

”بکھر دلد لرنا جھوٹ بولتے ہوئے شرارتے ہیں،“ مگر اس آریہ میں
اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی“ (۲۶)

پناہ بخدا! یہ کسی مجدد یا نبی کی زبان ہے؟ توبہ!

قادریاں ہے چشمہ آب حیم
باپ پانی تھے تو بیٹے بھاپ ہیں
اور لگے ہاتھوں بیٹے کی خوش کلامی کا نمونہ بھی دیکھے لیجئے حضرت مولانا محمد
حسین بیالوی کے بارہ میں ہرزہ سرا ہے:

۲۴۔ مرزا کی اخبار ”فاروق“ قادریان، ۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء

۲۵۔ ”غیر حق“ ص ۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۲۶۔ ”غیر حق“ ص ۴۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

”اگر محمد حسین بیالوی کے والد کو معلوم ہوتا کہ اس کے نطفہ سے ایسا ابو جہل پیدا ہو گا تو اپنے آله تناصل کو کاٹ دیتا۔“ (۲۷)

بالکل وہی اپنے والد کا انداز اور اسلوب

”عبد الحق (حضرت مولانا عبد الحق غزنوی) نے اشتخار دیا تھا کہ اس کے لڑکا ہو گا (قطعًا بھوث ہے مرزاً آج تک ثابت نہیں کر سکے) وہ لوکا کماں گیا تھا۔ اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پائیا یا پھر رجعت قہقہی کر کے نطفہ بن گیا۔“ (۲۸)

اور

”جو ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا تو اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ حرام زادہ کی سیکی نشانی ہے کہ سید ہی را انتخیار نہ کرے۔“ (۲۹)

اور یہ نجس کالی تو مرزا کی زبان پر اس طرح چڑھی ہوئی تھی کہ اس کے استعمال اور سکرار سے یہی نہیں ہوتا تھا، چنانچہ آریوں سے کہتا ہے

”ایسے ایسے حرام زاوے جو سفلہ طبع و شمن ہیں“ (۳۰)

اسی بناء پر ظفر الملک ضمیم اسلام مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا۔

جو بات بات میں تم کو حرام زادہ کئے
ہر ایسے سفلہ بد اصل و بد زبان سے بچو
خدا نے تم کو بصیرت اگر عطا کی ہے
تو قاریان کے قبر بے کمل سے بچو

۲۷۔ خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار ”الفضل“ قاریان ۲ نومبر ۱۹۷۲ء

۲۸۔ ضمیمہ ”انجام آنکھم“ ص ۷۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۲۹۔ ”انوار الاسلام“ ص ۴۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۳۰۔ ”آریہ دھرم“ ص ۵۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

اور یہ سب کچھ اس ادعا کے باوجود ہے
میں سچ سچ کرتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ
بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشناام وہی کہا جائے۔^(۳۱)
نہ معلوم مرزا گیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کی مذکورہ بالا گالیاں "دشناام" کی
تعریف میں بھی آتی ہیں یا نہیں؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر!

ذرا اور اپنے "سچ موعود" کی زبان ملاحظہ کلیں شاید آپ کو اس بارہ میں متنبی
قادیانی کی بے نظری اور بے مثال جوانی طبع اور روانی دشناام کا تین ہو جائے، ارشاد
ہے

"کنجروں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مر لگا دی ہے۔
باتی سب میری نبوت پر ایمان لاچکے ہیں اور میرے دشمن جنگلوں کے
سور بن گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے آگے بڑھ گئیں۔"^(۳۲)

اور

"بعض خبیث طبع مولوی جو یہونت کا خیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا
میں سب جانوروں سے زیادہ پلید خزری ہے مگر خزری سے زیادہ پلید وہ
لوگ ہیں۔ اے مردا، خور مولویو! اور گندی روحو! اے پذات فرقہ
مولویاں"^(۳۳)

اور

اے شریر مولویو! اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکمو"^(۳۴)

-۳۱۔ "ازالہ اوہام" ص ۶، ج ۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

-۳۲۔ "بجم الہدی" ص ۱۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

-۳۳۔ "انجام آنکھم" ضمیرہ و حاشیہ، ص ۲۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

-۳۴۔ "تریاق القلوب" ص ۳۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

”بعض کتوں کی طرح، بعض بھیڑوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مادتے ہیں“ (۳۵)

اور ملاحظہ کیجئے حسن بیان اور حسن ادا:

”کنجروں والے الزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں، مگر اس آریہ میں اس قدر شرم بھی باقی نہیں رہی“ (۳۶)

اور گالی مرزا کی طبیعت کا اس قدر جزو اور حصہ بن گئی ہے، کہ وہ اس کے بغیر بات نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ بارہ گاہ صد افانی میں بھی اپنی درییدہ دہنی سے باز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مسلم عقیدے کے ”اب وحی رسالت ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گئی ہے“ پر طعن توڑتے ہوئے کہتا ہے

کوئی عقل مند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر اس کے بعد سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا۔

کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی۔ (۳۷) (عیاذ باللہ)

دے مجھ کو ہنکایت کی اجازت کہ تم مگر

کیا تھھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے

اور یہی دشام وہی کی عادت تھی جس نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں گورداں پور کی عدالت کو اس بات کے کہنے پر مجبور کر دیا کہ

”ملزم نمبرا (مرزا غلام احمد قادریانی) اس امر میں مشور ہے کہ وہ سخت اشتغال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے، اگر اس کے

۳۵۔ ”خطبہ الماسیہ“ ص ۵۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۳۶۔ ”غیر حق“ ص ۴۰، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۳۷۔ ”ضییر لصرۃ الحق“ ص ۵۰، مرزا غلام۔

میلان طبع کونہ روکا گیا تو غالباً اس من عامہ میں نقش پیدا ہو گا” (۳۸) اور اس سے پہلے ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈکسن اور ۱۸۹۹ء میں مجسٹر ڈولی اس سے اقرار نامہ لے چکے تھے کہ وہ آئندہ کسی کے خلاف گندی زبان استعمال نہیں کرے گا۔ چنانچہ مسٹر ڈکسن نے اپنے فیصلہ میں لکھا

”مرزا غلام احمد کو منبہ کیا جاتا ہے کہ جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (مرزا) فتنہ انگیز ہے۔ (۳۹)

اور اس کا اعتراض خود مرزا کو بھی ہے کہ وہ کہتا ہے:

”ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عمد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے“ (۴۰)

لیکن باوجود ان عدالتی تنبیہت اور قول و اقرار کے مرزا غلام احمد مجبوراً یہ کہتے ہوئے دوبارہ اسی ”شیرنی گفتار“ پر اتر آتا کہ۔

چھٹی نہیں یہ کافر منہ سے گئی ہوئی

نہ جانے مدیر ”پیغام صلح“ کو کیا سو جھی کہ اس نے شیش محل میں بیٹھے بخھائے اپنے امام کی ”عظمت“ کا انکار کر کے ہم پر پھر چھینکنے شروع کر دیے۔ شاید انہیں اس بات نے دلیر کر دیا ہو کہ مدیر ”ترجمان الحدیث“ ملکی سیاست کے بکھڑوں میں الجھنے کے باعث اوہ ر توجہ نہ دے سکے گا اور اسی وجہ سے وہ ایام گزشتہ میں ہم پر مشق ناز فرماتے رہے بقول غالب۔

گو میں رہا رہن تم ہائے روزگار،

لیکن تے خیال سے غافل نہیں رہا!

۳۸۔ روائید او مقدمہ مرتبہ مولوی کرم الدین ”صلی“، ص ۲۰، بحوالہ محمدی پاکت بک ص ۱۹۶

۳۹۔ بحوالہ روائید او مقدمہ، ص ۲۲، ص ۲۰

۴۰۔ دیباچہ کتاب البرہ، ص ۳۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قاریانی۔

خشی تی! ہم کسی کو گالی دینے کے عادی نہیں اور گالی دینا گناہ سمجھتے ہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ گالی دینے والے کا احترام بھی ہمارے نزدیک گناہ سے کم نہیں۔ مرتضیٰ غلام احمد کے لئے اسی لئے ہمارے قلم سے احترام کوئی لفظ نہیں لکھتا کہ اس ”مرد شریف“ سے کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہی۔ ایک عام آدمی سے لے کر علماء فقہاء ائمہ محدثین اور صحابہ کرام (علیهم الرضوان) اور انبیاء عظام (علیهم السلام) تک اس کی دریدہ دہنی سے نہیں بچ سکے۔ اس لئے ہم مرتضیٰ غلام احمد کی مزعومہ نبوت اور امامت تو درکثار اس کی شرافت تک کے قائل نہیں ہو سکے کیونکہ خود اس کے اپنے الفاظ میں:

”یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کملا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متھل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کملا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔“ (۳۱)

اسی معیار پر جب ہم مرتضیٰ غلام کو پرکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ نہ صرف تمام اخلاق رذیلہ اس میں پائے جاتے ہیں بلکہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے اور آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔

ذرا دیکھیے تو سی کہ اپنی کتاب نور الحق میں صفحہ نمبر ۲۸ سے لے کر صفحہ ۳۲ تک پورے چار صفحات ایک ہی حرف سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ہے اپنے مخالفین پر لعنت، لعنت، لعنت، لعنت اور لعنت“ (۳۲) استغفار اللہ! اللہ کے بندے، اتنی بھی کیا جھاگ کہ پورے چار صفحوں کا سیستان اس کر دیا۔

۳۱۔ ”فردۃ، الامام، ص ۸، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

۳۲۔ حوالہ کے لیے دیکھیے نور الحق، ص ۲۸ تا ۳۲، مصنفہ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

اسی طرح اپنی کتاب ٹو ٹو حق میں پوری دس سطراں مسلسل لفظ لعنت کے سکرار
سے پڑیں (۳۳)

بھرم کھل جائے خالم ترے قامت کی درازی کا
اگر اس طرو پر چچ و خم کا چچ و خم نکلے

اور

اگر لکھوائے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے !

اب آپ ہی بتائیے کہ ایسے آدمی کا احترام کون کرے ! وگرنہ ہماری آپ
سے کئی وفعہ بحث ہوئی۔ ہم نہ ہب میں مشرقین کی دوری کے باوصاف بھی آپ کی
بجائے تم پر نہیں اترے الایہ کہ آپ بھی اپنے اسلاف کی اتباع میں اپنے امام کی
سلسلہ پر اتر آئیں تو مجبوراً ہم کو بھی یہ کہتے ہوئے قلم کو جنبش دینی پڑی ہوں

غیر لیں محفل میں بوسے جام کے
ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے !

سرکار ! امید ہے کہ اب آپ کی تسلی ہو گئی ہوگی کہ وشام طرازی میں
ید طولی مدیر "ترجمان الحدیث" نہیں بلکہ آپ کے امام و اسلاف رکھتے ہیں۔ آخر
میں اپنے "مجدہ" کی "زبان مبارک" سے دو گالیاں اور سن لیجئے، تاکہ آپ کو علم
ہو جائے کہ جس کی امامت کی آپ نے دعوم اور شریعت کا شور چار کھا ہے وہ
"اخلاق عالیہ" کے کس مقام بلند پر فائز ہے اور آپ کو احساس ہو جائے کہ
دوسرے پردار کرنے سے پہلے اپنے گھر کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔ مرتضیٰ غلام احمد
اپنے برتن کا ڈھکنا اٹھاتا ہے :

”مگر بقول شخصی ہر ایک برتن سے وہی پٹکتا ہے جو اس کے اندر ہے“ (۲۳)

کل مسلم یقین و یصدق دعوتی الا ذریته البخلیا (۲۵)
کہ ”تمام مسلمانوں نے مجھے مان لیا اور میری دعوت کی تصدیق کردی، مگر کنجیوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا“ (۲۶)

اور

”اے (سحد اللہ) کنجی کے بیٹے اگر تو ذات کی موت نہ مراتو میں سچا نہیں“ (۲۷)

عشق میں تیرے فتنہ گرنج اخھائے اس قدر
بھکریہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفاعت
اسی پر عیسائیوں نے مرزا کے بارہ میں یہ شعر کما تھا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
ویسے اگر مدیر ”پیغام صلح“ غصہ کو اور عداوت و مخالفت کو ایک طرف رکھ کر
چکے سے میری بات سنیں تو انہیں کہوں
”بدزبانی کرنا اور اپنے مخالفانہ جوش کو انتہاء تک پہنچانا۔ کیا اس عادت کو
خدا اپنند کرتا ہے یا اس کو شیوه شرفاء کہہ سکتے ہیں“ (۲۸)

۲۳۔ ”چشمہ معرفت“ ص ۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۲۴۔ اس سطر کی علی عمارت میں جو غلطیاں ہیں وہ مرزا غلام احمد کی علی ولی اور جمالت علی پر شاہد عدل ہیں۔ حیرت ہے کہ بایس بے بضماعتی و بے علی علم و حکمت کا وہ غرہ

۲۵۔ ”آئینہ کملات اسلام“ ص ۵۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۲۶۔ ترجمہ انعام آنحضرت، ص ۲۸۲

۲۷۔ ”آسمانی فیصلہ“ ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

اور

”لغت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لagan (لغت کرنے والا) نہیں
ہوتا“ (۴۹)

اور

جو امام ننان کملاً کر کچھ ایسی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں
چاگ آتا ہے۔ آنکھیں نسلی پبلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح بھی امام ننان
نہیں ہو سکتا“ (۵۰)

مانو نہ مانو جان جان اختیار ہے
ہم تیک و بد خضور کو سمجھائے دیتے ہیں

بحوالہ ”ترجمان الحدیث“ ل ۱۷۵

۴۹۔ ”ازالہ اولام“ ص ۳۴، مصنف مرزا غلام احمد قادریانی۔
۵۰۔ ”ضرورۃ الامام“ ص ۸، مصنف مرزا غلام احمد قادریانی۔

دریں "الفرقان" کے نام

انگریز کا ایجنسٹ کون تھا؟

الل حدیث یا مرزائی

مرزا یوسف نے پاکستان میں انتخاب کی گماگی سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے خلاف عموماً اور الل حدیث کے خلاف خصوصاً ہبڑان گوئی اور ہرزہ سرائی کا ایک طور پاندھ دیا اور سمجھا کہ ہم اس کا کوئی نوٹس نہیں لیں گے اس سلسلہ میں ریوہ کے ایک مرزا یی پر پچے "الفرقان" اور پاکستان کے دیگر مرزا یی جرائد و مجلات نے ایک سلسلہ مضمون شروع کیا جس میں تمام مسلمان مکاتب فکر کو انگریزوں کا آللہ کار اور اپنے آپ کو انگریزوں کی کاس لیسی سے بربی کرنے کی سی لاحاصل کی گئی، ان کے دیگر ہنوات کا جواب تو "ترجمان الحدیث" کے نمبر ۲۹۶ کے شمارہ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ انگریزوں کی وفاکیشی کے بارہ میں اب حاضر ہے ہمیں افسوس ہے کہ ہم اپنی بے شمار انتخابی وغیرہ انتخابی مصروفیات کی بناء پر اس کا جواب کچھ تاخیر سے لکھ رہے ہیں۔ لیکن ان شاء اللہ "ویر آید و رست آید" کا مصدق ضرور ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہم نے ولائل و برائین سے ثابت کیا ہے کہ انگریز کا ایجنسٹ کون تھا، الل حدیث یا مرزائی؟ اور اس سلسلہ میں ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنے بارہ میں اپنی کسی کتاب کا حوالہ نہ ہو اور ان کے بارہ میں کسی غیر کا ذکر بھی نہ آئے بلکہ جو کچھ ہو خود ان کے گھر سے ہو۔ اور فرا دیکھیں کہ الل حدیث کو بیگانوں نے کیا کہا ہے اور مرزا یتی اور مرزا کو خود مرزا اور اس کی امت کیا

کہتی ہے۔

انگریز لیوروں نے جب اسلامی ہند سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے اپنی سیاست کا تخت بچھایا تو جہاں اور محب وطن عناصر نے ان کے خلاف مورچہ بندی کی۔ مسلمان سب سے زیادہ ان کی راہ میں مزاحم ہوئے اور ہندوستان کے چھپے چھپے میں آزادی و حرست کی جگہ لڑی جانے لگی۔ انگریز نے اپنے لامحدود وسائل اور بے پناہ عسکری قوت کے ساتھ ساتھ ہندوستان ہی کے غدار اور ضمیر فروش لوگوں کی مدد و معاونت سے اس بھڑکتے ہوئے الاؤ کو بجھا دیا اور راس کماری سے لے کر درہ خیبر تک پورے ملک ہند پر بلا شرکت غیرے قابض اور متصرف ہو گیا۔ لیکن اس شاطری سیاست نے اول روز ہی اس بات کو بھانپ لیا کہ اس جگہ کے چینے میں اس کے سلح اور عسکر کی بجائے ہند کے غداروں اور خائنوں کا زیادہ حصہ ہے، اس لیے اس نے بر صیرمیں جہاں اپنے جیوش پر خاص توجہ دی وہاں ان عناصر کو ہمیشہ اپنے الاف و عنایات سے نوازتا رہا جنہوں نے اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف اس کی تائید و حمایت کی تھی تاکہ آئندہ بھی ان کو ان کی مال کے بیٹوں اور ان کے وطن کے سپتوں کے خلاف استعمال کرتا رہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ جماعت (class) پیدا ہوئی جن کو (fudalist) جاگیر وار کہا جاتا ہے کہ ویس کے جیالوں اور باحیت و باعیرت متوالوں کے خلاف جاسوسی اور سامراجی گوروں کے بوٹ چائے کے عوض ان کو یہ جاگیریں عطا ہوئی تھیں اور یہ وہی جاگیریں تھیں جنہیں اس ملک کے رکھوالوں سے اس جرم میں چھینا گیا تھا کہ وہ پرنسکی لیوروں سے نفرت اور ان کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے۔ ہندوستان میں استعمار کی تاریخ سے واقعیت رکھنے والے لوگ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ انگریزوں نے جہاں ایسے خائنوں اور ان کی اولاد پر ہمیشہ اپنا سایہ عاطف پھیلانے رکھا وہاں اس امر کے لیے بھی کوشش رہا کہ اس

گروہ میں تازہ ہتازہ اسیران حرص و آز کو بھی شامل کرتا رہے، کیونکہ وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں تھا کہ ۱۸۵۷ء میں بھڑکنے والا شعلہ ابھی پوری طرح بچا نہیں بلکہ اس کے خاکستر میں ابھی کئی چنگاریاں سلگ رہی ہیں جو کسی وقت بھی آتش فشاں بن کر اس خرمن عزو جاہ کو جلا سکتی اور خاک ساہنا سکتی ہیں۔ اس لیے وہ بدستور اس جوڑ توڑ میں لگا رہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے بر صیر میں اپنے اقتدار کو محکم اور قیام کو دوام بخشا جائے، اسے ہندوستان میں مجموعی طور پر جنگ آزادی کے بعد اگر کسی سے خطرہ تھا تو مسلمانوں سے تھا، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ایک تو مسلمانوں کو اپنی قیادت و سیادت کے منئے کاغم ہے کہ ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں ہی کی حکومت تھی اور دوسرا طرف ان کا دین۔ ان کی شریعت اور ان کے جذبات جماد انہیں یہیش غیر ملکی کافروں کے غلبہ واستیلاء کے خلاف انگیخت کرتے اور برہم زن پر اکساتے رہیں گے اور پھر بالفعل بر صیر کے موحد مسلمانوں کا ایک گروہ اس کے خلاف بر سر عمل اور بر سر پیکار ہو بھی چکا تھا اور انگریز اس مٹھی بھر "گروہ عشقاق" سے اس قدر ہراساں، لرزائی اور ترسائی تھا کہ اسے ہندوستان کی سر زمین اپنے پیروں کے نیچے سے کھسکتی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ موحدین کے نعروہائے جماد اس کے ایوانوں پر لرزہ طاری کرنے لگے اور داروں سے ان کو بوسہ ہائے شوق مومنوں کے دلوں کے تاروں سے اس طرح کھینٹے لگے جس طرح زخم و مضراب کے تاروں سے ٹھیکیاں کرتے ہیں اور عین اس وقت جب کہ علماء اہل حدیث اور زماء موحدین خبروں کی نوک اور تلواروں کی دھار پر رقص کر رہے تھے اور سامراج کو بر صیر میں اپنا سورج ڈوپتا ہوا نظر آرہا تھا اس کے غدار اور ذله خوار اٹھے اور ان میں سے چند نے تو اس جماعت مقدسہ پر "وہابیت" کا لیبل چپا کر کے اس کی تحریک حریت کو دوسروں مسلمانوں تک پہنچنے سے باز رکھنے کی کوشش کی اور چند

نے اس جذبے ہی کو ختم کرنے کی خانی جس کے نتیجہ میں یہ چنگاری پھر بھی کبھی بہڑک سکتی تھی۔ ہندوستان کی تحریک آزادی پر قلم اٹھانے والا کوئی سورخ اس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا جب تک کہ وہ رک کر الہ حدیث کی عظمت و رفعت کو سلام نہ کر لے اور ان کے جذبے جہاد اور ان کی بے پناہ قربانیوں کو خراج تحسین نہ پیش کر لے اور اسی طرح اس کی تاریخ تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ ان خائنوں اور انگریز کے خاندانی نمک خواروں کا تذکرہ نہ کر لے جنہوں نے ان بدشی کافروں کی غاطر اپنی ہر چیز کو داؤ پر لگا دیا اور اپنی ہر متاع کو فروخت کر دیا تھا چاہے وہ ضمیر الیٰ گران مایہ اور دین الیٰ والا قادر شے ہی کیوں نہ ہو اور اور یہی سبب ہے کہ تاریخ کے اوراق ان دونوں کی تاریخ کو اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہیں اور آج ہم اسی تاریخ کے صفحات کو الٹ اور اسی کے اوراق کو پلٹ رہے ہیں کہ کچھ سفیمان امت باطلہ، اور الہمان کو رچشم حقائق کو الٹانے، مٹانے اور چھپانے کے درپے ہیں کہ شاعری میں تو ہمیں گوارا ہے کہ یاران سرپل خرد کاتام جنوں اور جنوں کا نام خود رکھ دیں اور ہم اسے آپ کے حسن کی کرشمہ سازی کہہ کر ٹال دیں لیکن تاریخ میں گوارا نہیں۔ تاریخ کا ورق آپ کے سامنے ہے کہ

”۱۸۸۲ء کو قادریان کے ایک انگریز دوست اور مسلم دشمن خاندان میں جنم لینے والا رچشم وچاغ و بخاب کے انگریز گورنر کے حضور اپنی پشتی و فاداری کا ذکر ان الفاظ میں پیش کرتا ہے

”سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل

و جان ہوا خواہ اور وقادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسران نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریز ہے” (۱) اور ”گورنمنٹ عالیہ انگریزی“ کے ”معزز افسران“ نے یہ کیونکر مان لیا تھا کہ یہ خاندان ”کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی“ ہے؟ اس لئے کہ جب مسلمان اپنی آہو اور اپنے ناموس اور اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے اور اہل حدیث کے سرخیل شیخ القل سید نذیر حسین محدث دہلوی انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد پر مستخط کر رہے تھے اس خاندان کا سربراہ گوروں کے بوٹ چائے ہوئے اپنے ہی مکلی بھائیوں کی پشتیوں میں خنجر گھونپ رہا تھا، مرزا غلام احمد اس پر نظر کناں رقطراز ہے

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پلاک خیر خواہ ہے۔ میرا والد، مرزا غلام مرتنے گورنمنٹ کی نظر میں وقادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو وہ بار گورنری میں کری ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی ”تاریخ ریسان چنگاب“ میں ہے، اور ۷۸۵ھ میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مددی تھی، یعنی ہپھاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے کم ہو گئیں مگر تین چھیات جو دست سے چھپ چکی ہیں۔ ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں

۱۔ درخواست بکھور نواب لفڑت گورنر زدام اقبالہ مجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قاریاں، مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱، ص ۸-۹

مصوف رہا اور جب "تمون" کی گزر پر مسدول (حب وطن حرمت پسندوں) کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا" (۲)

جب سامراجی پھو انگریز کے آئے کار اور مرزاٹت کے اجداد اس خیانت کا ارتکاب کر رہے تھے علماء یزدانی اور فقیماء رباني انگریزی کے خلاف فتویٰ جہاد پر دستخط کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ فتویٰ مع استثناء درج ذیل ہے۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دہلی پر چڑھ آئے ہیں اور اللہ اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں اس صورت میں اب اس شروالوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں؟ اور وہ لوگ جو اور شروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد کرنا چاہیے یا نہیں۔ بیان کرو، اللہ تم کو جزا دے۔"

جواب

در صورت مرقومہ فرض یعنی ہے اور تمام اس شر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس فرضیت کے واسطے۔

چنانچہ اس شروالوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے، پہ سب کثرت اجتماع افواج کے اور میا اور موجود ہونے آلات حرب کے تو فرض یعنی ہونے میں کیا شک رہا، اور اطراف دھوالي کے لوگوں پر جو

دور ہیں

باوجود خبر کے فرض کفایہ ہے، ہاں اگر اس شرکے لوگ باہر ہو جائیں مقابلہ سے یا سستی کریں، اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر فرض عین ہو جائے گا اور اسی طرح اور اسی ترتیب ہے سارے الیں زمین پر شرقاً "اور غرباً" فرض عین ہو گا اور جو وعدو اور بستیوں پر ہجوم اور قتل و غارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو جائے گا بشرط ان کی طاقت کے

و سخنط اور موہبہ

نور جمال "محمد عبد الکریم" سکندر علی "سید نذیر حسین" مفتی صدر الدین "وغیرہ ہم پہنچتیں علماء کرام" (۲)

انگریز کے روحلنی فرزندو!۔

اولنک آہاءٰی فجعنی بعثهم

اذا جمعتنا ياجربوا المجامع

اور حرمت ہے کہ مرزا محمود اور اس کے آباؤ اجداد کی ہندی مسلمانوں سے یہ ساری خیانت اور انگریزوں کافروں کی یہ ساری اعانت صرف اس دنیا کے حصول کے لئے تھی جو مرد حر کے نزدیک پر کاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔
چنانچہ مرزا غلام احمد متعز ہے کہ

"میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھتا چاہیں تو اس جگہ سانہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے، میرا باپ سرکار انگریز کے

۲۔ حوالہ کے لیے دیکھیے کتاب "امتحارہ سوتاون اخبار اور دستاویزیں" مرتبہ عقیق صدیقی، ص ۱۹۴، مطبوعہ مکتبہ شاہراہ اردو بازار اٹارکلی دہلی۔ ہند

مراحم کا ہیشہ امیدوار اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنوی چھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاوں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پاگیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا۔ (ماشاء اللہ ہمسہ خانہ آفتاب است) جس کا نام مرتضیٰ غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات الی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں (اور تاریخ کا منہ چڑانے والو! کلیجہ تھام کے سنو) اور پھر میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی حیروی کی^(۲)

اللٰہ حدیث پر نگہ ناز کے تیر بر سانے والو! آؤ اور دیکھو کہ جب ہمارے آباء انگریز کے خلاف سورچہ لگا رہے تھے۔ تب تمہارے آباء کیا کر رہے تھے اور سید احمد، اساعیل شہید، سید نذیر حسین وہلوی، عنایت علی، ولایت علی، علماء صاوق پور، پٹنہ اور ان کے اخلاف تو غدار، جنہوں نے راہ حق میں اپنا سب کچھ لٹا دیا، اور غلام مرتنے، غلام قادر، غلام احمد اور ان کی معنوی اور روحانی اولاد حریت پسند اور انگریزوں میں! جن کا خیر ہی اسلام و شمنی اور کفر دوستی سے اخھایا گیا تھا۔ بعض تقاؤت راہ از کجا تا بکجا

مدیر "الفرقان لکھتا ہے

"انگریزی حکومت نے ملک ہند میں قیام امن اور آزادی مذہب کی جو کوششیں کی تھیں ان کی وجہ سے تمام ورثمند مسلمانوں نے اس

^(۲) "تور الحق" حصہ اول، ص ۲۸، مصنف مرتضیٰ غلام احمد قادریانی۔

حکومت کا شکریہ ادا کیا اور اس سے تعاون کے طریق کو اختیار فرمایا تھا۔ اس سے کسی کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ایسے لوگ انگریزوں کے آہے کار تھے۔ انتہائی غلط فہمی ہے” (۵)

اس سے قطع نظر کہ مرزائی ہنوز انگریز کے درج سراور شاخوں میں اور اسی طرح اپنے نبوت و رسالت کے عطا کرنے والے کا حق نہ ک ادا کر رہے ہیں ان سے سوال کرو کہ وہ کونسا امن تھا جسے ہند میں انگریزی حکومت نے قائم کیا۔ تیمور بابر کی بیٹیوں کی عصمت دری ورسوائی یا ہند کی مسلمان ماوس کو ان کے جگر گوشوں سے محروم کرتا؟

اس حیثت کے دور میں ایک آزاد ملک کے بادیوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے شرم کرنی چاہیے جنہوں نے اس ملک کو ڈیڑھ سو سال تک غلام بنائے رکھا اور اس ملک میں امن کو قائم نہیں کیا بلکہ امن کو تاراج کیا۔ عفتون پر ڈاکے ڈالے، آبیوں کو گارت کیا اور قوم کے جواں بیٹیوں کا خون پیا۔ ان کے بوڑھوں کو تکوار کی دھاروں پر اور مخصوصوں کو نیزوں کی انبوں پر رکھا لیکن وہ لوگ جن کی پرورش اور پرواخت ہی انگریزوں نے کی ہو اور جنہیں ان کی فرمانبرداری ورش اور نہ ہب میں ملی ہو وہ کب اس کو فراموش اور اس کی وفا کیشی سے گریز کر سکتے ہیں۔

شرم تم کو گھر نہیں آتی

یاد رہے منتسبی قادریان نے انگریز کی وفاداری کو مرزائیت میں داخلہ کے لیے شرط اور اصل الاصول قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

”اب اس تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ سرکار انگریزی کا

بدل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پچھے شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی وجہ چارام میں انہی باتوں کی تصریح ہے” (۶)

رعی بات کہ مرزا اور مرزا بیعت صرف انگریزوں کے سپاس گزار تھے، آکہ کار نہیں تھے، اس کے بارہ میں خود مرزا غلام احمد قادریانی اور اس کے جانشین معرف ہیں کہ سرکار انگریزی کی کاسہ لیسی میں وہ اپنے آباء سے کسی طرح پیچھے نہیں رہا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادریانی انگریزی استعمار کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو انگریزی کی غلامی کا درس دیتا اور غلامی کی زنجیروں کو مغلبوط کرنے کی تلقین کرتا ہے

”ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کو فتح ہو۔ کیوں کہ یہ لوگ ہمارے محض ہیں، اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سرپر بہت احسان ہیں۔ سخت جالب اور سخت تلاائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے، اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں“ (۷)

نیز

”خدا نے ہمیں ایک الیک ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مربیانی کے مہنہ سے ہماری پورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے“ (۸)

۶۔ ضمیمہ کتاب البریہ، ص ۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۷۔ ”ازالہ اوبام“ ص ۵۰۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

۸۔ ”نور الحق“ حصہ اول، ص ۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

اور ملکہ کے رحم اور اس کے احسان کی بارش اور مہربانی کے مینہ کا بدلہ مرتضیٰ
غلام احمد کس طرح چکاتا ہے۔ خود اس کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کر جئے
”میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں۔ وہ
ایسے شاہد ہیں کہ اگر ”سول ملٹری“ جیسا لامکہ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر
کھڑا ہو تو بھی وہ وروغ گو ثابت ہو گا۔ اول یہ کہ علاوہ اپنے والد
مرحوم کی خدمت کے سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر
زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض
ہے اور جہاد حرام ہے۔

دوسرے یہ کہ میں نے کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں
بیجھی ہیں جن میں برابر ہی تاکید اور ہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی
بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میرے کسی نفاق پر مبنی
ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے، کہ جو کتابیں عربی و
فارسی روم اور شام، مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بیجھی گئیں
اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی
ہیں، وہ کارروائی کیونکہ نفاق پر محمول ہو سکتی ہے، کیا ان ملکوں کے
پاشدنوں سے بجز کافر کرنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا ”سول
ملٹری گزٹ“ کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظر
ہے؟ (ماشاء اللہ چشم بد دور) اگر ہے تو پیش کرے۔ لیکن میں دعوئی
سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے
لئے کی ہے اس کی نظر نہیں ملے گی“ (۶)

۶۔ اشتخار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور
لیفٹنٹ گورنر چنگاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا گیا ”منجانب خاکسار

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ
 "میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر
 ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی
 الگ حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے
 بھک ہوتا ہے کہ کسی وقت پاغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا
 اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات ہنجاب اور
 ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا
 ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب
 یاد رکھیں جو تقریباً "سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے
 ذہن لشیں کرتا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت
 کریں کیونکہ وہ ہماری محنت گورنمنٹ ہے" (۱۰)

اور

"میں اخبارہ برس سے الگ کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ
 جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طریقہ
 قائل کریں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان
 خیالات سے سخت ناراض ہیں" (۱۱)

(ماشیہ گذشت صفحہ) سرزا غلام قادریانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ "تبليغ رسالت" ج ۳،
 ص ۱۹۹، مولف میر قاسم علی قادریانی۔

۴۔ اعلان سرزا غلام احمد قادریانی اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ "تبليغ رسالت" ج ۲،
 ص ۱۹۲، مولف میر قاسم علی قادریانی۔

۵۔ درخواست بخور نواب لشیٹ گورنر زبادر دام اقبالہ منجانب خاکسار غلام احمد از قادریان،
 مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۹۸ء مندرجہ "تبليغ رسالت" ج ۷، ص ۲۶۔

اور اسی جذبہ جہاد کو جو مسلمانوں کے سینوں میں کوٹیں لے رہا اور انہیں دیوانہ وار شہادت گر الفت میں کھینچے لئے جا رہا تھا، ختم کرنے کے لئے اپنی کوششوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا جاتا ہے

”یہ وہ فرقہ ہے جو احمدیہ کے نام سے مشہور ہے، اور چنگاپ اور ہندوستان اور دیگر متفق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو ون رات کو شش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیوودہ رسم کو اخحاد کے چنانچہ اب تک سائھ کے قریب میں نے اپنی کتابیں عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محوج جائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے، لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی“ (۲۲)

کیا انگریز کی کاسہ لیسی اور ان کا آزار کار ہونے کا اس سے بڑا بھی کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے اور یہ ساری دین فروشی اور قوم فروشی کس لئے تھی؟ صرف چند سکوں کے لئے یا اس تاج نبوت کے لئے جس کی گدائی مرزا غلام احمد انگریزوں سے کرتا رہا۔

تغیر تو اے چیخ گروں تفو

چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

”میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں، مدعایہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو

۲۲۔ قاریانی اخبار ”ریویو آف ”ویلینجنز“ بابت ۱۹۰۲ء اقتباس از علیفہ جو مرزا غلام نے حکومت انگریزی ہند کو پیش کیا۔

میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش
وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایات
خاص کا مستحق ہوں” (۲۳)

نہ جانے ان لوگوں کی عتل پر کیسے پتھر پڑ گئے جو مرزا غلام احمد کو نبی اور
رسول شمار کرنے لگے۔ مقام نبوت اور منصب رسالت تو بڑی بات ہے۔ رب
کعبہ کی قسم اس طرح کی پستی کا مظاہرہ تو گدایاں میکدہ بھی نہیں کرتے۔ چہ
جائیکہ ایک شریف اور باغیرت انسان! اور اس پر طرہ یہ کہ رسالت و تغیری کا
دعویٰ۔ عیاز ابا اللہ۔

بت کریں آرزو خداوی کی

اور۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنہ دیکھے

”صرف یہ التہاس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت
جس کو پچاہ سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جان ثانی خاندان
ثابت کر بھلی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے
بیشہ ملکم رائے سے اپنی چیخیات میں یہ گواہی دی ہے، کہ وہ قدمی
سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود
کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم و اختیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام
لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی
ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو
ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں، ہمارے خاندان نے

سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بمانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں۔ (نیز ضمیم میں اپنے تین سو سترہ مردوں کے نام ہیں۔
حوالہ مذکور)

اللہ وہ مرتضیٰ اس عبارت کو پھر پڑھے۔ شاید اس کے بے غیرت وجود میں غیرت و حیثت اور عقل و خرد کی کوئی چیز بھی کمی موجود ہوا اور وہ اسے خبر دے سکے کہ نبی اور رسول اس قدر ذلیل اور رذیل نہیں ہوا کرتے اور وہ آئندہ مرتضیٰ قادریانی کا وکیل مغلائی بننے سے پہلے اس بات کو سوچ لیا کرے کہ ذلت و رسولی کے ان عظیق گزھوں سے کوئی بھی اس کے موکل کو نکال سکتا ہے کہ نہیں؟ اور شاید وہ آئندہ اللہ حدیث پر طعن توڑنے سے پہلے کچھ دیر رک کر غور کر لے کہ ابھی اللہ حدیث کی صفتیں "مردوں" سے اس قدر خالی نہیں ہوتیں کہ انگریز کے خود کاشتہ پوئے کا ایک شر بے شران پر وار کر کے چلا جائے اور سمجھے کہ اس کا جواب اسے نہیں ملے گا۔ ثناء اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ) اور محمد گوندلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے رب کی قسم! ابھی ان کے بیٹوں میں یہ کس مل موجود ہے کہ وہ قادریانی کے اخلاف کا اسی طرح کس مل نکلا سکیں اور انہیں اسی طرح لا جواب کر سکیں جس طرح وہ مرتضیٰ قادریانی کا نکلا کرتے اور اسے لا جواب کیا کرتے تھے۔

اپنی جفا کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بنہ پور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر
اوہ اور ذرا "مردان احرار" کو بھی دیکھو کہ انی ایام میں جب متنبی قادریان مرتضیٰ غلام احمد، انگریز کے سامنے کارہ گدالی لیے کھڑا تھا اور مسلمانوں کو انگریز کی

اطاعت کا سبق دے رہا تھا، اہل حدیث انگریز کے خلاف میدان جنگ میں سینہ پر
تھے اور ان کا زعیم اور قائد مولانا عنایت علی صادق پوری کو ہستان سرحد سے

مسلمانان ہند کے نام یہ اعلامیہ جاری کر رہا تھا

۱۔ جس ملک پر کفار مسلط ہو جائیں وہاں کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ
تحد ہو کر کفار سے اڑیں۔

۲۔ جو نہ لڑکیں وہ ہجرت کر کے کسی آزاد اسلامی ملک میں پہنچ جائیں۔

۳۔ ہجرت موجودہ حالات میں فرض ہے اور جو لوگ ہجرت سے باز
رکھنے کی کوشش کریں وہ منافقت کی زد میں آتے ہیں۔

۴۔ جو لوگ ہجرت بھی نہ کر سکیں وہ حکومت سے علیحدگی پر عمل پیرا
ہوں مثلاً کسی کام میں حکومت کی مدد نہ کریں، اس کی عدالتوں میں نہ
جائیں۔ اپنے جھگڑوں کے لئے پنجاستین بنائیں (۱۴)

اور انہی مولانا عنایت علیؒ کے تربیت یافت مجاهدین نے سخانہ کی پہاڑیوں کے
اوپر انگریزی فوج سے دست بدست جنگ کرتے ہوئے اس شان سے راہ حق میں
اپنی جانوں کو نچھا لوار کیا کہ "چھٹ اور میں ایسے مخالف کہہ اٹھے کہ

"ہر مجاہد یا شہید ہوا یا گرفتار کر لیا گیا، انہوں نے جوش حیث کا غیر
معمولی مظاہروہ کیا اور بہادرانہ پیش قدمی کرتے رہے۔ سب نے نمایت
حمدہ لباس پن رکھے تھے، نہ کسی کے قدم میں لرزش ہوئی نہ کسی کی
زبان سے نعرو بلند ہوا۔ چپ چاپ جائیں دیتے رہے" (۱۵)

اور پھریسی لوگ تھے جنہوں نے معزکہ امبلا میں مرزاویوں کے آقائے ولی
نعمت جزل چیبر لین کے چھکے چھڑا دیے۔ اس معزکہ کے بارے میں ڈبلیو ڈبلیو ہنزر

۱۴۔ حوالہ کے لئے دیکھیے "سرگزشت مجاهدین" ص ۳۰۳ مرتبہ مولانا غلام رسول مر۔
۱۵۔ نوبل کی کتاب، ص ۶۲۱، اور اوائل کی کتاب، ص ۵۰ مقول از سرگزشت مجاهدین۔

ایسا بدنام ننانہ مسلمان دشمن انگریز مورخ لکھتا ہے

”۱۸۔ تاریخ ۱۸۳۳ء کو دشمن مجاہدین نے جاں فشاںی سے ہم پر

حملہ کیا اور حماری ایک چوکی پر قابض ہو گئے اور افسوس کے علاوہ ۲۰ آدمیوں کو زخمی یا قتل کرتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔ دوسرے دن دشمن نے ایک اور چوکی پر قبضہ کر لیا جسے پھر ایک خوزیر جنگ کے بعد، جس میں ہمارے جرنیل (جزل چیبر لین) صاحب بھی شدید طور پر زخمی ہوئے دوبارہ حاصل کر لی گئی، اور افسروں کے علاوہ ۲۵ آدمی جنگ میں کام آئے یا بالکل ناکارہ ہو گئے۔ ۲۰ تاریخ کو بیمار اور مجرموں کو واپس بیچج دینا ضروری سمجھا تھا جن کی کل تعداد ۳۳۵ ہو گئی تھی۔ جرنیل صاحب نے جو تاریخ ۱۹ تاریخ کو دیا تھا، اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فوجوں کو ایک مینے تک دن رات سخت کام کرنا پڑا ہے اور تازہ دم دشمنوں کا مقابلہ ایسے نقصان کے ساتھ کرنا پڑا جو حوصلہ نہ کن ہے۔ اس لئے ہمیں سکن کی ضرورت ہے۔ میرے لئے دشمن کا مقابلہ کرنا، خود اک ہم پہنچانے کے لئے آؤ میا کرنا اور زخمیوں کو واپس بھیجننا بت مشکل ہو گیا ہے۔“ (۱۶)

اور آگے چل کر سی ڈاکٹر ہنر لکھتا ہے

”مجاہدین نے سرحدی قبائل میں جو اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ ہم نے اس کا غلط اندازہ لگایا تھا، وہ لوگ جو ان کے ساتھ مذہب کی بناء پر شامل ہوئے تھے، وہ فتح یا شادت کی امید پر بڑے پر جوش اور بے صبر ہو رہے تھے۔“ (۱۷)

۱۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان، مصنفہ ڈبلیو ڈبلیو ہنر ترجم، ص ۷۵ مطبوعہ قوی کتب خانہ لاہور۔

۲۔ کتاب مذکورہ، ص ۵۹۔

اور اس دور میں، جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے خائن اور غدار، انگریزوں کی حمایت میں جہاد کو ناجائز قرار دے رہے تھے اور ہندوستان کو دارالاسلام بتلارہے تھے، اہل حدیث نہ صرف ہر طریقے سے قوم کو جہاد کا ورس دے رہے تھے بلکہ عملاً جہاد میں شریک بھی تھے اور پورا ہند ان کے جہاد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ ڈاکٹر ہنر لکھتا ہے

”انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر اگر دہائیوں کی نظم و نشر کی منظر سے مختصر کیفیت بھی لکھنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بت اوب پیدا کر دیا ہے جو، انگریزی حکومت کے زوال کی پیش گوئیوں سے پر اور ضرورت جہاد کے لئے وقف ہے“ (۱۸)

اور جس وقت قاریان میں انگریزی الجیث اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کر رہا تھا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر الیکی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقلات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً سولہ برس سے تقریبی اور تحریری طور پر ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں“ (۱۹)

۱۸۔ کتاب مذکور، ص ۴۰۳۔

۱۹۔ مرتضیٰ غلام احمد کا اعلان اپنی جماعت کے نام مندرج ”تبیغ رسالت“ ج ۲، ص ۳۲۔

اور

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے
امام اور پیشووا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ
رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تکوار کا جماد بالکل نہیں (مساراج
اور کس کا ہے) اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر
طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جماد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا" (۲۰)

اور

"میں نے صد ہاتھا میں جماد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور
شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں، کیا آپ نے
بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی؟ (ماشاء اللہ) (۲۱)

نیزہ

میں ایمان اور انصاف کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس
گورنمنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے
صیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری
جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے احسان کا شکر گزار
نہیں" (۲۲)

نصاری کی رضا جوئی ہے مقدس اس نبوت کا
اور ابطال جماد انجام مقدس کا وسیلہ ہے

۲۰۔ اشتخار مرزا غلام احمد مندرجہ "تبیغ رسالت" ج ۹، ص ۵۲۔

۲۱۔ اشتخار مرزا غلام احمد مندرجہ "تبیغ رسالت" ج ۳، ص ۶۴۔

۲۲۔ اپنی جماعت کے لئے ضروری صیحت، مخاب مرزا غلام احمد قادری، مندرجہ "تبیغ
رسالت" — ج ۱۰، ۳۲۔

ایسے ہی وقت میں اہل حدیث پٹنے کے اندر ایک ایسے مرکز کی بنیاد رکھے چکے تھے جہاں انگریز کی اطاعت اور جہاد کے شیخ کی تلقین نہیں بلکہ انگریز کے خلاف بغاوت اور کفار کے مقابل جہاد کا ولولہ انگریز درس دیا جاتا تھا، چنانچہ سر ہربت ایڈورڈ لکھتا ہے:

”نداری اور بغاوت کے ایک مرکزی دفتر کا وجود پٹنے میں بیان کیا جاتا ہے“ (۲۳)

اور مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۴۸ء میں ہے
”اس پوری مدت میں پٹنے سازش کا مرکز تھا۔ وہاں مبلغ ہندوستان اور دوسرے قریب کے ملکوں میں اپنے مشن کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کے پڑے لیڈر ولایت علی اور عنایت علی پٹنے کے رہنے والے تھے“ (۲۴)

اور ہنر لکھتا ہے

”کتاب جتنی سخت اور باعیناہ ہو، اتنی ہی عوام میں زیادہ مقبول ہوگی۔ لیکن یہ اشتغال انگریز لڑپچ تو اس مستقل چار گانہ تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہاں لیدروں نے بغاوت پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ سب سے مقدم پٹنے کا مرکزی دارالاشرافت ہے۔

پٹنے کے خلفاء جو ان تحکم واعظ خود اپنے آپ سے بے پرواہ بے داغ زندگی بر کرنے والے، انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن معروف اور روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے، وہ اپنی جماعت کے اراکین کا

-۲۳۔ ہندوستان میں اڑتیس برس مصنفہ ٹیلرج ۲، ص ۲۸۳۔

-۲۴۔ مردم شماری کی رپورٹ بابت ۱۹۴۸ء ج ۵، ص ۲۳۶، منقول از ”ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک“ ص ۹۹، مصنفہ مولانا سعود عالم ندوی

نمونہ اور ان کے لیے مثال تھے۔ ان کی بہت سی تعلیمیں بے عیب تھیں اور یہ اپنی کام تھا کہ انہوں نے اپنے ہزاروں ہم وطنوں کو بہترین زندگی برکرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی۔ (الفضل، ما شهدت به الاعداء) ہر ایک ضلع کے مبلغین متعصب لوگوں کے گروہ دارالاشاعت میں بیجتے۔ ان میں سے آکٹھ کو جن کے جوش کو پڑھنے کے لیڈر اور بھی بھڑکا دیتے تھے، چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی کمپ کی طرف روانہ کیا جاتا۔ ان میں سے زیادہ ہوشیار نوجوانوں کو زیادہ دیر تک زیر تربیت رکھنے کے لیے منتخب کیا جاتا تھا، اور جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتے تھے تو ان کو ان کے صوبے کی طرف ایک واعظ یا مذہبی کتب فروش کی حیثیت سے واپس کر دیا جاتا تھا۔ پڑھنے کا مرکز تبلیغ یہ شہ اس بات پر نور دیتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو کافروں کے ساتھ جہاد کریں اور یا اس لعنتی سرزین سے بھرت کر جائیں، کیونکہ کوئی سچا دیانتدار اپنی روح کو خراب کیے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں رہ سکتا۔ جو لوگ جہاد یا بھرت سے منع کرتے ہیں وہ دل کے مخالف ہیں” (۲۵)

ہاں جتاب! انگریز کا اجتہد کون اہل حدیث یا مرزا تھی؟ وہ جو انگریز کے خلاف لڑتے رہے یا وہ جو انگریز کی اطاعت کو اللہ و رسول کی اطاعت قرار دیتے رہے؟

لیجتے اس کا حوالہ بھی حاضر ہے۔ خلیفہ قادریان مرزا محمود احمد کہتا ہے:

”حضرت (مرزا غلام احمد) نے لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتھار

لہا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ پس حضرت (مرزا) کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ (نفوذ بالله من ذلک) اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے" (۲۱)

اللہ وحی صاحب!

بات یہ ہے کہ آپ کے گھر سے
ہم کو نسبت ہے دست و دام کی
ہم کو مشاکلی ازل سے ملی
آپ کے کاکل پریشان کی

اور اگر یہ کہا جائے کہ مرزا میں انگریز کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے بھی زیادہ اہم اور مقدم سمجھتے تھے تو بے جانہ ہو گا، کیونکہ مرزا یہ کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ مرزا اور اس کے اخلاف، اس کی اولاد اور اس کی امت قرآن و حدیث کی ان واضح نصوص کا تو انکار کر دیتے اور اس کی تاویل کر لیتے تھے جن کی زو انگریز پر پڑتی ہے، لیکن انگریز کی خاطر انہیں جائز کو ناجائز بناویئے میں بھی کوئی باک نہ تھا۔ یہی وجہ ہے، باوجود یہکہ مرزا غلام احمد واضح طور پر اعلان کرچکا تھا کہ:

"گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں میں ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت تمام مسلمانوں کے لئے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے باران

رحمت بنا کر بھیجا۔ اس سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعاً "حرام ہے"

(۲۷)

اور

اب چھوڑ دو جہاد کاے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وجدال

(غلام احمد)

اور

ہمارے امام (مرزا غلام احمد) نے ایک بڑا حصہ جو ۲۲ برس ہیں،
اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام ہے اور قطعاً "حرام ہے" یہاں تک
کہ بہت سی عربی کتابیں مضمون مختلف جہاد لکھ کر ان کو بیان اسلام عرب
شام کامل وغیرہ میں تقسیم کیا" (۲۸)

اور اس بات کے باوصف کہ جب ۱۹۲۹ء میں ایک دریہ وہن ہندوستانی راجپوت
نے سور کائنات محمد کریم فداہ اپی، اسی وروحی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک
ذیل کتاب "رُغَيْلَا رَسُولٌ" کے نام سے لکھی اور اس پر لاہور کے ایک فدائی غازی
علم الدین شہید نے اس کا کام تمام کر دیا۔ تو مرزا بشیر الدین نے اس پر ان الفاظ میں
تبصہ کرتے ہوئے اپنے باپ کے ہتھے ہوئے مسلم کی تائید کی:
”وہ ثی بھی کیا نی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ
رنگئے پڑیں، وہ لوگ جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں وہ مجرم ہیں اور
اپنی قوم کے دشمن ہیں“ (۲۹)

۲۷۔ ”شادۃ القرآن“ ضمیرہ، ص ۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی

۲۸۔ قادریانی رسالہ ”ریویو آف ریلیجنز“ بابت ۱۹۰۴ء

۲۹۔ ”الفصل“ ۱۹۔ اپریل ۱۹۲۹ء

اس کے باوجود اور اس کے باوصف جب مسئلہ سرکار دولت مدار انگریزی کا ہوتا ہے تو وہی حرام اور ناجائز حلال اور جائز بن جاتا ہے:

”صرف یہ التماں ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان ثنا رخاندان ثابت کر چکی ہے۔ خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت هزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مریانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بھانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے“ (۳۰)

ان خط کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پڑھیں اور سردھیں کہ اللہ کی راہ میں جان دنا اور خون بھانا حرام، اس کے ناموس پر کتنا ناجائز اور انگریز کی راہ میں خون دینا یعنی حلال اور اس کی آبرو پہ مٹا کار ثواب!
مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا تھا۔

کبھی حج ہو گیا ساقط کبھی قید جہاد انھی
شریعت قادریاں کی ہے رضا جوئی نصاری کی
اور بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں (محمود) سجان اللہ!
”عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بھانے اور میری تحریک پر
سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے“ (۳۱)

۳۰۔ مرتضیٰ غلام احمد کی درخواست بحضور لٹنیٹ گورنر چنگاب مندرجہ ”تلیغ رسالت“ ح ۷، ص ۸۸

۳۱۔ خطبہ مرتضیٰ غلام خلیفہ قادریان مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۳۱ اگست ۱۹۷۳ء

اور:

”جب کامل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے پڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈیل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ بند ہو جانے کے رکھ میں ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آزیزی طور پر کام کرتے رہے“ (۳۱)

اور تو اور خود خلیفہ قادریان کے دل میں انگریز کی خاطر جاں سپاری اور جانشیری کے جذبہ صادقہ کا یہ عالم ہے کہ:

”جو گورنمنٹ ایسی میریان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والیٹر ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا“ (۳۲)

پناہ اللہ کی مرزاں کے پیشواؤں سے امام ان کا ہے گہ کرتا نبی ان کا لیڑا ہے اور یہی خلیفہ مرزاں جس نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اور آپ کی گستاخی کے مرتكب کے قتل پر اظہار ناپسندیدگی کیا تھا، انگریز کے پوروں اور خود کا شوت پوے اپنے باپ متنبی قادریان کی حرمت و عزت کی خاطر اس قدر جوش و غیرت کا شوت رہتا ہے کہ جب مولوی عبدالکریم نامی ایک شخص نے مرزا اور اولاد مرزا کی سیاہ کاریوں سے مطلع ہو کر مرزاں سے توبہ کی اور مرزا غلام احمد

۳۱۔ مرزا کی ایڈریس بکھور لارڈ ریڈنگ و اسٹر ائے ہند مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۲۔ جولائی ۱۸۷۱ء

۳۲۔ ”انوار خلافت“ ص ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادریانی۔

کی اور اس کے اخلاف کی زندگیوں کو بے نقاب کرنا شروع کیا تو مرزا محمود نے کہا:
 ”اپنے دینی اور روحانی پیشوائی کی معمولی ہٹک بھی کوئی برداشت نہیں
 کر سکتا۔ اس حتم کی شرارتیں کا نتیجہ لڑائی جھڑا، حتیٰ کہ قتل و خونزیزی
 بھی معمولی بات ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی کو چنانی دی جائے اور وہ
 بزدلی دکھائے تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائیں گے، بلکہ میں تو اس کا
 جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا“ (۳۴)

اور:

”جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں توانائی ہے اور دنیا میں
 ایک احمدی بھی زندہ ہے، اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو
 پہلے ہماری لاشوں پر گزرنا ہو گا اور ہمارے خون میں تیرنا ہو گا“ (۳۵)
 ذرا غلام ہندی کے لیے اس غیرت کو اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 لیے اس بے غیرتی کو ملاحظہ فرمائیے جب کہ اس ایسے لاکھوں غلاموں کو سرور
 ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں پر قربان کیا جاسکتا ہے۔
 اور پھر انہی جوشی اور حیمت بھری تقریروں بے متاثر ہو کر ۲۳ اپریل ۱۹۴۳ء
 کو ایک مرزاً محمد علی نے مولوی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں
 مولوی عبدالکریم زخمی اور ان کا ایک ساتھی محمد حسین قتل ہوا اور جب ۱۶ مئی
 ۱۹۴۳ء کو اسے چنانی دے دی گئی تو خود مرزا محمود احمد نے اس کے جنازہ کو کندھا
 دیا اور مرزاً یوسف کے بھتی مقبوو میں دفن کیا۔

تمہاری زلف میں پچھی تو حسن کملائی
 وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

۳۴۔ ”الفضل“ ۱۷ اپریل ۱۹۴۳ء

۳۵۔ ”الفضل“ ۱۸ اپریل ۱۹۴۳ء

سرکار! بات چلی تھی انگریز کی کاسہ لیسی کی، اب بتائیے کہ انگریز کا آله کار کون تھا، وہ راہ نورداں شوق کہ سر پر کفن باندھ کے تخت دار کو چونے کے لئے چلے۔ یا وہ طبقہ ساقلہ کہ جن کی آرزوؤں کا معراج پایہ ہائے انگریزی کو بوسے دینا اور خروان کفر کو سجدے کرنا تھا؟ اور کیا لغت میں ایسے لوگوں کے لئے ابجٹ یا آله کار کے علاوہ بھی کوئی موزوں لفظ ہے۔ جب مرزا نیت کے یہ اب وجد، کفر اور کافروں کے جوتوں میں جان دینا اپنا مقصود اور اپنا مطلوب قرار دے رہے تھے، اہل حدیث ایسے لوگوں کی نماز جنازہ بھی پڑھنے کے روادار نہ تھے، جنہوں نے انگریز کی حمایت نہیں بلکہ انگریز کی مخالفت میں مدعاہت کا ثبوت دیا ہوا۔

چنانچہ مولانا مسعود عالم ندوی اپنی کتاب "ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" میں مولانا ولایت علی کے فرزند مولانا محمد حسین صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

"وہ انگریزوں کے اس قدر مخالف نہ تھے، جس قدر ان کے اسلاف اس لیے جب ان کا انتقال ہو گیا تو مشور اہل حدیث عالم، مولانا عبدالحکیم صادق پوری" (۱۸۷۶ء، ۷۳۳ھ) خلف مولانا احمد اللہ اسیر انڈھیمان تو اتنے سخت تھے کہ انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی" (۳۶)

اسیر دام بلا اور کون ہے میں ہوں
 شکار تیر جفا اور کون ہے میں ہوں
 شہید زہر حیا اور کون ہے میں ہوں
 قتیل تنخ اوا اور کون ہے میں ہوں
 جب مرزا نیت انگریز کے تلوے چاٹ رہے اور اس کی چوکھت پر ناصیرہ فرسائی کر رہے تھے اور اپنی اسلام، ملک اور قوم دشمنی کا صلہ مانگ رہے تھے۔ اہل

حدیث کے خلاف انبالہ، پشنہ، مالوہ، راج محل اور پھر پشنہ میں بغاوت کے جرم میں مقدمے چلائے جا رہے تھے اور انہیں چنانی کی سزا میں سنائی جا رہی تھیں اور جب چنانی کی سزا ان کے چروں پر لقاء رب کی نوید سے خوشی کی لہر دوڑ گئی تو چنانی کو عبور و ریائے شور اور دوام جس کی سزا میں تبدیل کیا جا رہا تھا۔ انہی اسیران بلا میں سے ایک اور سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولوی محمد جعفر تھانیسری بیان کرتے ہیں:

”۱۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ڈپنی کمشنر صاحب چنانی گھروں میں تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ چنانی پڑنے کو بہت دوست رکھتے ہو اور اسے شادوت سمجھتے ہو۔ اس واسطے سرکار تمہاری دل چاہتی سزا تم کو نہیں دیوے گی۔ تمہاری چنانی سزاۓ دوام الجبس عبور و ریائے شور سے بدلتی گئی۔ بمجرد سنانے اس حکم کے چنانی گھروں سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ بارکوں میں بند کیا اور جیل خانے کے دستور کے مطابق مقراض سے ساری ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال تراش کر منڈی کی بھیڑ سا بنادیا۔ (ندرارو اور ذله خوارو! اپنوں کی بے غیرتی دیکھو چکے اب ذرا ہماری مرداگی اور شجاعت دیکھو) اس وقت میں نے دیکھا کہ مولوی سعیؑ علی صاحب (امیرالمجاہدین) اپنی ڈاڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا اٹھا کر کرتے، افسوس نہ کر، تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کے واسطے کتری گئی“ (۳۷)

امیرالمجاہدین مولانا سعیؑ علی نے قید تھائی اور سزاۓ دوام الجبس عبور و ریائے شور کو جس استقامت اور خدہ پیشانی سے برداشت کیا وہ تاریخ حرمت کا ایک سنرا باب ہے۔ صاحب ور مشور لکھتے ہیں:

”ہمارے حضرات اس قید تھائی میں پھر تھینا“ دوازھائی میئنے رہے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان ایام کو آپ نے برداشت کیا اور جب کوئی سپاہی پھرہ دینے والا یا اور کوئی سپاہی قیدی آپ کے سامنے آ جاتا ہندو یا مسلمان سب کو آپ توحید باری تعالیٰ کا وعظ سناتے اور عذاب آخرت و قبر وغیرہ سے ڈراستے۔ سپاہی کھڑا روتا اور جب اس کے پھرے کی بدلتی ہوتی تو اس صحبت کو چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتا۔ میں کچھ نہیں لکھ سکتا کہ کس قدر فائدہ اس وقت پھرہ والوں کو پہنچا اور کتنے موحد ہو گئے اور کتنے دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے“ (۳۸)

اور پھر انہیں مجاہدوں کو ان کی انگریز دشمنی کی سزا یہ دی گئی کہ:

”رے دن شا بحشریث مقدمہ سازش انبالہ کی تجویز پر کہ صادق پور کا احاطہ پڑنے میو نسلی کو دیا جائے اور تمام مکانات زمین کے برابر کرویے جائیں اور وہاں ایک بازار بنایا جائے، کیونکہ میرے خیال میں اس سے زیادہ اچھا مصرف اس زمین کا نہیں ہو سکتا (۳۹) اور پھرناہ صرف عید کے دن ان کے مکانات مندم کرویے گئے بلکہ ان کے بزرگوں کی قبریں تک بھی کھدوادی گئیں“ (۴۰)

مولانا بیجنی علی کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو گھر والوں کو لکھا:

”آج شب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اس آبیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

۳۸۔ الدر المشور فی ترجمۃ الہ صادق فور (معروف بـ تذکرہ صادقة ص ۲۰، مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ ہند۔

۳۹۔ میمور عزم، ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، مرتبہ رے دن شا

۴۰۔ حوالہ کے لیے دیکھیے تذکرہ صادقة، ص ۲۹، ۳۰

وَهُنَّ الظَّبِينُ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اولئک علمہم صلوات من رہمہم ورحمتہم واولئک هم المہتدون" (۳۱)

در کئے جام شریعت در کئے سندان عشق
ہر ہوتا کے نداند جام دسداں باختن

اہل حدیث، ہند کی انگریز حکومت کی نگاہوں میں کس طرح لکھتے تھے۔ اس کا اندازہ صرف اس ایک چھوٹی سی عبارت سے کیا جاسکتا ہے جسے مولانا عبدالرحیم صادق پوری، مولانا احمد اللہ کے حالات میں رقم کرتے ہیں۔ وہ پنڈ کے انگریز کشہر مسٹر ٹیلر اور اس کی اسلام اور جماد و شمنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس وقت ٹیلر صاحب اور ان کے مشیر نیشن عقرب کربست کھڑے ہو گئے اور چوکڑی بھرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ اس وقت خاندان صادق پور سے خصوصاً" اور جملہ فرقہ اہل حدیث سے "عموا" بد غنی و غبنا ک ہو رہی تھی۔ اس کا موقعہ پاکر جھٹ ان کمینوں نے حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان میں پھونکا کہ یہ ممکن نہیں کہ مولوی یحییٰ علی و عبدالرحیم و جملہ فرقہ اہل حدیث اس بغاوت کے جرم میں ملوث ہوں اور مولوی احمد اللہ اس سے بری ہوں" (۳۲)

دارورسن کی گود میں پالے ہوئے ہیں ہم
سامنے میں مشکلات کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
وہ دولت جنوں کہ زمانے سے اٹھ گئی ،
اس دولت جنوں کو سنجھا لے ہوئے ہیں ہم

۳۱۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۱۵۸، ۱۵۹

۳۲۔ "بیوکہ صادق" ص ۳۶، ۳۷

ہمارے اسلاف تو انگریز کے خلاف جہاد و قتال میں مصروف اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے میں مشغول رہے اور مرزا نیت کے اب وجد انگریز کی خاطر جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مرزا غلام احمد اقراری تھے:

”چونکہ قرین بصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسا ناقم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپرداہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناقن شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو الکی باعیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مراج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں“ (۳۳)

شاعر رسول مولانا ظفر علی خاں نے ان کے بارے میں کیا خوب کہا تھا۔

حقیقت قادیاں کی پوچھ لججے ابن جوزی سے
نکو کاری کے پردے میں سپہ کاری کا خیلہ ہے
یہ وہ تبلیس ہے ابليس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح چھیلا ہے
پلی ہے مغلی تمنب کے آنحضرت عشرت میں
نبوت بھی رسکی ہے پیغمبر بھی رسیلا ہے!
نصاری کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجام مقصد کا وسیلہ ہے

اور جس طرح جہاد اور مسئلہ جہاد توارثاً اہل حدیث کو منتقل ہوتا رہا ہے،

انگریز کی غلامی کا جوا بھی مستقل طور پر مرزا سیت کے گلے میں پڑا رہا اور ہنوز پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اہل حدیث قیام پاکستان تک ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سرگرم جاؤ رہے اور ان کی مفصل تاریخ کے لیے ملاحظہ کجھے۔ مولانا مرکی کتاب "سرگزشت مجاہدین" اور آخری جماد جس میں انہوں نے حصہ لیا جماد کشیر ہے۔ بالکل اسی طرح مرزا ای آخری وقت تک انگریز کے قدموں میں لپٹنے اور اس کے دامن سے چٹنے رہے اور اب تک اس کی محبت سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود انگریز ایجنٹی پر فخر کرتے رہے اور اب بھی امت مرزا سیہ انگریزی عدل و انصاف کے گن گاتی ہے، کیوں نہ ہو کہ مرزا غلام احمد نے اسے اپنی تکوار اور اپنی ڈھال قرار دیا تھا (۳۳)

اور اسی لیے سخوط بخدا اور نوال خلافت پر جب پوری امت مسلمہ سوگ متاری تھی۔ قادری ندار اس سقط و نوال پر انگریزی فتح کی خوشی میں چراغاں کر رہے اور جشن متار ہے تھے۔

اللہ وہ اور اس کے ہمنوا مرزا سید!

اب وام کر اور کسی جا بچھائیے
بس ہو چکی نماز مطلع اٹھائیے

رہا معاملہ مولانا محمد حسین بیالوی کے وہ ایڈرسوں (۳۵) کا تو ہم اس سلسلہ

۳۳۔ حوالہ کے لیے دیکھیے "الفضل" ۱۹۱۸ء "الفضل" مورخہ ۴۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔ ۳۴۔ انی حوالوں کو لے کر کراچی کے مخدوم ایوب قادری نے اہل حدیث کے خلاف دل کے پھپوٹے جلائے۔ ہمیں افسوس ہے کہ احباب دیوبند میں سے کچھ غیر ذمہ دار لوگ موقع سے بھی کچھ تندو تیر باشیں نکل جاتی ہیں، لیکن ہمیں زیادہ افسوس اپنے بھائی مولانا محمد تقی ہٹھلی رہے جو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند ہیں کہ انہوں نے کس طرح اس فلم کا غیر ذمہ دار ایڈرس اور تبلیغ و تیز مضمون اپنے موفر رسائلے "ابلاغ" میں شائع کیا اور وہ بھی ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک میں اسلامی قوتوں غیر اسلامی نظام کی حاوی طاقتوں کے

میں مستبی قادریانی کی امت کی طرح کسی قسم کی تاویل و تحریف کے چکر میں پڑنے کی بجائے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر کسی فرد یا چند افراد نے ایسا کیا تو غلط کیا۔ ہم انہیں نہ معصوم سمجھتے ہیں اور نہ صاحب شریعت کو ان کی ہربات ہمارے لیے جنت و سند ہو۔ قوم میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے غلطیوں اور لغزشوں کا صدور ہوتا ہے۔ ان سے مجموعی طور پر قوم کے دامن پر دبہ نہیں لگ سکتا اور نہ ہی ان کی بناء پر کسی گروہ کو مطعون کیا جاسکتا ہے۔

کیا مرزا آئی مرزا غلام احمد قادریانی کے پارہ میں اس بات کے کہنے کی جرات رکھتے ہیں جب کہ وہ مرزا سیت کا بائی اور موسیٰ علی نہیں بلکہ اس کا نبی رسول بھی ہے۔

نہ جانے اللہ دستہ مرزا آئی کو ایک اہل حدیث رسالہ کے مدیر کی اتنی موٹی بات کیوں سمجھ میں نہیں آسکی یا مرزا سیت نے اس کی روی سی عقل کا جو پسلے بھی اس کے پاس کم تھی خاتمه کر دیا ہے۔

اور پھر مولانا محمد حسین بیالوی کے متعلق ماسوا اس کے کہ انہوں نے انگریز گورنر کے چخاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے کو کل گورنمنٹ کے اجرا چیف کالج کے قائم کرنے، پلک لابریری کے بنانے اور طلبہ کو وظایف دینے پر اس کا شکریہ ادا

خلاف صرف آرائیں اور جس کے نتیجے میں دوسری طرف سے بھی ناخوشنگوار انداز میں دیوبندی اکابر کو عرض بحث میں لانا پڑا۔ اگرچہ سب سے پہلے دوستوں نے ہم سے اس موضوع پر قلم اخانے کو کما اور بعض نے بڑی حد تک مجبور بھی کیا۔ لیکن ہم باوجود اس مضمون کی تخفی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کوفت اور اذیت کے اور مواد کی فراہمی کے اسے تال کئے کہ یہ وقت اس قسم کی بحثوں کے لیے قطعاً "موزوں نہیں۔ اگرچہ ہم کسی بھی وقت کو اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کے درمیان "خصوصاً" منافرت کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے۔ محمد ایوب صاحب سے کوئی گھر نہیں۔ ان کی " قادریت " ان سے جو بھی کملوائے، تکملوائے اور کروائے، لیکن حضرت مفتی صاحب کی نگرانی اور مولانا عثمانی کی مسئولیت میں اس قسم کی دل آزاری کا کوئی جواب نہیں۔

کیا ہے اور کون سی چیز ہے جس پر انہیں مطعون کیا جاسکتا ہے؟ کیا مرزا غلام احمد کی، انگریز کی خاطر مسلمانوں کے خلاف جاسویاں اور انگریز کی خاطر جملہ اسلامی عقائد میں تحریف و تغیری اور مرزا غلام احمد کے بیٹوں اور اخلاف اور امیت کی انگریز کی راہ میں قربانیاں اور اس کی فتح اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے سقوط پر جشن ہائے طرب اور اس کے اشارہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمت نبوت پر دست و رازیاں اور مولانا محمد حسین بیالوی کی ایک انگریز گورنر زکی چند اچھائیوں پر تعریف ایک برابر ہے؟ اگرچہ ہم اس انگریز دشمنی کی بناء پر جو ہمیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے، اس کو بھی پسندیدہ خیال نہیں کرتے۔

لیکن جان مرزا! یہ تو تباہ کہ تمہاری بے غیرتی کو اس وقت کیا ہوا جب تمہارا خائن پاپ یہ کہہ رہا تھا کہ:

”ہم حکومت کی الیک خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار
معہیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے“ (۲۶)

اور:

”ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپناوشن بنا لیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو، ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھوٹی چک ہیں، وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مقابل ہیں۔ کاغذ سے ہمیشہ یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں، ہم غلام ہیں“ (۲۷)

اور:

”بہت سے افراد یے گزرے جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے

۲۶۔ میاں محمود خلیفہ قادریان مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادریان کیم اپریل ۱۹۴۳ء
۲۷۔ خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ کیم نومبر ۱۹۴۳ء

اپنے حسن سلوک سے پہپاں ہزار یا لاکھ کی ایسی جماعت (قادیانی)
ہندوستان میں چھوڑی ہے جو اپنی جائیں قریان کر کے بھی برطانیہ سے
تعاون کرے گی” (۳۸)

اور:

”ہم نے ابتدائی سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم یہاں یہ فخر
کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں، کتنی نوکرے خلوط کے
ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا
افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی
وفداداری کی تعریف کی ہے، اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کتنی نوکرے
تمغوں کے ہوں گے، ان لوگوں کے تمغوں کے جخموں نے اپنی جائیں
گورنمنٹ کے لئے فدا کیں“ (۳۹)

غدارو اور غداروں کے پیروکار! ان عبارتوں کی ایک مرتبہ پھر پڑھو اور ذوب مرد
کہ تم کن بدترین اسلاف کے بدترین اخلاف ہو۔۔۔
شرم تم کو مگر نہیں آتی
وامن کو ذرا دیکھے ذرا بند قباد دیکھے
جھوٹ ہیں، باطل ہیں دعوےٰ قاریانی کے بھی
بات پھی ایک بھی نہ پائی ہم نے آپ کی
وان تعودوا نعد و لئن تغنى عنکم فلتکم شيئاً ولو كرت وان الله مع
المؤمنين ○

(بحوالہ ”ترجمان الحدیث“ جنوری ۱۹۷۴ء)

۳۸۔ خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۳۰ جولائی ۱۹۳۵ء

۳۹۔ خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار ”الفضل“ ۱۱ نومبر ۱۹۳۶ء

مرزاںی دھوکہ باز!

مدیر "الفرقان" ربوہ کے نام:

ہم نے "ترجمان الحدیث" کے نومبر اور جنوری کے شماروں میں مرزاںیت کا جو پوست مارٹم کیا تھا پورے دارا لکفر ربوہ میں اس سے کرام پا ہے۔ مرزاںی متفقون کی جماعت لاہور نے اس محلہ میں وغل ور معقولات کر کے خواہ مخواہ مرزا غلام احمد کی رسولی اور جگ ہنلی کا مسلم فراہم کیا اور اب تم مل سے لمبی تکنے پڑے ہیں اور ہنوز مدیر "ترجمان" کے جواب کی جرات نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کے ذکر کردہ کسی حوالے کی تخلیط کی ہست پڑی ہے اور نہ ہی پڑ سکتی ہے انشاء اللہ! و گرہ اور ہر تو فیصلہ ہے کہ مرزا غلام قدویانی کی امت کا آخری لمحات تک تعاقب کرنا ہے اور رسالت کے باب ختم نبوت کی زندگی کے آخری سانسوں تک چوکیداری کرنی ہے اور بہادریں ارشاد رہلنی پر ہے۔

وَ انْ تَعُودُوا نَعْدُولُنَّ تَغْنِيَ عَنْكُمْ فَتَنَّكُمْ شَيْئًا وَ لَوْ كَثُرْتُ وَ لَنَّ اللَّهُ مَعَ الْمُوْمِنِينَ^(۱)

اور اگر تم باز نہ آئے اور دوبارہ مقبلہ کے لیے نکلے تو ہم بھی نکلیں گے اور تمہارا گروہ اپنی کثرت کے بلوچود تمہارے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

بھر جل "پیغام صلح" تو تب سے خاموش ہے۔ لیکن "الفرقان" ربوہ نے

اپنے قارئین کو فریب دینے کی کوشش کی ہے، 'چنانچہ فوری'، مارچ کے شمارہ میں "ترجمان الحدیث" کے نومبر اور جنوری کے شمارہ میں اخلاقی گئے سوالات اور اعتراضات کو چھوٹا تک نہیں گیا اور مرزا غلام احمد کے بارہ میں اس کی اپنی ذکر کردہ عبارتوں میں جس میں اس نے خود اپنے انگریز کے پروردہ اور انگریز کے غلام ہونے پر غزوہ مبلغت کیا ہے، ایسی تکمیل کی ہے جو شاید مرزا غلام احمد کو بھی سوچی نہ ہو گی اور پھر قصداً "اس بلت سے گریز کیا گیا اور ان حوالہ جات سے اعراض کیا گیا جس میں انگریز کے لیے اپنی اور اپنی جماعت کی خدمات کا ذکر ہے اور ان خدمات کو ڈھانپنے کے لیے دیگر اسلامی فرقوں کے علماء اور اکابرین کے ایسے حوالے پیش کئے گئے ہیں، جن میں انگریز کے کسی اصلاحی کیا۔ پر یا مخالفین کی طرف سے حکومت کو انگیخت کرنے کی چالوں کو ہاکام بنائے کے لیے اپنی برات کا ثبوت پیش کیا گیا ہے، اس کے برعکس ہم نے غلام قادریانی اور قادریانیت کو خود اس کے اپنے حوالوں سے نہ صرف انگریز کا مذاہ بلکہ پروردہ، آللہ کار اور ایجتہاد کیا ہے جسے "الفرقان" کا برخود غلط مدیر مذہب پر محبوں کر کے اپنے آقا اور اپنی امت کے انگریزی استعمار کی تحلیلیں ہونے پر پرده ڈالنا چاہتا اور انگریز کے لیے اس گراں قدر خدمات کو چھپانا چاہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا اس موضوع پر مفصل مضمون تو پھر کبھی آئے گا، اس وقت صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے جس میں "الفرقان" کے کچھ دل، کچھ دلاغ اور کچھ فہم مدیر کے احتذار اور فرار کے برعکس واضح طور پر انگریزی سرکار کی ذلیل خواری اور کام کی گئی ہے اور متنبی قادریان انگریز کی اس خدمت میں اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ وہ اپنے ہی وطن کے سپتوں اور اپنی ہی قوم کے خلاف جاسوسی ایسے فعل قبیح سے بھی گریز نہیں کرتا جس کی بناء پر نواب صدیق حسن خلیفہ ایسے حریت پسندوں اور مجہدوں کے سربراہ اور ملی کو تخت ریاست سے معزول ہونا اور انواع و اقسام کے عین اور فتن کا شکار ہونا پڑا اور مجہدوں آزادی کو مکمل چنچائے اور ان کی سپالائی لائن کو برقرار

رکھنے کے لیے انہیں مصلحت اگریز کی خیر خواہی کے کلمات کہنے پڑے اور یہ داستان ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی صداقت سے کوئی صاحب علم انکار نہیں کر سکتا اور اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کے وکیل حضرت مولانا محمد حسین پٹالوی مبلغہ کو بھی ان بے گناہ معصوم لوگوں پر ہونے والے مظالم کو روکنے کے لیے اگریزی حکومت کو اطمینان دلانے کی ضرورت پیش آئی، جن کی رپرٹ غلام قلیان ایسے اگریزی اجنبی اور مسلم کش ملت دشمن افراط تھانوں میں جا جا کر لکھوار ہے تھے، چنانچہ اس کا ثبوت ہماری زبان سے نہیں۔ اپنے آقا کی زبان سے سنئے۔ غلام ہندی ولایتی آقاوں کی خدمت اقدس میں گزارش پذیر ہے:

”چونکہ قرن مصلحت ہے کہ سرکار اگریزی کی خیر خواہی کے لیے ۴ فتم مسلمانوں کے ہم بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپرده اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں لذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا، تاکہ اس میں ان ناقص شناس لوگوں کے ہم محفوظ رہیں جو اس باعیانہ سرشت کے آدمی ہیں، اگرچہ گورنمنٹ کو خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت تختی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں، اس لیے ہم نے اپنی محض گورنمنٹ کی پولیسیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چھلاکہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے ہم ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مقدادانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقوشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ ایسے لوگوں کے ہم مع پتہ و نشان یہ ہیں“ (۲)

اللہ وہ مرزاںی صاحب! بتلائیے اب بھی غلام قاویانی کے غلام اگریز کے ہونے اور مرزاںیت کے اگریزی استغفار کے خود کاشتہ پودا اور کفر کی کامہ لیسی میں کوئی شبہ

ہے؟ اور اگر ابھی تک کچھ ملکوں و شہرتوں بلقی ہیں تو ہمیں اظہر ہیں۔ ہم آئندہ آپ کی پوری تشفی کر دیں گے۔ یہ الگ بات ہے جو کہ ہم دیسے ہی ان کی تشفی و تسلی کے لیے نیو رکھ کرچے ہیں، تاکہ شاید اس سے کچھ حق کی حلاشی رو سیں مشغولت انہی سے نہ کر سعادت ابدی کو حاصل کر سکیں۔

آخر میں اس لطیفہ کا ذکر بے جا نہیں ہو گا، کہ مرتضائی پرچہ "الفرقان" ربوہ پر "ترجمان الحدیث" کی گرفتوں سے اس قدر بوكھلاہست طاری ہے اور مرتضائیت کا بروڈل برخود غلط "خلد"^(۱) اس قدر حواس باختہ ہے کہ اپنے اس پرچہ میں تقریباً اس مرتبہ ترجمان کا ذکر کرتا ہے، لیکن ماہوا ایک مرتبہ کے ہر وغیرہ "ترجمان" کا ہم تک غلط لکھتا ہے اور اس پرچہ کے ہر ہر صفحہ پر اور پرچے کے سرورق پر اتنے موٹے اور جلی قلم سے لکھا ہوا ہم تک پڑھنا نہیں آیا۔ متنبی قدویان کی امت کے مقابلہ میں متنبی عرب کے اس شعر کو نقل کرنے کو کس قدر دل چاہتا ہے۔

انا صخرة الوادى اذا ما زوحمت

و اذا انطقت فاننى الجوزاء

(بحوالہ ترجمان الحدیث، مئی ۱۹۴۹ء)

۲۔ مرتضیٰ غلام احمد قادریانی کا عرضہ بنوان "قتل توجہ گورنمنٹ" مندرجہ "تلخ رسالت" ج ۵، ص ۱۱۔

۳۔ یاد رہے کہ اللہ دلتہ مرتضائی مدیر "الفرقان" کو مرتضائیت کے خلیفہ ہائی اور مرتضیٰ غلام احمد کے فرزند مرتضیٰ محمود احمد نے "خلد احمدت" کا لقب عطا کر رکھا ہے، حالانکہ گیدر کو اگر شیر کی کھال پہنادی جائے تو وہ شیر نہیں بن جاتا، اور یہاں "چہ نسبت خاک رابہ عالم پاک" کا حالہ بھی ہے۔